روزنامہ الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: 213029 (04524)
رجسٹرڈ نمبر CPL 61
سالانہ نمبر ۱۹۹۷ء

حضرت بانیٔ سلسلہ کا پُر معارف فارسی منظوم کلام

عیشِ دنیائے دُوں، دمے چند ست　　آخرش کار با خداوند ست

اس ذلیل دُنیا کا عیش چند روزہ ہے بالآخر خُدا تعالیٰ سے ہی کام پڑتا ہے

ایں سرائے زوال و موت و فنا ست　　ہر کہ بنشست اندریں، برخاست

یہ دُنیا زوال موت اور فنا کی سرائے ہے جو بھی یہاں رہا وہ آخر رُخصت ہُوا

یکدمے رَو بسوئے گورستاں　　واز خموشانِ آں بہ پُرس نشاں

تھوڑی دیر کے لیے قبرستان میں جا اور وہاں کے مُردوں سے حال پُوچھ

کہ مآلِ حیاتِ دنیا چیست　　ہر کہ پیدا شد ست، تا کے زیست

کہ دُنیاوی زندگی کا انجام کیا ہے۔ اور جو پیدا ہُوا وہ کب تک جیا ہے

ترک کُن کین و کِبر و ناز و دلال　　تا نہ کارت کُشد بسوئے ضلال

کینہ، تکبر فخر اور ناز چھوڑ دے۔ تاکہ تیرا خاتمہ گمراہی پر نہ ہو۔

چُوں ازیں کارگہ، بہ بندی بار　　باز نائی، دریں بِلاد و دِیار

جب تُو اس دُنیا سے اپنا سامان باندھ لے گا تو پھر ان شہروں اور ملکوں میں واپس نہیں آئے گا

اے زِ دیں بے خبر، بخور غمِ دیں　　کہ نجاتت مُعلّق ست بدیں

اے دین سے بے خبر! دین کا غم کھا۔ کیونکہ تیری نجات دین سے ہی وابستہ ہے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

عزیزاں بے خلوص وصدق نکشانید راہے را مصفا قطرہ باید کہ تاگوہر شود پیدا

اے میرے دوستو! جو میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہو خدا ہمیں اور تمہیں ان باتوں کی توفیق دے جن سے وہ راضی ہو جائے۔ آج تم تھوڑے ہو اور تحقیر کی نظر سے دیکھے گئے ہو۔ اور ایک ابتلاء کا وقت تم پر ہے۔ اسی سنت اللہ کے موافق جو قدیم سے جاری ہے ہر ایک طرف سے کوشش ہوگی کہ تم ٹھوکر کھاؤ۔ اور تم ہر طرح سے ستائے جاؤ گے اور طرح طرح کی باتیں تمہیں سننی پڑیں گی (-) اور کچھ آسمانی ابتلاء بھی تم پر آئیں گے تا تم ہر طرح سے آزمائے جاؤ۔ سو تم اس وقت سن رکھو کہ تمہارے فتح مند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہی راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہوں گی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے پر دو لعنتیں جمع کر لو۔ ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو اس کا اس نے بار بار مجھے یہی جواب دیا ہے کہ تقویٰ سے' سواے میرے پیارے بھائیو! کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچ کر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر یک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی۔ اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء' ہر یک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسا پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کے مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں کیونکہ جو بات دل سے نکلے اور دل تک ہی محدود رہے وہ تمہیں کسی مرتبہ تک نہیں پہنچا سکتی۔ خدا تعالیٰ کی عظمت اپنے دلوں میں بٹھاؤ۔ اور اس کے جلال کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو اور یاد رکھو کہ (کلام الٰہی) میں پانچ سو کے قریب حکم ہیں اور اس نے تمہارے ہر ایک عضو اور ہر یک قوت اور ہر یک وضع اور ہر یک حالت اور ہر ایک عمر اور ہر یک مرتبہ فہم اور مرتبہ فطرت اور مرتبہ سلوک اور مرتبہ انفراد اور اجتماع کے لحاظ سے ایک نورانی دعوت تمہاری کی ہے۔ سو تم اس دعوت کو شکر کے ساتھ قبول کرو اور جس قدر کھانے تمہارے لئے تیار کئے گئے ہیں وہ سارے کھاؤ اور سب سے فائدہ حاصل کرو۔ جو شخص ان سب حکموں میں سے ایک کو بھی ٹالتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عدالت کے دن مؤاخذہ کے لائق ہوگا۔ اگر نجات چاہتے ہو تو دین العجائز اختیار کرو اور مسکینی سے (کلام الٰہی) کا جؤا اپنی گردنوں پر اٹھاؤ کہ شریر ہلاک ہوگا اور سرکش جہنم میں گرایا جائے گا۔ پر جو غریبی سے گردن جھکاتا ہے وہ موت سے بچ جائے گا۔ دنیا کی خوشحالی کی شرطوں سے خدا تعالیٰ کی عبادت مت کرو کہ ایسے خیال کے لئے گڑھا در پیش ہے بلکہ تم اس لئے اس کی پرستش کرو کہ وہ پرستش ایک حق خالق کا تم پر ہے۔ چاہئے پرستش ہی تمہاری زندگی ہو جائے اور تمہاری نیکیوں کی فقط یہی غرض ہو کہ وہ محبوبِ حقیقی اور محسنِ حقیقی راضی ہو جاوے کیونکہ جو اس سے کمتر خیال ہے وہ ٹھوکر کی جگہ ہے۔

خدا بڑی دولت ہے اس کے پانے کے لئے مصیبتوں کے لئے تیار ہو جاؤ۔ وہ بڑی مراد ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے جانوں کو فدا کرو۔ عزیزو! خدا تعالیٰ کے حکموں کو بے قدری سے نہ دیکھو۔ موجودہ فلسفہ کی زہر تم پر اثر نہ کرے۔ ایک بچے کی طرح بن کر اس کے حکموں کے نیچے چلو (-) بہت دعا کرو اور رونا اور گڑگڑانا اپنی عادت کر لو تا تم پر رحم کیا جائے۔

سچائی اختیار کرو سچائی اختیار کرو کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکا دے سکتا ہے؟ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں؟ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ بھی پروا نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے۔ اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔ (-)

مجھے اس وقت اس نصیحت کی حاجت نہیں کہ تم خون نہ کرو۔ کیونکہ بجز نہایت شریر آدمی کے کون ناحق کے خون کی طرف قدم اٹھاتا ہے مگر میں کہتا ہوں کہ ناانصافی پر ضد کر کے سچائی کا خون نہ کرو۔ حق کو قبول کر لو اگرچہ ایک بچہ سے۔ اور اگر مخالف کی طرف سے حق پاؤ تو پھر فی الفور اپنی خشک منطق چھوڑ دو۔ سچ پر ٹھہر جاؤ اور سچی گواہی دو۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے (-) یعنی بتوں کی پلیدی سے بچو اور جھوٹ سے بھی کہ وہ بُت سے کم نہیں۔ جو چیز قبلۂ حق سے تمہارا منہ پھیرتی ہے وہی تمہاری راہ میں بت ہے۔ سچی گواہی دو۔ اگرچہ تمہارے باپوں یا بھائیوں یا دوستوں پر ہو۔ چاہئے کہ کوئی عداوت بھی تمہیں انصاف سے مانع نہ ہو۔

باہم بخل اور کینہ اور حسد اور بغض اور بے مہری چھوڑ دو اور ایک ہو جاؤ (-) بڑے حکم دو ہی ہیں ایک توحید و محبت و اطاعت باری عزّ اسمہ' دوسری ہمدردی اپنے بھائیوں اور بنی نوع کی۔

11 تبلیغ 1377 ھش — 11 فروری 1998ء

ہم اور روزنامہ الفضل

روزنامہ الفضل ربوہ کا سالنامہ پیش خدمت ہے۔ اس سالنامہ کی اشاعت کے ساتھ ہم ایک اور اخباری سال کے اختتام کو پہنچ گئے ہیں اور اس کے بعد ایک نئے سال کا آغاز کرنے والے ہیں (اللہ نے چاہا تو) جہاں تک گزرنے والے سال کا تعلق ہے ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کی تنقید اور آپ کی تعریف سے ہم بہت مستفید ہوئے ہیں۔ تنقید نہ ہو تو اپنی غلطیوں سے انسان آگاہ نہیں ہوتا اور اسے یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ بعض اوقات اسکے بالکل درست ہونے کے باوجود اسے غلط سمجھا جاسکتا ہے۔ تعریف نہ ہو تو دل بجھ سا جاتا ہے۔ اگرچہ اس بات کی خواہش تو نہیں کی جاتی کہ تعریف کی جائے لیکن یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان اپنی سمجھ بوجھ کے مطابق اچھا کام کرے اور اسکی پذیرائی نہ ہو تو اسے یقیناً افسوس ہوتا ہے۔ ہمیں خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں باتیں وافر ملی ہیں۔

ہمارا طریق کار یہ ہے کہ ہم نے ادارتی سٹاف کے ہر رکن کی میز پر ایک مختصر سی تحریر رکھی ہوئی ہے۔ جس میں یہ کہا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ سے دعا کر کے اپنا کام شروع کریں اور اس جذبے کے ساتھ کام کریں کہ آپ کی نیک نامی ہو۔ اور کہ اس کی جزاء صرف اور صرف اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور وہی سب سے بہتر جزا دیتا ہے۔ ہم نے بلاناغہ ہر روز اخبار کی ادارت، طباعت اور اشاعت کے متعلق ایک پوسٹ مارٹم میٹنگ منعقد کی ہے۔ اس میٹنگ کے دوران ادارتی عملہ گذشتہ روز کے شائع شدہ الفضل کو زیر بحث لاتا ہے۔ اس میں کیا خامیاں رہ گئی ہیں اس کو کس طرح بہتر بنایا جاسکتا تھا اور اس سے اگلے شمارے کے لئے یہ بات سوچی جاتی ہے کہ اس میں کیا کچھ شامل ہونا چاہئے۔ بعض اوقات گفتگو کے دوران نئے نئے موضوع سامنے آتے ہیں اور کوئی ایک مضمون کسی ایک کارکن کے ذمہ لگا کر اس کے ساتھ اس کے نوٹس (Notes) پر بات کی جاتی ہے۔ ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے کہ پرچے کو مفید اور دلچسپ بنایا جائے۔

جہاں تک آئندہ سال کا تعلق ہے ہم اس دعا اور عزم کے ساتھ اپنے کام کا آغاز کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر قدم پر ہماری نصرت فرمائے اور اس روزنامہ میں شائع ہونے والا ہر لفظ نافع الناس کی حیثیت رکھے۔ اللہ تعالیٰ ہماری خامیوں کو دور فرمائے۔ ہماری کوتاہیوں کو معاف فرمائے اور ہمیں احسن طریق پر اخبار کی ادارت، طباعت اور اشاعت کی توفیق سے نوازے۔

امید ہے کہ ہمارے قارئین ہمارے ساتھ اس دعا اور عزم میں شامل ہوں گے۔

یہ اداریہ اس خیال سے لکھا گیا تھا کہ سالانہ نمبر 31۔دسمبر کو شائع ہو سکے گا۔ لیکن بوجوہ پرچہ تاخیر سے قارئین کے ہاتھ میں پہنچ رہا ہے۔

ہم ہیں کیا اور کیا نہیں ہیں ہم
اپنے مولا سے باوفا ہیں ہم
لوگ کہتے رہیں جو کہتے ہیں
ان کے کہنے سے کیا خفا ہیں ہم؟
ہم خدا کے ہیں اور خدا کے لئے
اپنی ہستی سے بھی جدا ہیں ہم

ابوالاقبال

○

شانہ بہ شانہ چلتے چلے جائیں گے مدام
یہ دین ہے خدا کی کہ مضبوط ہے نظام

تدبیر کو بھی کام میں لاتے ہیں رات دن
انجام دے رہے ہیں فرشتے ہمارا کام

جس کی نظر خدا کی عنایات پر رہے
ملتے ہیں ہر قدم پہ اسے معرفت کے جام

ایسی ہوا خدا نے چلائی ہے چار سو
ہر سمت لوگ سنتے ہیں لندن کی گفتگو

شہد و شکر کی طرح ہے شیریں ہر ایک لفظ
پھولوں سے بڑھ کے دیتا ہے ہر لفظ رنگ و بو

وہ بات کر رہے ہوں تو لگتا ہے اس طرح
مہمان بن کے آئے ہیں بیٹھے ہیں روبرو

رفتار اس سفر میں ہمارا نہیں کمال
اور اپنے ہاتھ میں نہ ہوا ہے، نہ ہے مآل

بس ایک فرض ہے کہ نبھانے کا شوق ہے
خواہش جواب کی ہے نہ ہونٹوں پہ ہے سوال

ہم جانتے ہیں پشت پناہی کے سب رموز
ہے قادر و قدیر کے ہاتھوں میں اپنی ڈھال

دل میں مچل رہی ہے نوید انقلاب کی
سن لی مرے مجیب نے چشم پر آب کی

نسیم سیفی

روزنامہ الفضل ربوہ	پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ	قیمت 25 روپے

یہ زمانہ توحید پر زور دینے کا ہے' توحیدِ الٰہی کو اپنے اخلاق میں جاری کریں تو پھر کلام پُر اثر ہو گا

آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل دیں' زمانے کے حالات کو تبدیل کر دیں' موت سے زندگی نکال کر دکھائیں

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 29 اگست 1997ء بمطابق 29 ظہور 1376 ہجری شمسی بمقام نن سپیٹ (ہالینڈ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:-(-)

(سب تعریفیں اللہ کے لئے) کہ میرا مغربی جرمنی اور مشرقی جرمنی کا سفر خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر پہلو سے کامیاب رہا۔ بہت سے تجارب مجھے ہوئے' بہت سے تجارب جماعت کو ہوئے اور کثرت سے ایسے دوست جن کو احمدیت کے متعلق کوئی معمولی تعارف بھی نہیں تھا' یعنی تھا تو ایسا کہ نہ ہونے کے برابر' ان سے بھی رابطے ہوئے ان کے ذریعے نئی قوموں میں داخلے کے سامان ہوئے۔ مثلاً چیچنیا روس کا (یو۔ایس۔ایس۔آر کا) ایک ایسا حصہ ہے جہاں کے مسلمان بہت ملی غیرت رکھتے ہیں اور ہمیشہ سے ان کا یہی طریق چلا آیا ہے کہ کسی بھی حکومت میں اسلام کے خلاف قدروں کو برداشت نہیں کرتے اور آزادی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ بہت بہادر قوم ہے' غیر معمولی قربانیاں دینے والے لوگ ہیں ملت اسلامیہ سے محبت تو ہے لیکن بدقسمتی سے (دین حق) کی حقیقت سے نا آشنا ہیں اور یہی بدقسمتی بہت سی ہم نے بوسنیا میں بھی دیکھی اور البانین لوگوں میں بھی پائی گئی کہ اکثر (دین حق) کی محبت ملت کی حد تک رکھتے ہیں جسے نیشنل ازم کہتے ہیں' (دین حق) ایک نیشنلزم کہہ سکتے ہیں۔ مگر دین کی محبت اور اس کے مطابق اپنی قدروں کو ڈھالنا اور تبدیلیاں پیدا کرنا اس کی طرف ان کے خوجوں اور ان کے مذہبی راہنماؤں نے کبھی ان کو توجہ ہی نہ دلائی۔ اس بناء پر میں سمجھتا ہوں میرے اس سفر کو خاص اہمیت اس لئے حاصل ہے کہ ان نئی قوموں کو مذہب کی حقیقت بتانے کا موقع ملا اور ان کی طرف سے جو ردعمل تھا وہ بہت غیر معمولی طور پر مخلصانہ رہا۔ چیچنین سے گفتگو کے دوران شروع میں تو وہ لوگ وہی پرانے رسم و رواج کو ہی مذہب سمجھے بیٹھے تھے اور رفتہ رفتہ جب بات آگے بڑھتی گئی تو حیرت انگیز طور پر انہوں نے اپنے اندر تبدیلیاں شروع کیں اور ان کو یہ یقین ہو گیا کہ (دین حق) کے جس نام پر ان کو بعض رسمیں سکھائی گئی ہیں وہ (دین) کی حقیقت نہیں ہے۔ چنانچہ مجھ سے پھر ایسے سوال شروع کر دیئے جس کے نتیجے میں صاف محسوس ہو رہا تھا کہ اب ان کو (دین حق) مذہب میں دلچسپی ہے' اپنے اندر تبدیلیاں پیدا کرنے میں دلچسپی ہے۔ چنانچہ خدا کے فضل سے ایک ایسا چھوٹا سا گروہ وہاں پیچھے چھوڑ کے آیا ہوں جن کے آگے چیچنیا میں رابطے ہوں گے اور امید رکھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک نئی قوم کی طرف ہمارا دعوت الی اللہ کا دروازہ کھل جائے گا۔

تو اس پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہ بہت مفید اور کار آمد سفر رہا۔ بوسنین میں بھی اگرچہ پہلے احمدیت داخل تو تھی مگر اجنبیت سی بھی پائی جاتی تھی۔ اس دفعہ جو بوسنینز ملے ہیں ان میں بہت نمایاں تبدیلی ہے ان میں بعض کی تو فدائیت کا یہ عالم تھا کہ پاکستان کے پیدا ہونے والے مخلصین بھی ان سے لگا نہیں کھا سکتے۔ وہ اپنے عشق میں' محبت میں اللہ کے فضل کے ساتھ اب بہت بڑھ رہے ہیں تو یہ سارے امور ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر اگرچہ اپنی ذات میں بہت سی مشکلات بھی رکھتا ہے' کئی ذہنی اور عملاً بوجھ پڑتے ہیں انسان کے اوپر مگر جماعت کی بقاء کے لئے ہے ضروری۔

پھر خاندانی طور پر جو لوگوں کو ملنے کا موقع ملا ہے بڑے چھوٹے' عورتیں مرد اس کا ایک اپنا فائدہ ہے ان کو قریب سے دیکھ کر ان کی اخلاقی حالت کا علم ہو جاتا ہے جو دور بیٹھے دکھائی نہیں دے سکتیں۔ قریب سے دیکھو' ان سے ملو تو ان کی حرکتوں کے اوپر خواہ مجھے تبصرہ نہ بھی کرنا ہو اخلاق کی وجہ سے' مگر حرکتیں دکھا دیتی ہیں کہ ہم کیا ہیں' ہمیں کس طرح پروان چڑھایا گیا' کیا کیا بد عادات ہماری جو ہم پاکستان سے لے کے چلے تھے ابھی تک موجود ہیں اور کن پہلوؤں سے ہمیں مزید توجہ کی ضرورت ہے۔ یہ ساری باتیں از خود دل پہ منعکس ہوتی ہیں' پوچھنا نہیں پڑتا اور پھر اس دوران چھوٹی چھوٹی باتوں کے ذریعے ان کو توجہ دلانی پڑتی ہے۔ اور عموماً میں نے دیکھا ہے کہ بچے خصوصیت کے ساتھ اور جوان بچیاں بھی جلد اثر قبول کرتی ہیں اور اس پہلو سے بھی یہ دورہ (اللہ نے چاہا تو) میں امید رکھتا ہوں کہ ایسے باقی پاکیزہ اثرات چھوڑے گا کہ جو آگے ان کے کام آئیں گے اور اس دورے میں جو دلوں میں تحریک پیدا ہوئی ہے وہ (اللہ نے چاہا تو) آگے بڑھے گی۔

اس دورے کے آخری حصے میں مجھے بیلجیئم بھی جانا ہے لیکن اس سے پہلے میں ہالینڈ کا ذکر کرتا ہوں جہاں سے یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ اس دفعہ ہالینڈ کی جماعت کے لئے شاید یہ شکوے کا موقع ہو کہ ان کو کھلے طور پر یہاں آنے کی اجازت نہیں تھی یعنی دعوت نہیں دی گئی تھی۔ سمجھایا گیا تھا کہ یہ دورہ' ہالینڈ کا دورہ خالصتہً اردو کلاس کی دیکھ بھال کے لئے ہے اور اس معاملے میں جن ہالینڈ کے کارکنوں اور کارکنات کو معین طور پر کہا جائے صرف وہی خدمت کریں ورنہ اس سے پہلے تو جماعت کو کسی بلاوے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ ہمیشہ جب بھی میں آتا تھا مغرب اور عشاء (-) کے بعد یہاں اکٹھے بیٹھتے تھے اور سوال و جواب کی مجالس چلتی تھیں اور آنا جانا ایک ہجوم سا چلا رہتا تھا ایک تانتا بندھا رہتا تھا ہر خاندان کا یا اکثر ان کا جو ملنے کی خواہش رکھتے ہوں اور آ بھی سکتے ہوں۔ بہت سے ایسے بھی تھے جو آ نہیں سکتے تھے کیونکہ قوانین کی مجبوریاں ہیں اب بھی ایسے ہوں گے مگر یہ سفر بالکل مختلف نوعیت کا تھا۔ چنانچہ اکثر مانوس چہرے اور خاندان' ان کے بچے وہ اس دفعہ اس احترام میں یہاں تشریف نہیں لائے کہ ہمارے اردو کلاس کے لئے جو پروگرام ہیں ان میں مخل نہ ہوں اور یہ ان کی قربانی تھی۔ لیکن جنہوں نے اردو کلاس میں یعنی اردو کلاس کو یہاں کامیاب بنانے میں حصہ لیا ہے ان کی اور بھی بڑی قربانی ہے کیونکہ تعداد میں اگرچہ بہت زیادہ نہیں تھے مگر دن رات محنت کی ہے۔ امیر صاحب' ان کی بیگم' صدر خدام الاحمدیہ' ان کی بیگم لجنہ اماء اللہ کی صدر اور حمید صاحب اور ان کی بیگم' یہ تو چند نام ہیں جو میں لے رہا ہوں ورنہ بہت سے نام ایسے ہیں جن کو لئے بغیر میرا ذہن شناخت کرتا ہے اور میں جانتا ہوں کہ انہوں نے بہت زیادہ محنت کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزاء دے۔ جہاں تک ان کی محنت کا تعلق ہے اس کی جزاء تو خدا ہی دے سکتا ہے مگر جہاں تک اردو کلاس کا ان لوگوں میں اٹھنا بیٹھنا اور پھرنا ہے یہ بھی خود ان کی محنت کی ایک جزاء تھی۔ اور جتنے کارکن تھے ان میں سے ہر ایک خوشی محسوس کر رہا تھا کہ ہمیں موقع ملا اور ہمارے بچوں کو اس کلاس میں شامل ہونے کا موقع ملا۔ اور یہ نن سپیٹ کا علاقہ سارا اردو کلاس کے نتیجے میں یوں لگتا تھا جیسے ایک غیر معمولی تقریب منائی جا رہی ہے۔ سارا شہر ان بچوں اور بڑی بڑی لڑکیوں کو برقع پہنے سائیکل چلاتے دیکھ رہا تھا اور غیر معمولی طور پر وہ دلچسپی لیتے رہے اور اثر قبول کرتے رہے جن کی بعض اطلاعات تو معین ہمیں مل گئیں مگر بعض اطلاعات تاثرات کے طور پر چہروں پہ دکھائی دیتی ہیں مگر لفظوں میں نہیں ڈھالی جا سکتیں۔ مگر جنہوں نے بھی اپنا تبصرہ کیا ہے وہ غیر معمولی طور پر محبت کا تبصرہ کیا ہے یہاں تک کہ بس کے ڈرائیور صاحب جو ساتھ لے کے آئے تھے انہوں نے اپنی زندگی میں پہلی دفعہ کوئی ایسا گروہ دیکھا ہے جو اس طرح بس کے اندر بھی اور باہر بھی اللہ کا نام بلند کرتا رہے (-) کے نغمے پڑھتا رہے اور ان کی طرز عمل' ان کے اخلاق دیکھ کر بعض ہمارے سفر کرنے والوں سے انہوں نے بہت محبت سے ذکر کیا ہے کہ میں غیر معمولی طور پر متاثر ہوں۔

یہ دراصل اخلاق ہی کا کھیل ہے۔ ان کے اخلاق نے آپ کو متاثر کیا' آپ کے اخلاق نے ان کو متاثر کیا اور دونوں ایک دوسرے کے لئے سہارا بنتے ہیں۔ خُلق' خُلق کو ایک حوصلہ دلاتا ہے اور بڑھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ چنانچہ جیسے قصاب کی چھریاں جب آپس میں چلتی ہیں تو تیز ہوتی ہیں اسی طرح حضرت بانی سلسلہ نے لکھا ہے کہ انسان کے اخلاق بھی ایک دوسرے سے مل کر کند نہیں ہوتے بلکہ تیز ہوتے ہیں اور بہت سی باتیں انسان سیکھتا ہے' بہت سی باتیں سکھاتا ہے۔ اگرچہ سب اردو کلاس پوری طرح یہاں نہیں آ سکی مگر جتنی بھی آئی انہوں نے ہالینڈ کی بہت سی پیاری' باقی رہنے والی یادیں جمع کر لی ہیں اور اکثر نے یہ کہا ہے کہ ہم ساری زندگی یہ سفر نہیں بھولیں گے۔

خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ یہاں کی وادیاں (-) سے گونجتی رہیں۔ ان کے نغمات کا ہمیشہ خلاصہ یہی (-) ہی رہا اور جب بھی کوئی دوسرے نغمے بھی سناتے تو آخر اسی پہ تان ٹوٹتی تھی۔ مختلف زبانوں میں' مختلف لَے پہ' مختلف انداز میں یہ سارا علاقہ (-) سے گونجتا رہا جو معنی خیز تھا' محض نغمہ نہیں بلکہ دل کی گہرائیوں سے نکلنے والا توحید کا ایک اعلان تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس اعلان کو اب صرف نغمات میں نہیں بلکہ عمل کی صورت میں ڈھالنے کے لئے ہالینڈ کی جماعت پر ایک ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ہالینڈ کی جماعت نے جو نغمے سنے ہیں ان نغموں کو ہالینڈ کے لوگوں کے خون میں رسانے بسانے کی ضرورت ہے تاکہ رگوں میں' ان کی خون کی گردش میں (-) کا

ورد شروع ہو جائے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی طرف بلانا مشکل نہیں ہے۔

مختلف سوال و جواب کی مجالس میں میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی توحید کی بات کی جائے تو مشرکین بھی سرنگوں ہو جاتے ہیں۔ بعض مجالس میں بڑے بڑے عیسائی پادری بھی آئے ہوئے تھے یعنی بڑے بڑے سے مراد یہ ہے کہ اپنے ذہن میں یہ تاثر لے کر کہ ہم اپنے موقف پر سخت ہیں اور اس موقف کو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا' یہ خیال رکھتے ہوئے آئے کہ وہ خود بھی توحید کے علمبردار ہیں حالانکہ عیسائیت کی موجودہ شکل میں توحید کا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ لیکن سوال جواب کی مجالس میں جب (دین حق) کی توحید کا پرچار ہو تا رہا ہے تو ان کی زبانیں گنگ تھیں' ان کے پاس کہنے کے لئے کچھ بھی نہیں رہا۔ تو اس لئے میں تجربے سے آپ کو بتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ توحید پر زور دیں اور یہ زمانہ ہی توحید پر زور دینے کا ہے اور توحید الٰہی کو اپنے اخلاق میں جاری کریں تو پھر یہ کلام پُر اثر ہو گا۔ اگر اخلاق میں توحید نہ ہو' اگر دل بٹے ہوئے ہوں جماعتوں کے' اگر ان کے قول اور فعل میں ایک توحید کا رنگ نہ جما ہوا ہو' جو کہیں وہی کرتے بھی ہوں' اگر ایسا نہ ہو تو پھر توحید کا کلام اور توحید کی دعوت دینا ایک قسم کا ایک بے کار مشغلہ ہو جائے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ سب لوگ میرے گزشتہ خطبات میں چونکہ ہمیشہ اسی پر زور رہا ہے اس مضمون کو تو یقیناً سمجھ چکے ہوں گے اور اب اس مضمون کو اپنی ذات میں جاری کرنے کا وقت ہے۔

اور اس پہلو سے حضرت بانی سلسلہ کے کچھ ایسے ملفوظات یا تحریرات ہیں جن میں جماعت کو توبہ کی حقیقت اور خدائے واحد و یگانہ کی طرف لوٹنے کی حقیقت کا ایسے عارفانہ رنگ میں بیان ہے کہ انسان توحید کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے' خدا کے خوف کو سمجھنے کے لئے بیعت کے ذریعے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کے لئے (حضرت بانی سلسلہ) کے ان کلمات کا محتاج ہے۔ ان کلمات کے بغیر جو ایک عارف باللہ کا کلام ہے حقیقت میں ان مضامین کو ہم گہرائی میں نہیں سمجھ سکتے۔ نام میں تو سمجھتے ہیں مگر اس نام کے پیچھے کیا چیزیں پوشیدہ ہیں' کیا حکمتیں ہیں' ان باتوں کو سمجھنا حضرت بانی سلسلہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اب میں براہ راست حضرت بانی سلسلہ کا کلام آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ بہت سی ایسی باتیں جو ہم سرسری نظر سے دیکھتے ہیں لیکن ان کو آپ نے بہت گہرائی کی نظر سے دیکھا ہے اور ایسے سادہ لفظوں میں ان کو بیان فرمایا ہے کہ کوئی احمدی جو خواہ علم کی کسی سطح پر ہو اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ ٹھہر کر پوری توجہ کے ساتھ ان تحریرات کو بار بار پڑھے اور ان کے مضمون میں اترنے کی کوشش کرے۔

"اس موقعہ پر حضرت صاحب نے لاؤڈ سپیکر کے نظام میں خرابی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:-)

یہ جو لاؤڈ سپیکر ہے اس میں ذرا سا میں مونہہ پھیروں تو آواز ختم ہو جاتی ہے ایسا رکھنا چاہئے کہ جب آدمی کسی طرف مونہہ کرتا ہے کبھی ادھر مونہہ کرتا ہے تو آواز کے لیول میں' جس حد تک وہ آواز مناسب ہے اس میں کمی نہ آئے۔ نہ ضرورت سے زیادہ اونچی ہو۔ ورنہ وڈیوز میں جب ہم دنیا کو دکھاتے ہیں تو دیکھنے والوں کو بہت عجیب لگتا ہے کبھی اونچی آواز ہو گئی' کبھی نیچی آواز ہو گئی۔ اب یا تو میں بالکل سامنے یہیں بولتا رہوں اور یا عادت کے مطابق جب حرکت کروں تو پھر یہ آواز ڈوب جائے گی۔ بہرحال میں کوشش کرتا ہوں کہ جس حد تک بھی ممکن ہو آپ تک میں اس کلام کو صاف' کھلے لفظوں میں پہنچا سکوں۔

فرماتے ہیں۔ "دیکھو یاد رکھنے کا مقام ہے کہ بیعت کے چند الفاظ جو زبان سے کہتے ہو کہ میں گناہ سے پرہیز کروں گا یہی تمہارے لئے کافی نہیں ہیں اور نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے۔" آپ چاہتے ہوں گے' اکثر احمدی چاہتے ہیں کہ ہمیشہ بیعت میں شامل ہو جائیں یہ تکرار ہے۔ فرماتے ہیں "نہ صرف ان کی تکرار سے خدا راضی ہوتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک تمہاری اس وقت قدر ہو گی جب کہ دلوں میں تبدیلی اور خدا تعالیٰ کا خوف ہو۔ ورنہ ادھر بیعت کی اور جب گھر میں گئے تو وہی برے خیالات اور حالات رہے تو اس سے کیا فائدہ۔ یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے۔"

حضرت بانی سلسلہ اسی کو خدا تعالیٰ کا خوف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "یقیناً مان لو کہ تمام گناہوں سے بچنے کے لئے بڑا ذریعہ خوف الٰہی ہے۔" یہ خوف الٰہی انبیاء دلاتے ہیں۔ انبیاء اگر خوف کی حقیقت سے آپ کو آگاہ نہ کریں تو آپ کو خوف الٰہی کی حقیقت کا علم نہیں ہو سکتا۔ "اگر یہ نہیں ہے تو ہرگز ممکن نہیں کہ انسان ان سب گناہوں سے بچ سکے جو کہ اسے مصری پر چیونٹیوں کی طرح چمٹے ہوئے ہیں۔" ایک مصری کی ڈلی پہ جس طرح چیونٹیاں چمٹی ہوئی ہوتی ہیں اس طرح آپ نے فرمایا کہ انسان کے ساتھ گناہ چمٹے ہوئے ہیں کیونکہ انسان ان گناہوں کو مٹھاس مہیا کرتا ہے' ان کی پرورش کے لئے اپنے خون جگر کو ان کے چاٹنے کا موقع دیتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو گناہ خود بخود جھڑ جائیں گے۔ اگر میٹھے کی ڈلی مٹھاس چھوڑ دے تو چیونٹیاں خود بخود اس کو چھوڑ کے چلی جائیں گی۔

تو اس بات میں گہری حکمت یہ ہے کہ انسان خود گناہوں کی پرورش کرتا ہے اور گناہوں کے لئے لذت کے سامان پیدا کرتا ہے۔ بظاہر انسان اپنے لئے لذت چاہ رہا ہے مگر حقیقت میں وہ لذت گناہوں کو پہنچتی ہے اور اگر گناہوں کو لذت یابی کے سامان مہیا نہ ہوں تو گناہ آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں گے ان کو کوئی بھی فائدہ آپ کے ساتھ رہنے میں نہیں رہے گا۔ "مگر خوف ہی ایک شے ہے کہ حیوانات کو بھی جب ہو تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔" حیوانات کو اگر خوف ہو گا تو وہ کسی کا نقصان نہیں کر سکتے۔ "مثلاً بلی جو کہ دودھ کی بڑی حریص ہے جب اسے معلوم ہو کہ اس کے نزدیک جانے سے سزا ملتی ہے' پرندوں کو جب علم ہو کہ اگر یہ دانہ کھایا تو جال میں پھنسے اور موت آئی تو وہ اس دودھ اور دانہ کے نزدیک بھی نہیں پھٹکتے۔"

ایک روز مرہ حقیقت ہے ہر انسان اسے دیکھتا ہے مگر اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔ جانور تو جانور ہے مگر اس کے باوجود اس کو اپنی جان پیاری ہے۔ اب اسے علم ہو کہ دانے کے ساتھ ایک خوف لگا ہوا ہے تو کبھی دانے پہ مونہہ نہیں مارے گا خواہ کیسی ہی بھوک ستائے۔ "پس جب کہ لا عقل حیوان بھی خوف کے ہوتے ہوئے پرہیز کرتے ہیں تو انسان جو عقل مند ہے اسے کس قدر خوف اور پرہیز کرنا چاہئے۔ یہ امر بہت ہی بدیہی ہے کہ جس موقع پر انسان کو خوف پیدا ہوتا ہے اس موقع پر وہ جرم کی جرات ہرگز نہیں کرتا۔

اب ہم نے دیکھا ہے بہت لوگوں کو یورپ میں عادت ہے کہ وہ Speed Limit کی پابندی نہیں کر سکتے۔ اور یہ ایک ایسا جرم ہے جو ایک عام دستور بن گیا ہے' اس جرم میں سب ہی شامل ہیں۔ کوئی بڈھا' کمزور جس کو تیز چلانے سے ڈر لگتا ہو وہ اس وجہ سے رکے گا۔ سپیڈ کی پابندی جو حکومت نے لگائی ہے اس وجہ سے نہیں رکتا۔ مگر سب تیز رفتار کاریں جا رہی ہیں اور اچانک سب آہستہ ہونے لگ جاتی ہیں اور کچھ آگے جا کے پتہ چلتا ہے کہ پولیس کی کار کھڑی تھی۔ دیکھو پولیس کے خوف سے ایک چھوٹا سا جرم جو روز مرہ زندگی کا حصہ بن چکا ہے اس سے بھی انسان پرہیز کرتا ہے۔ حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں کہ جس موقع پر انسان کو خوف ہو اس اس موقع پہ وہ جرم کی جرات ہرگز نہیں کرتا۔

اس مضمون کو آگے بیماریوں کے تعلق میں بھی بیان فرماتے ہیں۔ "مثلاً طاعون زدہ گاؤں میں اگر کسی کو جانے کو کہا جائے۔" ایسا گاؤں جس میں طاعون پھیلا ہو۔ اس زمانے میں جب طاعون پھیلا ہوا تھا سوائے احمدیوں کے کوئی طاعون زدہ گاؤں میں جانے کی جرات نہیں کیا کرتا تھا۔ "تو کوئی بھی جرات کر کے نہیں جاتا حتیٰ کہ اگر حکام بھی حکم دیں تو بھی ترساں اور لرزاں جائے گا۔" یعنی حکام نے مجبور کر دیا کہ تم نے ضرور جانا ہے تو کانپتا ہوا' اپنی جان کے خوف سے لرزتا ہوا وہاں پہنچے گا۔ "اور دل پہ یہ ڈر غالب ہو گا کہ کہیں مجھ کو بھی طاعون نہ ہو جاوے اور وہ کوشش کرے گا کہ مفوضہ کام کو جلد پورا کر کے وہاں سے بھاگے۔ پس گناہ پر دلیری کی وجہ بھی خدا کے خوف کا دلوں میں موجود نہ ہونا ہے۔ لیکن یہ خوف کیونکر پیدا ہو اس کے لئے معرفت الٰہی کی ضرورت ہے۔ جس قدر خدا تعالیٰ کی معرفت زیادہ ہو گی اسی قدر خوف زیادہ ہو گا۔ ہر کہ عارف تر است ترساں تر" ہر وہ شخص کہ عرفان رکھنے میں زیادہ ہے وہ خوف میں بھی زیادہ ہو گا۔

یہ پہلو ہے جس کے اوپر بہت غور کی ضرورت ہے اور اس مضمون کو سمجھنا لازم ہے کیونکہ آگے جا کے حضرت بانی سلسلہ فرما رہے ہیں کہ "انسان ادنیٰ کیڑوں سے بھی ڈرتا ہے جیسے پسو اور مچھر کی جب معرفت ہوتی ہے تو ہر ایک ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ خدا جو قادر مطلق اور علیم و بصیر ہے اور زمینوں اور آسمانوں کا مالک ہے اس کے احکام کے برخلاف کرنے میں یہ اس قدر جرات کرتا ہے۔" سوال یہ ہے کہ خوف الٰہی اور جانور اور بیماری کا خوف کیا یہ ایک ہی چیز ہیں۔ حضرت بانی سلسلہ جب خوف الٰہی کی مثال دیتے ہیں تو جانوروں کی مثال دے رہے ہیں' مچھروں کی مثال دے رہے ہیں' پسو کی مثال دے رہے ہیں' بلی اور دانہ کھانے والے پرندوں کی مثال دیتے ہیں تو کیا آپ اس سے یہ سمجھے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی بھی ایسی ہی صفات ہیں جیسے بلی' بچھو' کیڑے مکوڑے اور ان سے خوف رکھنا اور خدا کا خوف رکھنا ایک ہی چیز کے دو نام ہیں!؟ اگر ہیں تو پھر ہمارا خدا کس قسم کا خدا ہے جو کبھی پسو کے طور پر دکھائی دے گا' کہیں بندروں کے طور پر' کہیں مچھروں کے طور پر۔ یہ وہ نکتہ ہے جسے میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ خوف الٰہی کی حقیقت یہاں سے کیا ظاہر ہو رہی ہے۔

حیرت کی بات ہے آپ سنیں تو شاید آپ کو تعجب ہو کہ امر واقعہ یہ ہے کہ ان جانوروں ہی میں اللہ کی معرفت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خدا کی وہ تقدیر ظاہر کر رہے ہیں جو قانون قدرت کے طور پر رائج ہے جسے ہم دیکھ سکتے ہیں۔ ایک مچھر کے یا پسو کے کاٹنے سے جو طبعی بد نتیجہ ظاہر ہو گا یہ قانون قدرت کی مطابقت میں ہے اور ہر قانون کے ساتھ خدا تعالیٰ نے کچھ مضرات لگا دیئے ہیں' کچھ فوائد رکھ دیئے ہیں۔ اور وہ قوانین جن کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ وہ نقصان دہ ہوں وہ کبھی بھی نقصان پہنچانے سے باز نہیں آئیں گے۔ وہاں خدا کا کلام ہے جو بول رہا ہے اور خدا کا خوف ان معنوں میں ہے کہ خدا تعالیٰ جب قانون جاری کر دیتا ہے کہ ایک چیز سے تمہیں نقصان ہو گا تو وہ قانون لازماً کام کرتا ہے۔ اور وہ شخص جو سانپ کے مونہہ میں انگلی دے گا یا آگ میں ہاتھ ڈالے گا اگر آگ جلاتی ہے تو ذاتی فعل کی وجہ سے نہیں بلکہ خدا کے منشاء کے تابع جلاتی ہے۔ اگر سانپ ڈستا ہے تو خدا کے حکم کے تابع یعنی ان معنوں میں کہ اس کو ڈسنے کی جبلت عطا ہوئی ہے' اس کی خصلت میں ڈسنا رکھ دیا گیا ہے اور اس کی مجال نہیں ہے کہ اس سے انحراف کرے۔ پس قوانین قدرت سے خوف جب وہ بے رعایت اور بے دھڑک ہر نیک و بد پر اثر انداز ہوتے ہیں دراصل ان قوانین کو جاری کرنے والے کا خوف ہے۔ اور قوانین سے ان قوانین کے بنانے والے یعنی خدا تعالیٰ کا رعب اور دبدبہ ثابت ہوتا ہے۔ اگر غور کریں تو آپ کو قانون قدرت کی یہی حکمت سمجھ آئے گی۔ کہ خدا نے قانون قدرت کو دو طرح کی خاصیتیں بخشیں' ایک منفی اثرات اور ایک مثبت اثرات۔ اگر انسان قانون کی منفی طاقتوں کو نظر انداز کرے تو وہ لازماً اس کو سزا دیں گی۔ یہ قوانین خودکار مشینوں کی طرح چلتے ہیں اور سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت خاصہ ان کو عمل سے روک رکھے یہ اپنے عمل میں نیک و بد میں کوئی تمیز نہیں کرتے۔ ان غالب اور مقتدر قوانین کا خوف دراصل ان کا خوف نہیں ہے بلکہ وہ قانون جاری کرنے والے کا خوف ہے جس کے قانون کے تابع ایک چھوٹے سے چھوٹا ادنیٰ کیڑا بھی اسی طرح حرکت کرے گا جیسے بڑے سے بڑا جانور اور خوفناک سے خوفناک چیز یا زلزلے یا طوفان اپنا اثر دکھاتے ہیں۔ یہ اثر دکھانا خدا کے منشاء کے تابع روز مرہ دکھائی دیتا ہے۔

پس حضرت بانی سلسلہ نے آپ کو خوف کی مثال بتاتے ہوئے دکھا دیا ہے کہ خوف کیا چیز ہے' خوف تو خدا کا ہے مگر ظاہر ہوا اس کی تخلیق میں سے۔ اور اس کی تخلیق کے صحیح استعمال کے ساتھ وہی چیز جو

نقصان پہنچا سکتی ہے فائدہ بھی پہنچا دیتی ہے۔ اور بڑے بڑے حکماء نے جو شریر سے شریر جانور ہیں ان کے فوائد بھی گنائے ہیں اور قانون قدرت میں ایک جاری فائدہ بھی وہ دے رہے ہیں۔ اور انسان بھی جب چاہے ہر بد اثر رکھنے والی چیز سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور یہ مثبت چیز بھی خدا تعالیٰ ہی کے حکم کے تابع ہے اس سے وہ چیز گریز نہیں کر سکتی۔

یہ مطلب گناہوں سے توبہ کا کہ آپ فرماتے ہیں قانون قدرت جو روحانی ہے وہ بھی اسی طرح پر قائم ہے تم یہ خیال نہیں کر سکتے کہ خدا کے بنائے ہوئے ظاہری قانون سے تم بھاگ سکتے ہو اور جب بھاگتے ہو یعنی اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہو تو خوف الٰہی ہے گویا کہ جو تم پر طاری ہو جاتا ہے لیکن وہ مادی دنیا کا خوف ہے۔ تم یہ کیوں نہیں سوچتے کہ وہ قادر مطلق خدا روحانی دنیا کا بھی خدا ہے اور روحانی دنیا کو بھی اس نے اسی طرح قوانین کے تابع پیدا کیا ہے۔ اور وہ قوانین اسی طرح لازماً اثر دکھاتے ہیں

جس طرح دنیا کے مادی قوانین اور مادی نقصان دہ جانور' اگر آپ غلط استعمال کریں گے تو اپنا اثر دکھائیں گے۔

یہ خوف الٰہی کی حقیقت ہے جس سے اکثر دنیا ناواقف ہے۔ جانور سے ڈرتے ہیں' کتے سے ڈریں گے' بلی سے ڈریں گے' ہمارے [illegible] کلاس میں ایک موٹا بچہ ہے وہ جانور کے نام سے ڈرتا ہے مگر خوف الٰہی کی وجہ سے نہیں۔ اس کے دل میں ایک خوف بیٹھ گیا ہے بس۔ مگر جانور کی یہ معرفت اس کو حاصل ہے کہ وہ نقصان بھی پہنچا سکتا ہے' اتنا پتہ ہے اور جانور کے قریب تک نہیں پھٹکتا۔ تو حقیقت یہ ہے کہ اگر گناہ کی ایسی ہی حقیقت ہو جیسے موٹے بچے کو حاصل ہے تو آپ بھی اسی طرح ڈریں گے اور کانپیں گے اور تھرتھرائیں گے اگر گناہ کا نام بھی لیا جائے مگر معرفت نہیں۔ پس خوف الٰہی کی حقیقت کو سمجھیں۔

انسان یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دے گا' گناہ ہٹ جائیں گے سب کچھ ٹھیک ہے۔ مگر سانپ کے مونہہ میں کیوں نہیں انسان ہاتھ ڈال دیتا' ایک خوفناک کتے کو کیوں نہیں بھڑکاتا کہ اس پر حملہ آور ہو۔ یہ کیوں نہیں سوچتا کہ خدا تعالیٰ معاف کر سکتا ہے معاف کر دے گا۔ حضرت بانی سلسلہ ایک طبعی قانون کی طرف اشارہ کر کے خدا کے خوف کی حقیقت آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ گناہ جب سرزد ہو وہ اسی وقت اپنا اثر دکھاتا ہے اور اس کے اثر کو آپ ٹال نہیں سکتے۔ جو بخشش کا مضمون ہے وہ بعد کا مضمون ہے۔ وہ آخرت میں جو اس کی سزائیں ملنی ہیں ان کے متعلق مضمون ہے اور اس دنیا میں بھی کسی حد تک یہ چلتا ہے۔ مگر یہ اسی طرح ہے جیسے آپ کو سانپ کے مونہہ میں انگلی ڈالنے سے نقصان تو پہنچ گیا ہو مگر ساتھ تریاق بھی مہیا ہو جائے' ساتھ شفا کا ذریعہ بھی میسر آجائے۔ یہ ذریعہ جو ہے یہ بخشش ہے لیکن کون ہے جو روز سانپوں کے مونہہ میں انگلی دے کر مادی اطباء سے بخشش طلب کرتا رہے۔ کون ہے جو چوٹیں کھائے اور اپنا سر دیواروں سے پٹکائے اور پھر ڈاکٹر کے پاس بھاگا بھاگا جائے۔ یہ جو بعد میں ڈاکٹر کے پاس جانا ہے یہ بخشش کا مضمون ہے۔ یعنی گناہ کا بد اثر ایک دفعہ تو ضرور ہو گا۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ گناہ سرزد ہو اور اس کا بد اثر ظاہر نہ ہو کیونکہ قانون قدرت میں آپ نے یہی دیکھا ہے۔ مچھر کاٹے' بچھو کاٹے' سانپ کو آپ موقع دیں کہ وہ آپ پر پھن پھیلائے' ہر صورت میں آپ کو مادی قانون توڑنے سے ایک نقصان لازماً پہنچے گا۔ اس نقصان سے بچنے کے لئے مغفرت ہے۔ اور دنیا میں مغفرت طلب کرنے کا مطلب ہے اچھے طبیب کے پاس جائیں' اچھے ڈاکٹر کا دروازہ کھٹکھٹائیں لیکن بعض دفعہ تریاق عراق سے آتا ہے اور یہاں موجود ہی نہیں ہوتا اور جب تک عراق سے تریاق آئے سانپ کا ڈسا ہوا مر بھی جاتا ہے۔

اب اس دفعہ اردو کلاس میں ہمیں اس قسم کا بہت تجربہ ہوا۔ کسی بچے کو کوئی بیماری ہوئی۔ خدا تعالیٰ کا یہ فضل رہا ہے کہ کوئی بچہ بھی ایسا نہیں جس کو چوٹیں لگی ہوں' نقصان پہنچا ہو اور اس کا ساتھ ساتھ ہومیو پیتھی کے ذریعے مغفرت کا سامان نہ کیا گیا ہو اور شدید بیماریوں میں مبتلا بچے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ محض خدا کا فضل تھا جو اس نے ہم پر نازل فرمایا۔ مگر بعض بچوں کی دفعہ وہ کہتے تھے یہ دوائی نہیں ہے۔ یہ انگلینڈ سے آئے گی' فلاں جگہ سے آئے گی' تب جا کے فائدہ ہو گا اور ان کو فوری ضرورت ہوتی تھی۔ تو اس صورت میں پھر متبادل انتظام کا انسان کو علم ہونا چاہئے۔ شفا کے بھی متبادل انتظامات ہیں' اللہ تعالیٰ نے صرف ایک دوائی پر انحصار نہیں کیا۔ یہ مضمون اس کی مغفرت کے حاوی ہونے سے تعلق رکھتا ہے۔

گناہ کا صدمہ تو ہوا یا ظاہری طور پر قانون قدرت کی خلاف ورزی سے نقصان تو پہنچا مگر اس نقصان کو دور کرنے کے لئے محض ایک ذریعہ خدا نے نہیں رکھا بلکہ بہت ذرائع رکھ دیئے مگر نقصان پہنچنے کے بعد' اس کی تلافی کی خاطر' تو اس لئے یہ یاد رکھیں کہ جب ہم کہتے ہیں مغفرت وسیع ہے تو ہرگز یہ مطلب نہیں کہ مغفرت کے نتیجے میں قانون قدرت اثر چھوڑ دے گا۔ مغفرت کی وسعت کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو قانون خود بنا رکھے ہیں ان کی خلاف ورزی کرے اور کسی کی خاطر ان کو توڑ دے۔ ہرگز نہیں توڑتا۔ وہ لازم قانون ہے' سنت اللہ اسی کو کہتے ہیں۔ تمام خدا کی تقدیر خواہ وہ ظاہری ہو یا روحانی ہو وہ سنت اللہ ہے جس نے لازماً کام کرنا ہے۔ مگر پھر وہ بد اثرات کو مٹانے کے لئے چونکہ غفور رحیم بھی ہے وہ انسان پہ مہربان ہوتا ہے اور ان کے بد نتائج کو کم سے کم کرنے کے لئے اس کے بہت سے ذرائع مقرر ہیں۔ ایک طب نہیں ہے جس سے فائدہ ضرور پہنچے۔ دنیا میں بہت سے طب کے نسخے ہیں' بہت سی قسم کے اطباء مختلف طب کے طریقوں سے کام لیتے ہیں ان میں ہومیو پیتھی ایک ہے اگرچہ ہم اس پر زور دیتے ہیں کہ اسی سے فائدہ اٹھاؤ مگر یہ بات جھوٹ ہے کہ اگر ہومیو پیتھی میسر نہ آئے تو گویا مغفرت کا سامان نہیں ہو سکتا۔ کوئی نہ کوئی علاج دوسرے طبی نظام میں ضرور مل جائے گا۔ ایک کی بجائے دو تین چار بعض دفعہ صدری نسخوں میں جو سینہ بہ سینہ چلے آتے ہیں آپ کو ایسا علاج مل جاتا ہے کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے روزمرہ کے دوسرے ذریعے کام نہیں آتے۔ بعض دفعہ جب کچھ بھی میسر نہ ہو تو قانون قدرت میں مغفرت کا ایک اور قانون جاری ہو جاتا ہے اور وہ دعا ہے۔

دعا کے ذریعے' جب آپ علاج کی کوشش کریں اور میسر نہ آئے تو اللہ کی مغفرت مادی دنیا پہ بھی اسی طرح غالب ہے جس طرح روحانی دنیا پہ غالب ہے اور وہاں آخری صورت دعا کی چلتی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے اس سفر میں بھی مجھے تجربہ ہوا کہ بعض بچوں کے لئے کوئی صورت ظاہری دکھائی نہیں دیتی تھی لیکن جب دعا پہ توجہ دی گئی تو اچانک وہ ہنستے کھیلتے' ٹھیک ہوتے ہوئے دکھائی دیئے اور ان کو بھی نہیں پتہ کہ کیا بات کام کر گئی ہے۔ قانون قدرت کے مطابق روحانی زندگی کو دیکھیں۔ انہی قوانین کے تابع اگر کوئی زہریلا جانور انسان کو اس کی بے احتیاطی کی وجہ سے ڈستا ہے تو بلا تردد اسے اپنی غلطی اور اس کے بد نتیجہ کا احساس ہو جاتا ہے لیکن گناہوں کا معاملہ اس سے کچھ مختلف ہے۔ ہر بار جب گناہ انسان کو ڈستا ہے اس کا فوری زہریلا اثر ہر انسان شناخت نہیں کر سکتا۔ مگر یہ جلد یا بدیر ضرور ظاہر ہوتا ہے اور یہی وہ بڑا خطرہ ہے جو انسان کو مسلسل روحانی طور پر نقصان پہنچاتا رہتا ہے۔ ایسے گناہ جو گناہ کرنے والا فوراً شناخت نہ کر سکے وہ اثر تو دکھاتے رہتے ہیں مگر ان کی تکلیف فوری طور پر ظاہر نہیں ہوتی۔ اس کے نقصانات میں سے ایک تو یہ ہے کہ گناہگار رفتہ رفتہ بدی میں بڑھتا چلا جاتا ہے اور گناہ اسے مسخ کرتے چلے جاتے ہیں جیسے کسی کو معلوم نہ ہو کہ وہ کوڑھ کا مریض ہے مگر اس کے علم سے بے نیاز کوڑھ اس کے سارے بدن پر اثر انداز ہوتی چلی جائے گی۔ اس غفلت کا ایک طبعی نقصان یہ ہے کہ جب انسان اپنے مرض کو پہچان ہی نہ سکے تو اس کے علاج کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتا۔ یہی حال گناہوں کا ہے ان کی شناخت نہ ہونے کی وجہ سے علاج یعنی استغفار کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ مغفرت کی جستجو اور طلب میں غفلت ہو جاتی ہے۔ یہ تمام مضمون خوف الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کے ساتھ خدا کی مغفرت' اس کی بخشش اس دنیا میں یا اس دنیا میں نجات پانا اس سارے مضمون کی آخری تان دعا پہ ٹوٹے گی۔ جب انسان بے قرار ہو جائے اور اس کی کچھ پیش نہ جائے' یہ وہ دعا ہے جسے (کلام الٰہی) مضطر کی دعا کہتا ہے۔ وہ خدا جو عام حالات میں خدا سے روگردان انسان کی بھی کسی نہ کسی رنگ میں مغفرت فرماتا ہے لیکن اکثر اوقات انسان اس طرف توجہ نہیں دیتا یہاں تک کہ گناہوں میں ڈوب جاتا ہے لیکن جب اس کے لئے کوئی راہ نہیں رہتی' کوئی پیش نہیں جاتی بعض دفعہ اچانک گناہوں کے بد اثرات میں اس طرح گھر جاتا ہے کہ اس کے پاس علاج کوئی نہیں لیکن ایسے حالات میں وہ خدا کو پکارتا ہے اور یہاں توحید باری تعالیٰ ایک اور جلوہ دکھاتی ہے۔ خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جو اس کی مدد کر سکے صرف خدا پہ سہارا ہو جاتا ہے اس کو توحید خالص کہتے ہیں اور توحید خالص کا جلوہ دعا کے ذریعے دکھایا جاتا ہے۔

دعا کا توحید کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے اگر دعا نہ ہو تو توحید کا آپ کو کچھ بھی علم نہیں ہو سکتا۔ توحید کو خدا نے بندوں کے ساتھ اور ذریعوں کے علاوہ دعا کے ذریعے مضبوطی سے باندھا ہے۔ پس جب آپ دعا کریں گے تو مغفرت کے سامان اور گناہوں سے بچنے کی لئے ایک اور ذریعہ ہاتھ آجائے گا لیکن وہ دعا جو مضطر کی دعا ہو۔ مضطر اکثر انسان دنیا میں ہوتا ہے جب کشتی طوفان میں گھر جاتی ہے جب کوئی صورت نہیں رہتی' جب بیمار موت سے باتیں کر رہا ہے اس کے بچنے کے کوئی سامان نہیں اس موقع پر ہم نے ہمیشہ انسان کو مضطر دیکھا ہے۔ لیکن اسی مضمون کو اپنی روحانی زندگی پہ چلا کے دیکھیں۔ کیا کبھی آپ روحانی لحاظ سے بھی مضطر ہوئے ہیں؟ اگر نہیں تو وہ دعا پھر کون سنے گا جس میں روزمرہ آپ نے خدا سے روگردانی کی ہو اور اس کی طرف توجہ کا خیال بھی پیدا نہ ہوا ہو۔ پس وہ خدا جو مضطر کی دعا سنتا ہے وہ خدا آپ پر اس جلال کے ذریعے ظاہر ہونا چاہئے جو آپ کو مضطر کر دے۔

بعض دفعہ انسان کو گناہ کی حقیقت میں اضطرار اس وقت پیدا ہوتا ہے جب گناہ کا ایک ایسا نتیجہ نکلنے والا ہو جو دنیا کو دکھائی دے دے۔ جب تک وہ دکھائی نہ دے ان کے اندر اضطرار نہیں پیدا ہوتا۔ بعض ایسے لوگ ہیں جو ایڈز کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب ان کا نام لینا تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا مگر میں جانتا ہوں مجھے خط لکھنے میں وہ ظاہر کر دیتے ہیں۔ جب تک ایڈز اپنا اثر دکھا کر ان کو ننگا نہ کر دے اس وقت تک ان کے دل میں اضطرار نہیں پیدا ہوتا۔ جب یہ پتہ چل جائے کہ سارے ماحول کو اب پتہ چلے گا کہ یہ کس بیماری سے مرا ہے تو اس وقت جان نکلنے لگتی ہے اور اس وقت اضطرار پیدا ہوتا ہے۔

میں جو آپ کو بات سمجھا رہا ہوں یہ اس وقت کی بات نہیں سمجھا رہا۔ یہ مضطر ایسا ہی مضطر ہے جس کی کشتی طوفان میں پھنس جائے۔ مگر جو گناہوں سے بچنے کا طریق ہے وہ امن کی حالت میں اضطرار کا پیدا ہونا ہے۔ ابھی گناہوں نے آپ کا گھیرا نہیں ڈالا' ابھی آپ بچ نکل بھی سکتے ہیں مگر بار بار گناہوں کی طرف مائل ہونے کی بیماری کا آپ کو احساس ہے اور خیال ہوتا ہے کہ ہم پھر دوبارہ انہی گناہوں میں مبتلا ہوتے رہتے ہیں۔ یہ خیال ہے جو بڑھتا بڑھتا آپ کو مضطر کر سکتا ہے۔ اور اگر اس خیال سے آپ مضطر ہو جائیں کہ ہم نہیں چاہتے اور یقیناً نہیں چاہتے کہ بار بار خدا تعالیٰ کی نافرمانی کریں مگر بعداً دوبارہ اسی طرف جھکتے ہیں اور دوبارہ انہی گناہوں کا شکار ہو جاتے ہیں تو پھر یاد رکھیں کہ آپ کے اندر سے ایک مضطر اٹھ کھڑا ہو گا اور اس کی دعا ضرور سنی جائے گی۔

ایسے مضطر کی بھی خدا دعا سنتا ہے جو اضطرار کی کیفیت دور ہونے کے بعد پھر انہی چیزوں کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کشتی میں سفر کر رہے ہیں اچھی اچھی پیاری پیاری ہوائیں چل رہی ہیں اچانک ہواؤں میں ہیجان پیدا ہو گیا' ایک طوفان بن گیا اور خدا کے سوا کوئی نہیں جو اس کشتی والے کو بچا سکے وہ مضطر کی دعا ہے جو سنی جاتی ہے باوجود اس علم کے کہ جب انسان خشکی میں امن کی حالت میں پہنچے گا پھر وہی کام شروع کر دے گا۔ وہ خدا جو ایسے مضطر کی دعا بھی سن لیتا ہے جو اس کے اپنے خوف کی وجہ سے یعنی پیدا کردہ چیزوں کے خوف کی وجہ سے نہیں' اس کے اپنے خوف کی وجہ سے یہ جانتے ہوئے کہ وہ مالک ہے' یہ جانتے ہوئے کہ گناہوں میں بار بار ملوث ہونا اسکے غیظ کو بھڑکا سکتا ہے جو اس کی وجہ سے مضطر ہو کے دعا کرے اس کی دعا ضرور سنی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے حالات بدلنے کے اوپر

قدرت رکھتا ہے ایسے سامان پیدا کر دیتا ہے کہ اس کو رفتہ رفتہ گناہوں سے نفرت ہو جائے اور ان سے دل اٹھ جائے۔ اور جب گناہوں سے نفرت ہو جائے اور دل اٹھ جائے تو جیسے کیڑیاں اس میٹھے کو چھوڑ دیں گی جو مٹھاس نہ رکھتا ہو۔ ظاہری طور پر میٹھا ہو لیکن Coating مثلاً ایسی ہو کہ اس مٹھاس کا اثر نہ پہنچ سکے تو کیڑیاں اس سے نہیں چمٹیں گی۔ اسی طرح آپ کے گناہ' جب یہ اضطرار پیدا ہوا اور اس کے نتیجے میں دعا کریں تو دعا آپ کے اندر تبدیلی پیدا کرتی ہے۔ گناہوں نے تو کھینچنا ہے جب تک وہ اپنی ایک لذت رکھتے ہیں مگر خدا تعالیٰ گناہوں کی لذت سے آپ کو نجات بخش سکتا ہے۔ یہ وہ اضطرار کا مضمون ہے جسے ہر احمدی کو دلنشین کر لینا چاہئے۔

خوف خدا کا معنی اس طرح سمجھیں تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ جانوروں میں کیا ضرر ہے اس سے کیسے بچا جاتا ہے۔ نہ بچیں تو پھر مغفرت کیا معنے رکھتی ہے۔ اسی مضمون کو روحانی نظام میں جاری کر دیں تو آپ کو بالکل صاف دکھائی دے گا کہ یہ خوف الٰہی کس چیز کا نام ہے۔ خوف الٰہی غالب قانون قدرت کا نام ہے۔ خوف الٰہی غالب قوانین مذہب کا نام ہے۔ ان قوانین نے لازماً اثر دکھانا ہے جب تک یہ یقین دل میں نہ بھر جائے کہ یہ قوانین اثر دکھائے بغیر نہیں رہیں گے یہ ایک لازمہ ہے ایک ایسی سنت اللہ ہے جس سے انسان لاکھ سر ٹکرائے اس سنت کو شکست نہیں دے سکتا تو وہ جان لے گا کہ خوف الٰہی کیا ہے۔ قدرت الٰہی کا دوسرا نام خوف الٰہی ہے' اس کو پہچاننے کا' اس کے عرفان کا دوسرا نام خوف الٰہی ہے۔

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں "بہت ہیں گو زبان سے تو خدا تعالیٰ کا اقرار کرتے ہیں لیکن اگر ٹٹول کر دیکھو تو معلوم ہو گا کہ ان کے اندر دہریت ہے کیونکہ دنیا کے کاموں میں جب مصروف ہوتے ہیں تو خدا تعالیٰ کے قہر اور اس کی عظمت کو بالکل بھول جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بات بہت ضروری ہے کہ تم لوگ دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ سے معرفت طلب کرو۔ بغیر اس کے یقین کامل ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا۔ وہ اس وقت حاصل ہو گا جب کہ علم ہو کہ اللہ تعالیٰ سے قطع تعلق کرنے میں ایک موت ہے۔ گناہ سے بچنے کے لئے جہاں دعا کرو وہاں ساتھ ہی تدابیر کے سلسلہ کو ہاتھ سے نہ چھوڑو اور تمام محفلیں اور مجلسیں جن میں شامل ہونے سے گناہ کی تحریک ہوتی ہے ان کو ترک کرو اور ساتھ ہی ساتھ دعا بھی کرتے رہو۔"

یہ دو چیزیں لازماً ضروری ہیں۔ دنیا میں بھی اگر آپ جنگل کا سفر کریں تو کوشش تو کرتے ہیں کہ ہر مہلک جانور سے بچ کے چلیں۔ کانٹوں سے بھی بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ تدبیر ہے۔ مگر بسا اوقات تدبیر کام نہیں کرتی اور اس وقت دعا کام آتی ہے۔ اگر تدبیر پوری طرح اختیار کریں گے تو پھر دعا کام کرے گی۔ بہت سے ایسے تجارب ہیں اور احمدیوں کو بکثرت ہوئے ہیں یعنی عام احمدی کثرت کے ساتھ گواہ ہیں اس بات کے کہ جب انہوں نے تدبیر کا دامن نہیں چھوڑا۔ اسے اختیار کیا تو وہ خطرناک حادثات جو تدبیر پر غالب آجاتے ہیں انہوں نے ان کو نقصان نہیں پہنچایا کیونکہ دعا ایک غالب تقدیر کا نام ہے جو ہر تدبیر کی مدد بھی کر سکتی ہے' ہر تدبیر پر مخالفانہ طور پر غالب بھی آسکتی ہے۔

پس حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) نے جو گناہوں سے بچنے کے لئے تدبیر کا طریقہ سکھایا ہے اس طرف اکثر نوجوانوں اور بچوں کی توجہ نہیں ہوتی۔ گناہوں کو ابھارنے کے لئے اکثر بد مجالس غیر معمولی طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اکثر سکول میں اگر بچے بدنصیبی سے برے بچوں کی مجلس میں شامل ہو جائیں تو ان کی باتیں' ان کے تذکرے کہ ہم نے یوں کیا' اس طرح مزہ آیا' فلاں کی اس طرح چوری کی' فلاں ڈرگ میں اس طرح ملوث ہوئے اور بڑا مزا آتا ہے۔ ایک دفعہ ڈرگ والا سگریٹ پی لو تو تم کہیں سے کہیں پہنچ جاؤ گے' یہ ساری باتیں ان بچوں کی ہیں جو بد اثر ڈالنے والے بچے ہیں۔ ان کی مجلس میں اگر کوئی احمدی بچہ جائے گا یا احمدی بچی بیٹھے گی تو آپ کا فرض ہے کہ تدبیر اختیار کرتے ہوئے ان کو وہاں سے روکنے کی کوشش کریں کیونکہ بعض دفعہ براہ راست ڈسنا اپنی ذات میں ممکن نہیں جب تک ماحول میسر نہ آئے۔

پس ایسے بچوں کو آپ جنگل میں تو چھوڑ دیتے ہیں ان کو ماحول میسر آتا ہے جس میں سانپ ڈسیں' بچھو کاٹیں' جانور حملہ آور ہوں اور آپ اس وجہ سے بے خوف ہوتے ہیں کہ ان کو کچھ نہیں ہو گا ہم نے ان کی تربیت کی ہوئی ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ اس موقع پر تدبیر ضروری ہے۔ اور یورپ کے بچوں کے لئے خصوصیت کے ساتھ ماؤں اور باپوں کو میں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ وہ گہری نظر سے ان کے حالات کا جائزہ لیا کریں۔ ان کے چہرے ان کا اٹھنا بیٹھنا دیکھیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ماں باپ اگر شناخت کرنا چاہیں تو اپنے بچوں کی علامات کو شناخت نہ کر سکیں۔ وہ جس مجلس میں اٹھتے بیٹھتے ہیں اس جیسی ادائیں اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بچہ ان باتوں کو چھپا ہی نہیں سکتا۔ وہ جن ایکٹروں سے متاثر ہوں گے ان ایکٹروں جیسے کپڑے پہننے لگ جائیں گے۔ اگر ان کا ہیرو چھاتی کے بٹن کھول کر رکھتا ہے تو وہ چھاتی کے بٹن کھول کر رکھیں گے تو کیا آپ کو ان کی ننگی چھاتی دکھائی نہیں دیتی۔ کانوں میں بندے ڈالتے ہیں یا بالوں کی گت بڑھا لیتے ہیں تو کیا آپ کو دکھائی نہیں دیتا۔ اگر سر منڈا کے چلتے ہیں تو کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ انہوں نے کیوں سر منڈایا ہے یہ علامات وہ ہیں جو بالکل ظاہر و باہر ہیں اور نشاندہی کر رہی ہیں ایک جنگل کی جس میں وہ سفر کر رہے ہیں۔ بد ماحول سے وہ متاثر ہو چکے ہیں اور ان کا بد ماحول ان کو اس قسم کی حرکتوں پر آمادہ کر رہا ہے۔ جب تک وہ پڑھائی کرتے ہیں آپ سمجھتے ہیں ان کا کوئی نقصان نہیں۔ جب تک آنکھوں کے سامنے برائی نہ کریں آپ سمجھتے ہیں کوئی برائی ان میں نہیں صرف کپڑے ہی ہیں نا۔ یہ بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

آپ کہہ سکتے ہیں صرف جنگل میں ہی گئے ہیں نا۔ کون سا سانپ کے مونہہ میں ہاتھ ڈالا ہے لیکن جب جنگل میں جائیں گے تو سانپ ان کی انگلیوں پہ پڑے گا اس کے مونہہ میں ہاتھ ڈالنا ضروری نہیں ہے۔ سانپ پاؤں اور پنڈلیوں پہ کاٹے گا' یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ پاؤں اور پنڈلیاں اس کی طرف بڑھائی جائیں۔ تو ایک دفعہ اس جنگل میں سفر شروع ہو جائے تو پھر اس جنگل کے بد اثرات ضرور ہوں گے۔ یہ مضمون ہے جس کو حضرت بانی سلسلہ تدبیر کہتے ہیں۔ تدبیر کے ذریعے کوشش کریں لازماً ہر بچے کی طرف توجہ دینی ہو گی۔ ہر نوجوان لڑکے اور لڑکی کی طرف توجہ دینی ہو گی' ان کے بالوں کے سٹائل کو دیکھنا ہو گا' ان کا دوپٹے سے گھبرانا آپ کو دکھائی دینا چاہئے کہ وہ کت اٹھا کر اور دوپٹہ ہٹا کر چلنا چاہتی ہیں۔ کوئی ان کو کہے کہ دیکھو تمہاری بچی کو کچھ ہو رہا ہے وہ کہیں گے تم جاؤ اپنے بچوں کی فکر کرو تمہیں کیا ہماری بچی سے' بالکل ٹھیک ہے نیک ہے' (عبادت) پڑھتی ہے۔ (عبادت) تو پڑھتی ہے مگر کسی جھاڑی میں (عبادت) پڑھے اور وہاں سانپ اور بچھو چھپے ہوئے ہوں تو وہ (عبادت کرنے والے) کو بھی نہیں چھوڑیں گے' اس کو بھی ضرور ڈس جائیں گے۔

پس حضرت بانی سلسلہ کی نصائح میں یہ ساری باتیں مخفی ہیں یعنی غفلت کی آنکھوں سے پڑھنے والوں کے لئے مخفی ہیں۔ مگر اگر بیدار آنکھوں سے دیکھیں تو آپ کی تحریرات میں گناہوں سے بچنے کے لئے بے شمار ایسی تدابیر پیش فرما دی گئی ہیں جن پر غور کریں۔ پھر مغفرت کی طرف متوجہ ہوں' خدا تعالیٰ کی حقیقت کو سمجھیں' اس کے عرفان سے اس کا خوف معلوم کریں نہ کہ خوف ہی کو جو جانور کا خوف ہے خدا تعالیٰ کا خوف قرار دیدیں۔ ان سب امور کی طرف اگر آپ اور آپ کی وساطت سے میں تمام دنیا کی جماعتوں سے مخاطب ہوں اگر وہ اس تحریر کے مضمون کو سمجھیں اور اس پر غور کریں اور ہر قسم کی تدابیر اختیار کریں تو یہ ملک آپ پر غالب نہیں آسکتا۔ کوئی ملک بھی آپ پر غالب نہیں آسکتا۔ کوئی غیر (دینی) معاشرہ آپ کے حالات تبدیل نہیں کر سکتا۔ پھر آپ تبدیل کرنے والے ہوں گے' آپ کے ذریعے قوموں کے حالات بدل جائیں گے اور آج ہمیں ایسے احمدیوں کی ضرورت ہے جو زمانے کی روش بدل دیں' زمانے کے حالات کو تبدیل کر دیں' موت سے زندگی نکال کر دکھائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع کا عارفانہ منظوم کلام

محبّتوں کے نصیب

مرے درد کی جو دوا کرے۔ کوئی ایسا شخص ہُوا کرے
وہ جو بے پناہ اُداس ہو۔ مگر ہجر کا نہ گلہ کرے

مری چاہتیں مری قربتیں جسے یاد آئیں قدم قدم
تو وہ سب سے چھُپ کے لباسِ شب میں لپٹ کے آہ وبکا کرے

بڑھے اس کا غم تو قرار کھودے وہ میرے غم کے خیال سے
اُٹھیں ہاتھ اپنے لئے تو پھر بھی مرے لئے ہی دُعا کرے

یہ قِصص عجیب و غریب ہیں۔ یہ محبّتوں کے نصیب ہیں
مجھے کیسے خود سے جدا کرے۔ اسے کچھ بتاؤ کہ کیا کرے

کبھی طے کرے یونہی سوچ سوچ میں وہ فراق کے فاصلے
مرے پیچھے آکے دبے دبے۔ مری آنکھیں موند ہنسا کرے

بڑا شور ہے مرے شہر میں کسی اجنبی کے نزول کا
وہ مری ہی جان نہ ہو کہیں۔ کوئی کچُھ تو جا کے پتہ کرے

یہ تو میرے دل ہی کا عکس ہے۔ میں نہیں ہوں پر مری آرزو
کو جنون ہے، مجھے یہ بنا دے تو پھر جو چاہے قضا کرے

بھلا کیسے اپنے ہی عکس کو میں رفیقِ جان بنا سکوں
کوئی اور ہو تو بتا تو دے۔ کوئی ہے کہیں تو صدا کرے

اسے ڈھونڈتی ہیں گلی گلی۔ مری خلوتوں کی اُداسیاں
وہ ملے تو بس یہ کہوں کہ آ۔ مرا مولیٰ تیرا بھلا کرے

1996ء

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ الرابع کے رشحات قلم سوانح فضل عمر جلد دوم سے ایک اقتباس

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کا سفر شملہ 1917ء

ماہ ستمبر 1917ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے بعض مصالح کے پیش نظر شملہ کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کا مقصد بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"پچھلے دنوں میں ترجمے کا کام کرتا رہا ہوں جس سے میرے دماغ پر اتنا بوجھ پڑا کہ ایسی حالت ہو گئی جو میں ایک سطر بھی لکھنے سے رہ گیا' اور بخار ہو گیا۔ اس لئے اب میرا ارادہ باہر جانے کا ہے۔ اصل منشاء تو یہی ہے کہ ذرا سا آرام ہو سکے۔ مگر پھر بھی میں اپنے فرائض سے اور اس کام سے جو خدا نے میرے سپرد کیا ہے غافل نہیں ہوں۔ بعض رؤیا میں نے دیکھی ہیں جن کی بناء پر میں کہہ سکتا ہوں کہ کچھ اور مصالح بھی میرے سفر میں ہیں۔"

(الفضل قادیان 8۔ ستمبر 1917ء ص 7)

حضرت صاحب نے یہ سفر اگرچہ امامت کے ابتدائی ایام میں اختیار کیا مگر اس سفر کی روئیداد کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہمیشہ آپ کے سفروں کا کم و بیش ایک ہی انداز رہا۔ آغاز امامت کے سفر ہوں یا آخری دور کے سب میں تقریباً بنیادی نقوش ایک سے نظر آتے ہیں۔ سفر پر جانے سے پہلے آپ ایک امیر مقرر فرمایا کرتے تھے اور ایک امام عبادات۔ امیر کو مقامی امور میں اسی طرح واجب الاطاعت قرار دیتے تھے جس طرح خود آپ کی اطاعت مبائعین پر فرض تھی۔ بعض اوقات کبھی سفر سے پہلے خطبہ میں یا کسی تقریب کے موقعہ پر وقتی تقاضوں کے مطابق نصائح فرمایا کرتے۔ لمبے سفروں سے پہلے عموماً حضرت بانی سلسلہ کے مزار پر دعا کے لئے جاتے۔ روانگی سے قبل اجتماعی دعا ہوتی اور کچھ صدقہ بھی دیا جاتا۔ آئندہ کے سفروں کی روئیداد بیان کرتے وقت ہمیں یہ باتیں دہرانے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی کیونکہ ہر سفر میں آپ کا یہی معمول رہا۔

سفر کے ساتھیوں کا انتخاب بھی دلچسپ مطالعہ کا مواد پیش کرتا ہے۔ اہل خانہ کے علاوہ آپ بسا اوقات بھائیوں' بہنوں' بھتیجوں وغیرہ میں سے بعض کو ساتھ لے جاتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شفقت کا دائرہ محض آپ کے اہل و عیال تک محدود نہ تھا بلکہ دیگر اقرباء کو بھی آپ اکثر اپنی محبت و شفقت سے نوازتے رہتے تھے۔ علاوہ ازیں غالباً ایک مقصد یہ بھی تھا کہ سفر کے موقع پر چونکہ بے تکلفی کے ماحول میں باہم ملنے کے مواقع زیادہ میسر آتے ہیں اس لئے دیگر اہل خاندان کو بھی آپ کی صحبت اور تربیت کا موقع میسر آتا رہے۔ اہل قافلہ کے انتخاب کے وقت آپ سلسلہ کے بعض نئے اور پرانے خدام اور بزرگان کی اولاد کو بھی پیش نظر رکھ لیا کرتے تھے اور کبھی اپنے ازواج کے رشتے داروں کو بھی شامل کر لیا کرتے تھے اسی طرح کبھی ایسے بزرگان کو بھی ساتھ لے جاتے۔ جن میں خود سفر کی استطاعت نہ ہوتی لیکن ان کی صحت متقاضی ہوتی کہ انہیں کچھ آرام میسر آئے۔ اور تبدیلی آب و ہوا ہو جائے۔

مندرجہ بالا طریق انتخاب بھی ہمیشہ آخر عمر تک تبدیل ہوئے بغیر قائم رہا۔ زیر نظر سفر میں آپ نے اہل خانہ کے علاوہ حسب ذیل ساتھیوں کا انتخاب فرمایا۔

(1) حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب (برادر خورد)
(2) صاحبزادہ میاں عبدالسلام صاحب عمر (برادر نسبتی و خلف الرشید حضرت امام جماعت الاول)
(3) حضرت مولوی عبدالرحیم صاحب نیر
(4) حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی (-)
(5) مولوی عطا محمد صاحب
(6) نیک محمد خانصاحب غزنوی (-) افغانستان)

بعد میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو بھی شملہ بلوا لیا گیا۔

حضرت امام جماعت الثانی کے ساتھ جماعت کو جو محبت اور پیار کا تعلق تھا اس کا کسی حد تک اندازہ اس سفر کی روئیداد پڑھنے سے لگایا جا سکتا ہے۔ آپ کے سفروں کے بارہ میں لکھنے والے خاص محبت کے جذبات میں ڈوب کر قلم اٹھاتے تھے۔ سفر کا پہلا اعلان اس شعر سے کیا گیا۔

شاد باش اے کوہِ شملہ شاد زی
"فضل" سویت میہماں آید ہے

اس کے بعد قادیان سے روانگی کے وقت آپ کی الوداعی تقریر کا ذکر کرتے ہوئے مکرم قاضی اکمل صاحب نائب مدیر الفضل نے جس انداز میں اس واقعہ کا ذکر فرمایا ہے اس سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ جماعت کا آپ سے تعلق صرف انتظامی رنگ میں مطاع اور مطیع کا نہ تھا بلکہ عاشق اور محبوب کا تعلق تھا۔ مکرم قاضی صاحب کا یہ مختصر نوٹ من و عن پیش ہے۔

"وہ رات جس کی صبح' احباب شملہ مجھے معاف فرمائیں گے ہمارے لئے شام فراق لانے والی تھی حضرت صاحب کی ایک تقریر دلپذیر کی وجہ سے جو بعد از مغرب فرمائی دارالامان میں رہنے والے احباب کو بالخصوص یاد رہے گی۔ سامان کتابت پاس نہیں تھا۔ عزیز عطا کی عطا اور کچھ اپنے جیب و داماں کے پرزے کام آئے۔ گیارھویں کا چاند ہلکے ابر کی نقاب ڈالے عالم بالا کے جھروکے سے زمین قدس کے بدر و نجوم ایک ہی برج میں بہم دیکھ رہا تھا۔ اس کی چاندنی میں صرف پنسل کی حرکت صفحہ قرطاس پر نظر آ سکتی تھی۔ گلچین بہار کو دامان تنگ کا گلہ ہونے کے علاوہ یہ مشکلات مگر پھر بھی وہ ایک دستنبو تیار کر سکا جو پیشکش محفلِ مودت منزل احباب، ذوی الالباب ہے۔"

(اکمل)

جس تقریر کا قاضی صاحب نے ذکر فرمایا ہے یہ اہل قادیان کے لئے خصوصاً اور جماعت احمدیہ کے لئے عموماً نہایت قیمتی نصائح پر مشتمل تھی اور حضرت صاحب کے کردار خیالات اور رجحانات کا مطالعہ کرنے میں آج بھی ہماری ممد ہے۔ نظر نہایت باریک اور حکیمانہ تھی۔ انداز گفتگو سادہ اور دلنشین' نصیحت نہایت دلربا انداز رکھتی تھی۔ ایسی جو دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ دوران گفتگو بعض ضمنی اعتراضات کا بھی نہایت عمدہ پیرایہ میں جواب دیتے چلے جاتے تھے۔ یہی انداز آخر تک قائم رہا۔ جماعت کو اس اہم نقطہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہ خدا کا کوئی حکم بھی چھوٹا نہیں ہوتا آپ نے فرمایا:۔

"یہ خوب یاد رکھو کہ اللہ کا کوئی حکم نہ تو بوجھل ہے نہ چھوٹا۔ (-) (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ہم نے (کلام الہٰی) کو عمل کے لئے آسان کر دیا ہے۔ پیارے کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے اور بڑے کی ہر چیز بڑی۔

پس خدا کے کسی حکم کو چھوٹا نہ سمجھو البتہ چھوٹا یوں ہو سکتا ہے کہ اس کی سزا کم رکھی ہے۔ ورنہ یوں تو خدا کی ہر ایک نافرمانی بڑی بات ہے۔

میں تو کفر کا مسئلہ بھی اسی طرح حل کیا کرتا ہوں کہ نبی کا انکار بذاتہ کفر نہیں۔ وہ تو ہمارے جیسا ہی ایک انسان ہوتا ہے۔ بلکہ اس وحی کا انکار کفر ہے جو اس پر نازل ہوتی ہے۔"

اطاعتِ امیر

جماعت قادیان کو دوسری جماعتوں کے لئے نمونہ بننے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں یہاں کے لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ (امامت) اور امارت میں فرق ہے۔ (امام) کے ساتھ مذہبی تعلقات (بیعت) بھی ہوتے ہیں اس لئے (ائمہ) کی تو مان لیتے ہیں اور اپنے امیروں کی نہیں مانتے یا اس کے لئے شرح صدر نہیں پاتے۔ یہی وجہ ہے کہ میں تاکید کرتا ہوں اور (-) کہتا ہوں جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے اس کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

آپس کی محبت

"دوسرے میں یہ بھی نصیحت کرتا ہوں کہ آپس میں محبت بڑھاؤ اور اپنے کو دوسروں کے لئے نمونہ بناؤ جیسے تمہارے درجے بڑے ہیں' ویسے ہی تمہاری ذمہ داریاں بھی بڑی ہیں۔ تمہاری معمولی سی لغزش بھی خطرناک ہے۔ ایک بدشکل کریہہ المنظر کے چہرے پر مکھیاں بیٹھی ہوں تو چنداں بری معلوم نہیں ہوتیں۔ لیکن ایک حسین کے منہ پر ایک بھی مکھی ہو تو بری معلوم ہوتی ہے۔ پس تمہاری پوزیشن اور ہے اور باہر والوں کی اور۔ یہ نہ کہو کہ جھگڑے تو باہر بھی ہوتے ہیں اگرچہ مجھے جھگڑے کہیں بھی پسند نہیں۔ پھر بھی قادیان میں تو اس کے متعلق بڑی احتیاط چاہئے۔"

حضرت بانی سلسلہ کا انداز تربیت

"حضرت صاحب کی اصلاح کا انداز بڑا لطیف اور عجیب تھا۔ ایک شخص آیا اس نے باتوں ہی باتوں میں یہ بھی بیان کر دیا کہ ریلوے ٹکٹ میں میں اس رعایت کے ساتھ آیا ہوں۔ آپ نے ایک روپیہ اس کی طرف پھینک کر مسکراتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ جاتے ہوئے ایسا کرنے کی آپ کو ضرورت نہ رہے گی۔"

امام جماعت پر کئے جانے والے اس اعتراض کا ذکر کرتے ہوئے کہ حضرت عمر تو راتوں کو پھر پھر کر خبرگیری کیا کرتے تھے جماعت کو زمانے کے بدلے ہوئے تقاضوں کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا۔

"حضرت عمرؓ کتابیں نہیں لکھا کرتے تھے اور نہ ان کے نام باہر سے اتنے لمبے سو سوا سو خطوط روزانہ آیا کرتے تھے جن کے جواب بھی اُن کو لکھنے یا لکھانے پڑتے ہوں۔"

پھر نئی زمانہ امام جماعت کے مشاغل پر مزید روشنی ڈالتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

امام جماعت کے مشاغل

"اس کے علاوہ میرے ذہن میں جماعت کی ترقی کی سکیمیں ہیں۔ از انجملہ ایک یہ کہ وہ کیا تدابیر ہیں جن پر چلنے سے جماعت میں آئندہ (امامت) کے متعلق کوئی فتنہ نہ ہو۔ (ب) عورتوں کی تعلیم کے متعلق نصاب (ج) سیاسی امور سے ہمارے تعلقات کس طرح ہوں۔ ان سب پر کچھ لکھنے والا ہوں اور یہ سب کام میرے ہی ذمہ ہیں جو میں کروں گا اور کر رہا ہوں۔ اگر مقامی احباب کی خبرگیری اور شہر میں پھر پھر کر ان کے گھروں میں جا جا کر فرداً فرداً حال پوچھنا مجھی پر ڈالتے ہو اور آپ لوگ خود یہ نہیں کریں گے کہ اپنے اپنے محلہ کی بیواؤں' یتیموں' بیکسوں' ضرورت مندوں کی خبر رکھو تو یہ کام میں بڑی خوشی سے بآسانی کر سکتا ہوں۔ مگر پھر جماعت کی بیرونی ترقی کے امکانات کم ہو جائیں گے۔ میں بتا چکا ہوں کہ اب زمانہ اور طرز پر آگیا ہے۔ اب (امام) کے لئے صرف سلسلہ کے مرکز کا مقام ہی نہیں بلکہ باہر کی تمام جماعتوں کی باگ بھی براہ راست اپنے ہاتھ میں رکھنی پڑتی ہے اور مخالفین سے بھی زیادہ تر خود ہی نپٹنا پڑتا ہے اور یہ کام ہے بھی سارا دماغ کے متعلق۔ میں جب باہر نہیں آتا یا کوچہ بکوچہ پھر کر خبرگیری نہیں کرتا تو کئی لوگ سمجھتے ہوں گے کہ مزے سے اندر بیٹھا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ میں تو سارا دن ترجمہ وغیرہ لکھنے یا جماعت کی ترقی کی تجاویز سوچنے' ڈاک کا جواب دینے دلانے میں خرچ کر کے ان گرمی کے دنوں میں بھی رات کے ایک بجے تک اس کام کے لئے جاگتا رہا ہوں۔

پھر تمہارے لئے دعائیں کرنا بھی میرا فرض ہے۔ کبھی کبھی مجھے خیال آیا کرتا ہے کہ میں ہفتہ بھر کسی کو اپنے ساتھ رکھوں تا معلوم ہو کہ میں فارغ نہیں بیٹھا اور نہ آرام طلب ہوں۔ غرض

اب (امام جماعت) کے کام کی نوعیت بدل گئی ہے

حقیقت حال سے بے خبر اعتراض کرتے ہیں

زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کا ایک بار پھر ذکر کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"پھر کاموں کی نوعیت میں بھی فرق ہوتا ہے۔ جنگ کا تعلق اس زمانہ میں جسمانی حالت سے تھا۔ اس لئے اس کے واسطے جفاکشی، محنت اور خشن پوشی کی ضرورت تھی اور چاہئے تھا کہ غذا بھی سادہ ہو بلکہ اکثر بھوکے رہنے کی عادت ہو۔ مگر تصنیف کا تعلق دماغ سے ہے۔ اس کے لئے نرم لباس۔ نرم غذا چاہئے اور اپنے آپ کو حتی الوسع تنہائی میں رکھنا۔ کیونکہ تصنیف کا اثر اعصاب پر پڑتا ہے۔"

چونکہ آپ کو اس بات کی سخت فکر دامنگیر رہتی تھی کہ آپس کے جھگڑوں کی بناء پر احباب جماعت کی مثالی محبت میں رخنہ نہ پڑ جائے۔ اس لئے آخر پر مکرر جماعت کو باہم محبت اور پیار سے رہنے کی نصیحت حسب ذیل پر اثر الفاظ میں فرمائی۔

"دیکھو ایک وقت حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ میں جھگڑا ہو گیا۔ باایں ہمہ حضرت ابوبکرؓ نے باوجود بزرگ ہونے کے حضرت عمرؓ سے معافی چاہی وہ اس وقت جوش میں تھے۔ لہٰذا ابوبکرؓ رسول ﷺ کے حضور میں حاضر ہوئے اور آ کر یہ شکایت نہیں کی کہ عمرؓ نے مجھ سے لڑائی کی یا مجھے دکھ دیا۔ بلکہ یہ کہ عمر مجھے معاف نہیں کرتا۔ حضرت عمرؓ بھی آ گئے اور معذرت کی (۔۔)

اگر کبھی بتقاضائے بشریت جھگڑا ہو جائے تو فوراً صلح کر لو اور دل میں کینہ نہ بٹھا چھوڑو۔"

(الفضل 8 ستمبر 1917ء ص 5 تا 8)

بیماری کے باوجود اس سفر کے دوران آپ کو اہم جماعتی امور کی طرف توجہ دینے کا وقت بھی میسر آتا رہا۔ جماعت کے کاموں کی جو لگن آپ کے دل میں تھی۔ وہ دست باکار اور دل بایار کا منظر پیش کرتی ہے۔ صحت کی بحالی کے لئے تشریف لے جاتے ہیں لیکن جماعتی غم اور فکر مسلسل جان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ آپ نے شملہ سے احباب جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے بذریعہ اشتہار ایک اہم پیغام دیا جس کا مندرجہ ذیل اقتباس میرے مافی الضمیر کو مزید واضح کرنے میں ممد ثابت ہوگا:۔

"میں نے احباب سے جلسہ سالانہ کے موقع پر کہا تھا کہ ان انجمنوں کی مالی حالت کی کمزوری میری صحت اور میرے کام پر بد اثر ڈالتی ہے کیونکہ جس شخص کے کانوں میں ہر وقت یہ آواز آوے کہ اس سلسلہ کے کاموں کے چلانے کے لئے جس کا امر خدا تعالیٰ نے اس کے سپرد کیا ہے روپیہ کی سخت تنگی ہے اور ہر ایک کام سخت خطرہ کی حالت میں ہے وہ کب تندرست رہ سکتا ہے اور کب وہ ان زیادہ ضروری کاموں کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے جو جماعت کی حقیقی ترقی سے متعلق ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ (ائمہ جماعت) پر صرف مالی انتظام کا ہی بوجھ نہیں۔ اور امور بھی ان کی طبیعت پر بوجھ ڈالنے کا باعث ہوتے ہیں مگر اس وقت جبکہ روپیہ پر بہت سے کاموں کا دارومدار ہے جماعت کی روحانی ترقی کے خیال کے بعد یہ بوجھ بھی ایک بہت بڑا بوجھ ہے۔ پس میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے احباب کو پھر اس طرف متوجہ کرتا ہوں کہ وہ انجمن ترقی (۔) کی مالی حالت کی درستی کی بھی فکر کریں۔ میں ان دنوں بیمار ہوں اور مجھے فکر ہے کہ میں اپنی زندگی میں جماعت کی ہر قسم کی حالت کو درست دیکھ لوں۔ شملہ آنے سے میری صحت میں ترقی معلوم ہوتی ہے لیکن پھر بھی طبیعت ابھی بہت کمزور ہے۔ چنانچہ تین چار دن سے پھر تپ کا دورہ ہے اور اس وقت بھی کہ میں یہ مضمون لکھ رہا ہوں میں تپ محسوس کرتا ہوں۔ پس مجھے جلدی ہے کہ کسی طرح احمدی جماعت کے تمام کام میری زندگی میں تکمیل کے درجہ پر پہنچ جائیں اور اس کی طرف میں آپ لوگوں کو خاص طور پر متوجہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے ایک ایسی جماعت کا انتظام سپرد کیا ہے جس کی نسبت اگر میں یہ کہوں کہ وہ میری آواز پر کان نہیں رکھتی تو یہ ایک سخت ناشکری ہوگی۔ میری بات کی طرف متوجہ کرنا تو ایک چھوٹی سی بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ بہت ہیں جو میرے اشارے پر اپنی جان اور اپنا مال اور اپنی ہر عزیز چیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) اور اس اخلاص بھری جماعت کو مخاطب کرتے وقت میرا دل اس یقین سے پر ہے کہ وہ فوراً اس نقص کو رفع کرنے کی کوشش کرے گی۔ جس کی طرف میں نے ان کو متوجہ کیا ہے۔"

(اخبار الفضل وضمیمہ 22 ستمبر 1917ء ص 16)

شملہ کے قیام کے دوران حضرت امام جماعت الثانی نے خطبات اور عید کے علاوہ تین اہم لیکچر دیئے اور متعدد غیر از جماعت دوستوں اور احباب جماعت سے ملاقاتیں کیں۔ حضرت صاحب کے شملہ پہنچنے کے بعد اور بھی بہت سے احمدی خاندان وہاں پہنچ گئے اور شملہ میں خوب رونق ہو گئی۔ حضرت صاحب کا پہلا خطاب جماعت احمدیہ شملہ کے ایڈریس کے جواب میں تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی طبیعت بہت ناساز تھی۔ لیکن جماعت کی دل شکنی کے احتمال سے آپ نے یہ دعوت قبول فرمائی۔ اس موقع پر آپ نے حضرت بانی سلسلہ کا ایک واقعہ بیان فرمایا جسے من و عن اس لئے پیش کیا جا رہا ہے کہ احباب جماعت کو اندازہ ہو سکے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے کس طرح اپنے اوپر غیر معمولی مشقت عائد کر کے بھی دوستوں کی دلداری کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی تن آسان معترضین کی زبانیں ہیں کہ طعن و تشنیع سے باز نہیں آتیں اور راحت کا سامان کرنے والوں کے لئے دکھ کا سامان فراہم کرتی ہیں۔

"میں اگرچہ بیمار ہوں اور گلے میں درد ہے۔ اور میرا ارادہ آج تقریر کرنے کا نہ تھا لیکن بعض وقت انسان کو اپنے ارادے کے خلاف مجبوراً کرنا ہی پڑتا ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) ایک موقع پر جلسہ کے دنوں میں بوجہ بیماری باہر تشریف نہ لا سکے لوگ حضرت صاحب کو دیکھنے اور آپ کا کلام سننے کے بہت خواہشمند تھے۔ کچھ لوگوں نے مجھے کہا کہ میاں صاحب جا کر ابا سے کہو کہ (حضرت!) باہر تشریف لاویں۔ میں اس وقت چھوٹا تھا۔ میں نے جا کر حضرت صاحب سے اسی طرح کہہ دیا۔ اس پر حضرت صاحب خفا ہوئے اور فرمایا کہ میاں کیا تم نہیں جانتے کہ میں بیمار ہوں۔ تم نے کیوں خود ہی ان لوگوں کو جواب نہ دے دیا۔ میرے پاس کیوں آئے۔ میں واپس آ گیا اور آ کر ابھی لوگوں سے یہ واقعہ بیان ہی کر رہا تھا کہ کسی نے کہا کہ حضرت صاحب بڑی (بیت الذکر) کو تشریف لے جا رہے ہیں۔ اور آپ کی وہاں تقریر ہوگی۔ اب میں دل میں بہت شرمندہ ہو رہا تھا کیونکہ مجھے خیال آیا کہ میں تو ابھی آپ سے پوچھ کر آیا تھا اور حضرت صاحب کے کہنے کے مطابق ہی ان لوگوں کو بتا رہا تھا کہ حضرت صاحب بیمار ہیں وہ نہیں آ سکتے۔ اب یہ لوگ کہیں گے کہ شاید میں نے یہ بات یونہی آ کر کہہ دی تھی۔ سو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ باوجود بیماری کے اور باوجود ارادہ نہ ہونے کے بھی انسان کو بولنا ہی پڑتا ہے۔"

(الفضل 2۔ اکتوبر 1917ء ص 8۔9)

دوسرا لیکچر اس پبلک جلسہ میں ہوا جو جماعت احمدیہ شملہ نے اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے منعقد کیا تھا اس جلسہ میں حضرت میر قاسم علی صاحب، حضرت میر محمد اسحاق صاحب اور حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کی دلچسپ اور موثر تقاریر کے بعد آخری روز 30۔ ستمبر 1917ء کو حضرت امام جماعت الثانی نے "زندہ مذہب" کے عنوان سے ایک نہایت موثر اور مفید لیکچر دیا۔ (۔)

تیسرا لیکچر 2۔ اکتوبر 1917ء کو مستورات میں ہوا۔ یہ ایک انتہائی دل نشین اور دلگداز لیکچر ہے۔ اور اس لائق ہے کہ اسے ہر زمانہ میں احمدی مستورات کے سامنے پیش کیا جاتا رہے۔

ان تینوں تقاریر کے مطالعہ سے بشدت یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ اگر ایسے قاری کو جس نے حضرت امام جماعت الثانی کے آخری زمانہ کی تقاریر سنی ہوں یہ معلوم نہ ہو کہ مذکورہ بالا تقاریر کس دور میں کی گئی تھیں تو وہ نفس مضمون انداز بیان اور کلام کی پختگی کے اعتبار سے ہرگز یہ اندازہ نہیں لگا سکتا کہ یہ (امامت) کے ابتدائی ایام کی تقاریر ہیں جبکہ آپ کی عمر صرف 25-26 برس کی تھی۔ کچھ عرصہ ہوا ایک دوست نے مجھ سے بعینہ اسی تاثر کا اظہار کرتے ہوئے تعجب ظاہر کیا اور ساتھ یہ سوال بھی کیا کہ اگر نوعمری میں بھی آپ کا ذہن اتنا پختہ ہو چکا تھا اور طرز کلام ایسی موثر ہو گئی تھی تو پھر کیا آپ نے (امامت) کے بقیہ پچاس سالوں میں کوئی ترقی نہیں کی؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ علمی ترقی اور چیز ہے اور پختگی فکر اور چیز۔ اگرچہ کم عمری ہی میں آپ کو بالغ نظری میسر تھی مگر وسعت نظر کوئی ایسی جامد حقیقت نہیں کہ کسی ایک مقام پر جا کر ٹھہر جائے۔ بلکہ ہر بالغ نظر کے فکری آفاق ہمیشہ پھیلتے اور وسیع تر ہوتے رہتے ہیں اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے (امامت) کی ذمہ داری عطا کرنے کے ساتھ ہی آپ کے تمام ذہنی اور قلبی قویٰ کو ایسی پختگی عطا کی جو احمدیت کے امام کے شایان شان تھی اور اس زمانہ کے معمر بزرگ اور بڑے بڑے علماء بھی اس خاص موہبت الٰہی کے نتیجہ میں آپ کے علم و فضل کے سامنے سر جھکانے پر مجبور ہو گئے لیکن علم و فضل میں ترقی کا سلسلہ اس مقام پر رک نہیں گیا بلکہ بعد ازاں بھی علم و فضل میں آپ کی ترقی دو طرح سے جاری رہی۔ اول تو اس کی وسعتیں بڑھتی چلی گئیں اور روز بروز نئے علوم پر آپ کو دسترس حاصل ہوتی گئی۔ دوسرے نئے نئے معارف پر آپ اطلاع پاتے رہے اور کلام الٰہی کے علوم پر آپ کی فکر و نظر اور گہری ہوتی چلی گئی۔ آپ کے علم و فضل کی مثال گویا ایسے شفاف اور سیراب کرنے والے دریا کی طرح تھی جو اپنے منبع سے دور ہوتے ہوئے وسعت پذیر ہوتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک بحر ذخار میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

8۔ اکتوبر 1917ء کو جب آپ شملہ سے واپس تشریف لائے تو راستے میں حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے مزار پر دعا کرنے کی خاطر راجپورہ اسٹیشن پر اتر گئے۔ پھر یہاں سے واپسی پر سنور اور پٹیالہ کی پرانی مخلص جماعتوں کی پرزور خواہش کے پیش نظر کچھ عرصہ وہاں رکے اور صداقت (دین حق) کے موضوع پر ایک موثر اور مدلل تقریر فرمائی۔ جس کا سامعین خصوصاً غیر مسلموں پر گہرا اثر پڑا۔

○○○

یاد رکھو یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے خبیث اور طیب کبھی اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ابھی وقت ہے کہ اپنی اپنی اصلاح کر لو۔

زندگی کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا اس لئے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

آدھی رات کے آنسو ڈھل
ڈھل اپنی تقدیر بدل
کھل کے برس اے دل بادل
دُھل جانے دے نین کنول
سوہنا سچا اور شیتل
آنسو ہے یا گنگا جل
حسن ازل لہرا آنچل
گیسوئے جاناں پنکھا جھل
ہٹ جا میرے رستے سے
اے تقدیرِ مبرم ٹل
صدیوں پر بھی بھاری ہے
ہجر کے دن کا ایک اک پل
انگارے بن جائیں پھول
جلنا ہے تو اتنا جل
اک سچائی کے دو نام
شامِ ابد اور صبحِ ازل
ان کی ضد بھی پکّی ہے
فیصلہ میرا بھی ہے اٹل
جاگ اٹھے ہیں کشمیری
جلنے لاگا حضرت بل
چشمِ زدن میں راکھ ہوئے
کیسے کیسے خواب محل
اچھے بھلے انسانوں کے
ہوش حواس ہوئے مختل
سناٹا یہ کہتا ہے
لب سی لے اُور اشک نگل
لگتا ہے ان ہونی بھی
ہو کے رہے گی آج یا کل
فیض ہے جاناں کا ورنہ
کیا مضطرؔ کیا اس کی غزل

چوہدری محمد علی

O

اوجِ شمس و قمر سے گزرے ہیں
ہم تری رہگزر سے گزرے ہیں

مر کے گزرے ہیں راہ سے تیری
دیکھ کس کروفر سے گزرے ہیں

قدسیوں کو یہ اختیار کہاں
ہم رہِ خیر و شر سے گزرے ہیں

ڈر نہیں، حادثوں کے یہ طوفاں
بارہا میرے سر سے گزرے ہیں

نامہ ہائے وفا کا پوچھتے ہو!
ہاں ہماری نظر سے گزرے ہیں

خامشی لب پہ اور خاک بسر
ہم دیارِ ہنر سے گزرے ہیں

اشک ڈھلکے جو تیری آنکھوں سے
وہ مری چشمِ تر سے گزرے ہیں

زندگی میں شباب کے لمحے
گزرے پر مختصر سے گزرے ہیں

زندگی تو گزر گئی محمودؔ
کس عذابِ سفر سے گزرے ہیں

لیفٹیننٹ جنرل ڈاکٹر محمود الحسن

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے رشحات قلم

ہماری مجالس کے آداب

حضرت میر محمد اسحاق صاحب کا شمار حضرت بانی سلسلہ کے معروف رفقاء میں ہوتا ہے۔ آپ کو حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ کے چھوٹے بھائی ہونے کا شرف بھی حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم الحدیث میں غیر معمولی کمال عطا فرمایا تھا اور آپ کا درس حدیث ایک عجیب محویت اور وارفتگی کی کیفیت لئے ہوئے ہوتا تھا۔ آپ نے لسانی و قلمی ہر لحاظ سے احباب جماعت کی تعلیم و تربیت کے لئے غیر معمولی خدمات سر انجام دی ہیں۔ آپ کا رقم فرمودہ ایک مضمون افادہ عام کے لئے ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔

(مدیر احمدیہ گزٹ کینیڈا مارچ 1997ء)

دنیا میں مجلسیں کئی قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک شادی کی مجلس ہوتی ہے ایک غمی کی مجلس ہوتی ہیں۔ ایک وعظ کی مجلس ہوتی ہے۔ میں وہ آداب بتاؤں گا جو تمام قسم کی مجلسوں پر حاوی ہوں گے مگر پہلے یہ سن لیں کہ ملنے سے کئی قسم کی نقص پیدا ہوتے ہیں۔ مثلاً اکیلا آدمی غیبت نہیں کر سکتا۔ غیبت کا مرتکب انسان اس وقت ہوتا ہے جب کسی سے ملے۔ معلوم ہوا کہ ایسے گناہ ایک دوسرے کے ساتھ ملنے سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے مجالس میں نہایت محتاط ہو کر بیٹھنا چاہئے۔

○ پہلا ادب مجلس کا یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی مجلس میں آئے تو دوڑ کر نہ آئے کہ یہ وقار اور سکینت کے خلاف ہے۔ ارشاد ہے تمہیں وقار اور سکینت اختیار کرنی چاہئے۔

○ دوسرا ادب یہ ہے کہ کوئی شخص کسی مجلس میں لوگوں کو پھلانگ کر نہ جائے۔ جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے ارشاد ہے کہ جمعہ کی عبادت میں لوگوں کو پھلانگ کر نہ آؤ۔ اس سے جمعہ کا ثواب جاتا رہتا ہے۔ ارشاد ہے۔ اگر آگے جگہ نہ ملے تو جہاں تک لوگ بیٹھے ہیں وہیں بیٹھ جائے۔

○ تیسرا ادب یہ ہے کہ مجلس میں جا کر کوئی لغو حرکت نہ کرے۔ مثلاً میز یا کسی اور چیز کو جو اس قسم کی ہو نہ ہلائے۔ خاموشی سے بیٹھے اور اہل مجلس کا خیال رکھے۔ زبان سے بھی خاموش رہے۔ ہاتھ پیر بھی نہ ہلائے۔

○ چوتھا ادب یہ ہے کہ مجلس میں بیٹھ کر اپنے پاس والے سے کسی قسم کی بات نہ کرے۔ آپس میں کانا پھوسی کرنا ادب کے خلاف ہے۔

○ پانچواں ادب مجلس میں دوسرے کو چپ کرانا یہ بھی لغو ہے اور آداب مجلس کے خلاف۔ ارشاد ہے اگر تو نے زبان سے اپنے ساتھی کو کہا چپ رہو تو تو نے بیہودہ کام کیا۔
پس دوسرے کو بول کر چپ کرانا بھی ادب کے خلاف ہے۔ سامعین میں سے کسی کو چپ کرانا ہو تو ہاتھ کے اشارہ سے چپ کرا سکتا ہے۔

○ چھٹا ادب اباسی لینا' انگلیاں چٹخانا' انگڑائی لینا" یہ تمام باتیں بھی ادب کے خلاف ہیں اپنے اوپر قابو رکھنا چاہئے۔ ارشاد ہے کہ مجلس میں بیٹھ کر کنکریوں سے نہ کھیلو۔

○ ساتواں ادب مجلس کا ہے غور سے سننا۔ کان لگا کر سنے کہ خطیب کیا کہہ رہا ہے۔

○ آٹھواں ادب آنے والے کو جگہ دینا۔ اور خود سکڑ کر بیٹھ جانا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے جب تمہیں کہا جائے کہ مجلس میں کھل کر بیٹھو تو کھل جایا کرو۔

○ نواں ادب یہ ہے کہ مجلس سے بے اجازت نہ جائے۔ صاحب مجلس سے اجازت لے کر جائے۔

○ دسواں ادب یہ ہے کہ خطیب اور لیکچرار کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔ ادھر ادھر نہ دیکھے۔ لیکچرار کی طرف متوجہ رہے اور غور سے سنے۔

○ گیارھواں ادب یہ ہے کہ مجلس میں جب کوئی اچھی بات سنے تو نوٹ کر لے اور اس پر عمل کرے۔ ارشاد ہے میری طرف سے جو بات ہو اسے لکھ لیا کرو خواہ چھوٹی سی بات ہی کیوں نہ ہو۔

○ بارھواں ادب یہ ہے کہ جب کوئی بات پوچھنی ہو تو کھڑے ہو کر پوچھے کہ یہ بھی ایک ادب ہے۔

○ تیرھواں ادب یہ ہے کہ دوران گفتگو نہ بولے' اٹھ کر چپ چاپ کھڑا ہو جائے۔ صدر مجلس خود مخاطب کرے گا۔

○ چودھواں ادب یہ ہے کہ مجلس میں میر مجلس کو مخاطب کرے' کسی اور کو نہ کرے۔

○ پندرھواں ادب یہ ہے کہ اگر مجلس میں کسی شخص سے کوئی ناجائز حرکت سرزد ہو جائے تو ہنسنا نہیں چاہئے۔ کیونکہ ایسی حرکت اس سے بھی ممکن ہے۔ لوگ اس پر بھی ہنسیں گے اور اسے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ پس دوسرے کے لئے وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے نہیں کرتا۔ کسی کے اونگھ جانے پر یا غلط جواب دینے پر یا ہوا خارج ہونے پر ہنسنا نہیں چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ نقص اس میں بھی پیدا ہو جائے اور اس سے بڑھ کر لوگ اس پر ہنسیں۔

○ سولھواں ادب جب مجلس کی کارروائی شروع ہو جائے تو کسی بڑے آدمی کے آ جانے پر تعظیم کے لئے اٹھنا بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ ادب میر مجلس کا حق ہے کہ وہ تعظیم کرے یا نہ کرے۔

○ سترھواں ادب یہ ہے کہ مجالس میں کوئی ایسی چیز کھا کر نہ جائے جس سے لوگوں کو تکلیف ہو۔ نہ ایسا لباس پہن کر جائے جس سے بدبو آتی ہو اور تعفن کی وجہ سے لوگ کراہت کریں۔ اس لئے مجلس میں نہا دھو کر جائے۔ اسی طرح مجلس میں تھوکنا بھی ادب کے خلاف ہے۔

○ انیسواں ادب یہ ہے کہ جن سامانوں سے مجلس یا جلسہ قائم کیا گیا ہے بعد اختتام جلسہ ان کو وہاں پہنچا دو جہاں سے لائے تھے یا پہنچانے والوں کو مدد دو۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جلسہ یا مجلس ختم ہونے کے بعد سارے لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں اور سامان پڑا رہ جاتا ہے۔ چند آدمی رہ جاتے ہیں جنہیں بعد میں بڑی مشکل ہوتی ہے۔ پس یہ بھی ایک اچھی بات ہے کہ سامان جہاں سے لایا گیا تھا جلسہ ختم ہونے کے بعد سارے مل کر وہاں پہنچا دیں۔

○ بیسواں ادب یہ ہے کہ مجلس میں کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے۔ اسی طرح جب کوئی اٹھ کر کسی کام یا حاجت کو جائے تو اس کی جگہ پر نہ بیٹھے۔

○ اکیسواں ادب یہ ہے کہ جب کسی مجلس سے اٹھے تو استغفار کرے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس نے کسی کی غیبت کی ہو یا اور کوئی بری بات منہ سے نکال دی ہو جس کا وبال اس پر پڑے اس لئے استغفار ضرور کرے۔

○○○

انتظامات لنگر خانہ

افسر جلسہ سالانہ محترم چوہدری حمید اللہ صاحب سے

پوچھے گئے سوالوں کے جوابات

جلسہ سالانہ کا انتظام و انصرام جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ یہ سلسلہ سو سال سے زائد عرصے پر پھیلا ہوا ہے۔ اس وقت بھی جبکہ جماعت کی تعداد تھوڑی تھی اور اس وقت بھی جبکہ جلسہ سالانہ پر آنے والوں کی تعداد پونے تین لاکھ (جلسہ 1983ء) ہو گئی۔ یہ سارا انتظام جماعت احمدیہ کے مخلصین کی قربانیوں' دعاؤں" اور حسن انتظام کا منہ بولتا ہے ثبوت ہے۔

جلسہ سالانہ کے انتظام و انصرام کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ حقیقی طور پر اس واقعہ سے ہوتا ہے جو جلسہ سالانہ 1907ء کے موقع پر پیش آیا جبکہ بعض مہمان رات کو بھوکے سو گئے تو جناب باری تعالیٰ سے حضرت بانی سلسلہ کو ہدایت کی گئی کہ ان کو کھانا کھلایا جائے۔

اس واقعہ کی تفصیل تذکرہ سے ذیل میں درج ہے۔

بعض مہمانوں کو (سالانہ جلسہ 1907ء کے موقعہ پر۔ مرتب) ایک دن کھانا بہت دیر میں ملا روٹی کافی تیار تھی۔ مگر جگہ تنگ تھی۔ اور تھوڑے آدمی ایک وقت میں کھا سکتے تھے۔ اس واسطے بہت دیر ہو گئی۔ اور بعض مہمان بغیر کھانا کھانے کے سونے کے کمروں میں چلے گئے..... تو ان کو یہ (خدائی بشارت) کہ خود خداوند عالم نے ان کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔ اور براہ راست آسمان سے (-) اس رات کو پیغام پہنچایا کہ (-) بھوکے اور مضطر کو کھانا کھلاؤ صبح سویرے حضرت بانی سلسلہ نے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ رات کو بعض مہمان بھوکے رہے۔ اسی وقت آپ نے ناظمان لنگر کو بلایا اور تاکید کی کہ مہمانوں کی ہر طرح سے خاطر داری کی جاوے اور ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ (بدر جلد نمبر 7۔ مورخہ 9۔ جنوری 1908ء ص 3) (نوٹ مرتب) اخبار البدر میں غالباً یہ ذکر نہیں ہوا کہ جب حضرت بانی سلسلہ کو اللہ کی طرف سے خبر ملی تو آپ نے اسی وقت کھانا تیار کروایا۔ اور جو مہمان بھوکے سو گئے تھے۔ انہیں جگا کر کھانا کھلایا گیا۔ چنانچہ محترم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ بیت مبارک میں بیرو نجات کی انجمنوں کے پریذیڈنٹوں اور سیکرٹریوں کا اجلاس پونے بارہ بجے ختم ہوا۔ اور میں (بیت مبارک) سے اتر کر لنگر خانہ کی طرف گیا۔ جسے بند پایا۔ تب میں اسی حالت میں اپنی قیام گاہ میں گیا اور لیٹنے کو تھا کہ کمرہ کے دروازہ پر کسی شخص نے دستک دے کر کہا۔ کہ جس بھائی نے کھانا نہیں کھایا وہ لنگر خانہ میں پہنچ کر کھانا کھا لے۔ لنگر خانہ دوبارہ کھولا گیا ہے۔ چنانچہ میں گیا۔ اور جو کچھ کھانے کو ملا شکریہ کے ساتھ کھا آیا۔ اس وقت میرے سوا غالباً دو بھائی اور تھے..... اگلی صبح کو نو بجے کے قریب حضرت بانی سلسلہ..... (نے) حضرت مولوی نورالدین صاحب..... (کو) فرمایا۔ مجھے دس بجے کے قریب۔ شدت (یہ خبر دی گئی) (-) سو میں نے اسی وقت باہر کہلا بھیجا تھا کہ جن مہمانوں کو کھانا نہیں ملا۔ ان کو کھانا کھلایا جائے۔"

مکرم ڈاکٹر صاحب موصوف نے اسی ٹریکٹ میں اس واقعہ کے متعلق مکرم عبدالحق صاحب سابق معاون ناظر ضیافت کی روایت بھی شامل کی ہے۔ اور میاں عبدالحق صاحب رامہ ناظر بیت المال (آمد) کا بیان ہے کہ ان کے پاس محترم اسماعیل صاحب معتبر سابق آڈیٹر تحریک جدید نے ذکر کیا تھا۔ کہ وہ یعنی معتبر صاحب ان کھانا کھانے والوں میں شامل تھے۔ اسیطرح رامہ صاحب سے مکرم مولوی عطا محمد صاحب سابق ہیڈ کلرک دفتر بہشتی مقبرہ مکرم علی محمد صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی اور منشی محمد ابراہیم صاحب بٹالوی نے بیان کیا ہے۔ کہ یہ تینوں اصحاب اس وقت قادیان میں موجود تھے۔ اور انہیں صبح کی (عبادت) کے بعد ہی معلوم ہو گیا تھا کہ رات حضرت (بانی سلسلہ کو یہ خدائی خبر ملی) چنانچہ مہمانوں کو جگا کر کھانا کھلایا گیا تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان مہمانوں میں مولوی محمد اسحاق صاحب (-) تحصیل قصور بھی شامل تھے۔

(تذکرہ ص 746-747)

جلسہ سالانہ کے انہی انتظامات کا ایک جائزہ لینے کے لئے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب افسر جلسہ سالانہ سے درخواست کی گئی کہ وہ ہمارے سوالوں کے جواب میں بعض معلومات بہم پہنچائیں۔ یہ سوالات اور ان کے جوابات ذیل میں درج ہیں۔

(1) آپ نے افسر جلسہ سالانہ کی حیثیت سے کب کام شروع کیا۔ لنگر خانوں کے پھیلاؤ میں آپ نے کیا حصہ لیا۔ اس ضمن میں آپ کے نائبین کا تذکرہ۔

1973ء میں افسر جلسہ سالانہ بنا۔ 1973ء میں جلسہ کے تین بڑے لنگر تھے۔ چوتھا لنگر پرہیزی تھا۔ پانچواں ان دنوں لنگر دارالضیافت' جلسہ سالانہ کے انتظام کے تحت آجاتا تھا۔ اب دارالضیافت اور لنگر پرہیزی کے علاوہ آٹھ لنگر ہیں۔ گویا اس عرصہ میں پانچ لنگروں کا اضافہ ہوا۔ مختلف سالوں میں مندرجہ ذیل احباب بطور نائب افسر جلسہ سالانہ میرے ساتھ کام کرتے رہے۔

محترم صوفی بشارت الرحمان صاحب (وفات یافتہ)' محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب' محترم سید محمود احمد صاحب ناصر' محترم مرزا غلام احمد صاحب' محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب' محترم چوہدری بشیر احمد خاں صاحب' محترم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب' مکرم مولوی محمد صدیق صاحب' مکرم سید قاسم احمد صاحب۔

(2) آپ کی آمد کے پہلے سال میں کس قدر روٹی پکی اور پھر جلسہ سالانہ 1983ء میں ترقی کس قدر ہوئی۔ اس کی کچھ تفاصیل۔

1973ء میں کل 640822 کس کا کھانا تیار ہوا اور کسی ایک وقت کی زیادہ سے زیادہ حاضری 81068 کس رہی۔ جبکہ 1983ء میں کل 1013394 کس کا کھانا تیار ہوا اور کسی ایک وقت کی زیادہ سے زیادہ حاضری 124495 کس رہی۔

(3) لنگر خانہ کے اعتبار سے غیر ملکوں سے آنے والے مہمانوں کی سہولتوں میں کیا بہتری آپ کے سامنے ہوئی۔

بیرونی ممالک سے تشریف لانے والے مہمانوں کا باقاعدہ سلسلہ 1973ء میں شروع ہوا۔ اس وقت صرف تحریک جدید کا چھوٹا گیسٹ ہاؤس تھا۔ کچھ مہمان احاطہ بیت المبارک میں ایک کوٹھی (جو P.S کی رہائش کے لئے ریزرو تھی) میں ٹھہرتے تھے۔ بعدہ بتدریج نئے گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہونے شروع ہوئے۔ گیسٹ ہاؤس انصار اللہ' گیسٹ ہاؤس صدر انجمن احمدیہ' سرائے فضل عمر تحریک جدید' گیسٹ ہاؤس خدام الاحمدیہ' جدید بلاک دارالضیافت بھی 1980ء میں بننے کے بعد بیرونی مہمانوں کے استعمال میں ہی رہا۔ گیسٹ ہاؤس وقف جدید۔ محلوں میں بیوت الذکر کے ساتھ بھی گیسٹ ہاؤسز تعمیر ہوئے۔ یہ گیسٹ ہاؤسز بفضلہ تعالیٰ جملہ سہولتوں سے مرصع ہیں۔

(4) مشینوں کے ذریعہ روٹی پکانے کا سلسلہ کب شروع ہوا۔ اس سے مجموعی کارکردگی میں کیا فرق پڑا۔ موجودہ صورت حال کیا ہے۔

روٹی پکانے والی پہلی مشین 1969ء میں کراچی سے تیار ہو کر آئی تھی۔ جسے تجرباتی مراحل سے گزارنے کے لئے دارالضیافت میں نصب کروایا گیا تھا۔ اس میں مناسب اصلاحات اور کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد 1973ء میں دیگر لنگروں میں بھی مشینوں نے روٹی پکانی شروع کی تھی۔

(5) جلسہ کے دوران لنگر خانہ کی کامیابی کس امر پر منحصر ہے وقت پر روٹی تیار کرنے اور تقسیم کرنے کے کام پر روشنی ڈالیں۔

کامیابی کا انحصار اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت' حضرت امام جماعت و دیگر احباب کی دعاؤں۔ ہر کام وقت پر شروع کرنے اور کارکنان کا دعائیں کرتے ہوئے وقت پر اپنی ڈیوٹی پر حاضری وغیرہ پر منحصر ہے۔

(6) پرہیزی کھانے کا سلسلہ کب شروع ہوا۔ موجودہ صورت حال میں اس شعبے میں کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔

پرہیزی کھانے کی تیاری کا سلسلہ بذریعہ لنگر پرہیزی 1963ء سے شروع ہوا۔ ابتداً پرہیزی کھانا ہر لنگر اپنی ضرورت کے تحت تیار کرواتا تھا۔ بعد ازاں اسے انتظامی لحاظ سے الگ لنگر کی حیثیت سے دی گئی۔

(7) اگر اچانک مہمان زیادہ آجائیں اور کھانا کم ہو تو اس صورت حال سے آپ کیسے نبٹتے ہیں۔

لنگر خانوں کو تیاری کھانا کا آرڈر دیتے وقت کچھ زائد کھانا تیار کرنے کی گنجائش رکھی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں نظامت خدمت ریلوے سٹیشن نظامت خدمت اڈہ لاریاں و دیگر انتظامات کی طرف سے آمدہ رپورٹوں سے جیسے ہی یہ احساس ہو کہ مہمانوں کی تعداد کے مقابل کھانا کم ہو سکتا ہے تو زائد کھانا کی تیاری کا کام شروع کروا دیا جاتا ہے۔ مثلاً زائد دیگوں میں پانی ابلتا رہتا ہے۔ دال اور مصالحہ جات تیار ہوتے ہیں۔ جونہی آرڈر برائے زائد کھانا لنگر والوں کو ملتا ہے۔ عملاً اسی وقت زائد کھانا کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔

دراصل افسر جلسہ سالانہ اور اس کے ساتھی ہمہ وقت مہمانوں کی آمدورفت سے In touch ہوتے ہیں۔ اور ساتھ کے ساتھ یہ جائزہ لیا جاتا ہے کہ تیاری کھانا کے سلسلہ میں کسی نظر ثانی کی ضرورت ہے۔؟

(8) لنگر خانہ کے اعتبار سے سال بھر میں دفتر جلسہ سالانہ کی کارکردگی کس طرح جاری رہتی ہے۔

انتظامات جلسہ سالانہ کی ایک روایت چل رہی ہے کہ اختتام جلسہ پر نائب افسران محترم اور ناظمین کرام کا ایک اجلاس ہوتا ہے۔ اس موقعہ پر جلسہ سالانہ کے انتظامات کی کارگردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے۔ قابل اصلاح امور نوٹ کئے جاتے ہیں۔ اور عملاً نئے سال کے انتظامات اسی اجلاس سے شروع ہو جاتے ہیں۔ دوران سال توسیعی منصوبوں کو جلد مکمل کرانے کی سعی کی جاتی ہے۔ ماہ اپریل تک گزشتہ سالوں کے اعداد و شمار کی روشنی میں آئندہ جلسہ کے لئے متوقع مہمانوں کا تاریخوار اور ڈنگ وار نقشہ تیار کروایا جاتا ہے۔ اور اس کے مطابق اجناس و دیگر سامان کی خریداری کا کام شروع کیا جاتا ہے۔

(9) لنگر خانوں میں ڈیوٹیوں کی تقسیم سے مطلع فرمائیں۔

انتظامات جلسہ سالانہ کو صحیح خطوط پر چلانے کے لئے ہر لنگر میں اندرونی طور پر مندرجہ ذیل تقسیم کار ہوتی ہے۔ انتظام آٹا گندھائی' انتظام روٹی پکوائی' انتظام تقسیم روٹی' انتظام دیگ پکوائی' انتظام تقسیم سالن' انتظام پہرہ گیٹ وغیرہ۔

(10) کچھ ایمان افروز واقعات لنگر خانے کے اعتبار سے آپ کے ذہن میں ہوں تو ان سے مطلع فرمائیں۔

افسر جلسہ سالانہ۔ جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں حضرت امام جماعت احمدیہ سے مسلسل رابطہ رکھتا ہے۔ ان کو انتظامات سے اطلاع دیتا ہے اور ہدایات لیتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل۔ حضرت امام جماعت اور احباب جماعت کی دعائیں۔ کارکنان جلسہ کا جذبہ دعا و خدمت انتظامات کو آگے بڑھاتے ہیں۔

OOO

خدا جو قدوس ہے اور پاک ہے جو تمام محامد اور خوبیوں کا مجموعہ اور سرچشمہ ہے کب پسند کر سکتا ہے کہ گندے اور ناپاک لوگ اس سے تعلق رکھ سکیں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

O

جَورِ دَوراں کی چلیں تیز ہَوائیں کیا کیا
ہم سے اُلجھی ہیں شب و روز بلائیں کیا کیا

چھیننا چاہی تھیں دُنیا نے رِدائیں کیا کیا
ہم کو اُس یار نے بخشی ہیں قبائیں کیا کیا

تذکرے اُس گُلِ رعنا کے سُنائیں کیا کیا
نکہتیں پیرہنِ دل میں بسائیں کیا کیا

اِک فقط طرزِ تغافل ہی پہ موقوف نہیں
نت نئی شان سے ہوتی ہیں ادائیں کیا کیا

جُز خلش کچھ نہ مِلا تم کو تو اَے اہلِ جفا
یار کی ہم نے مگر لُوٹیں وَفائیں کیا کیا

دیکھنے والے تُو میرا لَبِ خاموش نہ دیکھ
دِل سے نکلی ہیں ترے حق میں دعائیں کیا کیا

کُھل کے برسا کیا بارانِ کرم ہم پہ نصیر
گِھر کے آتی رہیں رحمت کی گھٹائیں کیا کیا

نصیر احمد خان

حمد

تو نور ارض و سما ہے، وحید و کامل ہے
رہ حیات بھی تو اور تو ہی منزل ہے

پناہ مانگ کے تجھ سے یہ عرض کرتا ہوں
میں حمد کرتا ہوں تیری، بتوں پہ مرتا ہوں

یہ حال ہے تو بلا سے نگینے جڑ جاؤں
زمین پھٹے تو کہیں شرم سے میں گڑ جاؤں

بہت ہی شعبدہ بازی میں کر کے طاق مجھے
ہلاک کر دے نہ اک دن مرا نفاق مجھے

عطا ہو حق سے اگر معرفت سنبھل جاؤں
میں بے ثمر سہی شاید یوں پھول پھل جاؤں

تو خشک پیڑ کو جب چاہے سبز و تازہ کرے
وہ ایک "کن" پہ ہے موقوف جو ارادہ کرے

جمیل الرحمان

اعلیٰ کوالٹی میں • واشنگ مشین و سٹین لیس سٹیل کے معیاری برتن خریدنے کیلئے خدمت کا موقع دیں

نگینہ برتن سٹور المعروف

چوہدری سراجدین اینڈ سنز

چوک جنوبی تھان چنیوٹ

دوکان: 0466-332870

رنگ • روغن • اینٹ • سریا • گارڈر • بالے • ٹی آر • سیمنٹ • ریت • بجری بازار سے خصوصی رعائتی قیمت پر دستیاب ہیں

طارق بلڈنگ میٹریل

پروپرائیٹرز:- چوہدری سراجدین، احسن محمود

اقصیٰ چوک ربوہ

دوکان: 04524-211947

ہمارے ہاں اعلیٰ معیار کا فرنیچر آرڈر پر تیار کیا جاتا ہے گارنٹی ۱۰ سال

پھگا فرنیچر ورکس

مین روڈ لاری اڈہ احمد نگر نزد ربوہ (جھنگ)

فون: 04524-211785 شوروم

پروپرائیٹر: محمد شفیق

طب یونانی کا مایہ ناز ادارہ

جس کی ۱۰۰ فیصد خالص مفید اور مرتشا ادویات

اب ہماری برانچ اسلام آباد میں بھی دستیاب ہیں

جہاں ہر ماہ تین دن کیلئے

حکیم رشید بشیر احمد ایم اے فاضل الطب و الجراحت

مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں

خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ

ہیڈ آفس: گول بازار ربوہ فون: 211538

برانچ: 2-K اپلانہ مرکز 9-1 اسلام آباد فون 444224

- تریاق اٹھرا: مرض اٹھرا کی مفید گولیاں
- نور نظر: اولاد نرینہ کی مشہور عام گولیاں
- اکسیر معدہ: ہاضمہ کا بہترین چورن
- قند شفاء: بوشاندہ کا انسٹنٹ پوڈر
- نور کاجل: آنکھوں کی صحت و خوبصورتی کیلئے
- نور ابٹن: چہرے و بدن کی خوشبو و نفاست کیلئے
- نور آملہ: بالوں کی صحت کیلئے
- خورشید سپر ٹانک: اکسیر نسخہ تجربہ

کہکشاں ہاؤسنگ سکیم

میں پانچ، دس مرلہ اور ایک کنال کے چند پلاٹس اور ربوہ میں پلاٹ اور مکان کی خرید و فروخت کیلئے تشریف لائیں

رابطہ

کہکشاں پراپرٹی سنٹر

بالمقابل کہکشاں کالونی جلسہ گاہ جدید ربوہ

211842

• SELECT WITH CARE ......
...... DEAL WITH DARE •

بابرکت شہر ربوہ میں جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے آپ کا اپنا ادارہ

ملک پراپرٹی ایڈوائزر رجسٹرڈ

6- بلال مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ

ملک ناصر احمد اسعد M.Sc

آفس 211367 رہائش 367

شاہی منڈی۔ چنیوٹ

معراج الدین ٹرنک ہاؤس

فون دوکان 0466-331731

رہائش 0466-331719

پروپرائیٹرز: بشارت احمد، طارق احمد، خلیل احمد، جمیل احمد، نذیر احمد، بشیر احمد

• شادی کارڈ
• وزٹنگ کارڈ
• اشتہارات

ربڑ کی مہریں بنوانے کیلئے تشریف لائیں

خان پرنٹنگ پریس

منڈی روڈ بالمقابل ٹی بی ہسپتال چنیوٹ

رہائش 0466-332833

سکول و کالج کی کتابیں و کاپیاں نیز سامان معیاری بارعایت خرید فرمائیں

جمیل بکڈپو اینڈ جنرل سٹور

بالمقابل گورنمنٹ ہائی سکول ریلوے روڈ چنیوٹ

فون دوکان: 0466-333273

گھر: 332104

معیار اور مقدار کے ضامن

کھاد - بیج - زرعی ادویات کنٹرول ریٹ پر حاصل کریں

نجم برادرز

لاری اڈہ احمد نگر نزد ربوہ (جھنگ)

فون: آفس: 04524-211542

رہائش: 211263

ہمارے ہاں بغیر پالش کے ہر قسم کا فرنیچر اور فرنیچر کے لئے کٹائی شدہ لکڑی دستیاب ہے

حیدری فرنیچر ورکس

پروپرائیٹر: غلام علی

سرگودھا روڈ احمد نگر نزد ربوہ

04524 - 881

ہر قسم کی انگریزی ادویات کا مرکز

بٹ میڈیکل سٹور اینڈ کلینک

مین بازار احمد نگر نزد ربوہ

خالص معیاری زرعی ادویات خریدنے کیلئے تشریف لائیں

احباب اینڈ کو

ڈیلر زرعی ادویات

کچہری روڈ چنیوٹ

پروپرائیٹرز: عنایت اینڈ برادرز

0466-330978

نظر اور دھوپ کے چشمے خریدنے کیلئے تشریف لائیں

شکور بھائی چشمے والے

طارق بھائی و خالد بھائی

گول بازار ربوہ

جدید فیشن کے ساتھ

ہمارے ہاں 21، 22، 23 قیراط کے سونے کے زیورات کیڈیم کیساتھ تیار کئے جاتے ہیں • انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق مہر شدہ • واپسی پر کاٹ نہیں لی جاتی

ٹرنک بازار اقصیٰ روڈ ربوہ

پروپرائیٹرز:- • حفیظ احمد چاند و کلیم احمد بشیر (ابن میاں بشیر احمد زرگر)

• دوکان:- 0092-4524-211806
• رہائش شہر:- 0092-4524-211883
گاؤں:- 0092-4524-22238

پروفیسر میاں محمد افضل

ایک مہمان نواز جماعت

قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں' ایک گمنام بستی اب مرجع خلائق ہے۔ ایک چھوٹا سا انجن ایک بڑی سی ریلوے کی گاڑی کو کھینچے چلا آرہا ہے۔ گاڑی زائرین سے بھری مشتاقانِ دید سے بھرپور' دھیرے دھیرے چلی آرہی ہے۔ مشتاق نگاہیں ایک منارۂ بیضا پہ ٹکٹکی باندھے ہوئے۔ دل بلیوں اچھلتے ہوئے' نعرے گونجتے ہوئے۔ زمینِ قادیان اب محترم ہے۔ ہجوم خلق سے معمور ہے۔ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہو رہا ہے۔ جلسہ ایک روحانی اجتماع لذت دید و شنید کا سامان 'متلاشی نگاہیں' مسکراتے چہرے باہمی یگانگت کے غماز۔ پھر ایک دلوں میں اترتی ہوئی آواز' علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر' غافلوں کو جھنجوڑتا' دلوں کو گرماتا ہوا خطاب روحانی انقلاب برپا کرتی ہوئی تقریر' روحانی من و سلوا' اور آخر میں دعا کے لئے اٹھتے ہوئے ہاتھ۔ سوئے آسمان اٹھتی ہوئی دعائیں۔ ہچکیاں اور آنسو اللہ کے حضور عاجزی اور انکساری' التجائیں اور دعائیں۔ اور پھر ایک طمانیت' سکون قلب' سامعین ایک نئے جذبہ سے سرشار' اپنے اندر جھانکتے ہوئے' نئے عزم لئے ہوئے۔ اپنے اپنے مسکنوں کی طرف روانہ۔ روح کی غذا تو ملی اب جسم بھی غذا کے طالب۔

یہ بات ہو رہی ہے۔ 1940ء کے جلسہ سالانہ کی میرے والد محترم نے ایک سال قبل ایک خوبصورت سا گھر محلہ دارالبرکات کی بیت سے ملحقہ تعمیر کیا۔ اور امسال کوئی پچاس کے قریب عزیزوں کے ہشاش بشاش چہرے جلسہ میں شمولیت کے لئے آئے ہوئے۔ اس کا افتتاح کر رہے ہیں۔ مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں۔ اس لئے میزبان خوش اور مہمان مسرور' والدہ محترمہ نے ان کے لئے پر تکلف ناشتہ تیار کیا۔ ہر کمرے' ہر کونے میں بستر لگ گئے۔ مگر اہل خانہ نے تو سارا دن جلسہ گاہ میں گزار دیا۔ مہمانوں کی تواضع کیسے ہو۔؟ مگر یہ کوئی ڈاکٹر اشرف صاحب کے مہمان تو نہیں یہ مہمان ہیں حضرت بانی سلسلہ کے اور کیا انتظام کیا گیا ہے ان کی تواضع کا ہندوستان کے طول و عرض سے آئے ہوئے مہمان سما گئے گھروں میں۔ دفتروں کے کمروں میں' عارضی تعمیر شدہ بیرکوں میں۔ لیکن اتنے بہت سے لوگوں کو کیا کھانا بھی ملے گا؟ کیا وقت پہ ملے گا؟ کیا گرم گرم ملے گا؟ ہاں! یہ امام جماعت کا لنگر ہے جو سارا سال مہمانوں کی خدمت میں مصروف رہتا ہے۔ لیکن جلسہ سالانہ آیا تو کئی اور لنگر وجود میں آگئے۔ لنگر خانہ کیا ہے۔ دیگوں کی ایک لمبی قطار۔ نیچے جلتی ہوئی لکڑیوں کے انبار۔ مستعد باورچی بڑی ہنرمندی سے سالن پکانے میں مصروف۔ دوسری طرف تنوروں کی ایک لمبی قطار نانبائی آدھے تنور کے اندر آدھے باہر۔ روٹی پک کے نکلے تو دل خوش ہو جائے اب سالن بھی تیار روٹی بھی حاضر۔ لیکن کیا ایک ہجوم آئے گا اور ان پہ پل پڑے گا؟ اور سالن کی تکا بوٹی کر کے نہ خود لطف لے گا نہ کمزوروں تک روٹی پہنچنے دے گا؟ نہیں۔ یہاں تو ہر شے میں نظم و ضبط نمایاں ہر بات کے لئے ایک منظم طریق' ایک اعلیٰ انتظام۔ تقسیم کا طریق بھی متعین اور سبھی اس پہ کاربند۔ خوراک بھی وافر' اعلیٰ قسم کا گوشت اور موٹے موٹے ان چھلے آلو۔ دوسری دیگ میں دالوں کا مرکب۔ ادرک کی خوشبو اور گرم مصالحے کی بہار' دونوں سالن کتنے لذیذ کتنے اشتہا انگیز۔ خوشبو اٹھ رہی۔ مہلک پھیل رہی۔ مگر یہ من و سلویٰ کیا اسی پرکشش کیفیت میں ہر کسی کے پاس پہنچ پائے گا؟ یقیناً! کہ تقسیم کا انتظام بہت اعلیٰ ہر گھر کے افراد مختلف جگہوں پر رجسٹر ہو رہے ہیں۔ اہل خانہ کو ایک کارڈ مل گیا۔ اس کو دکھا کے کھانے کی پرچی بنوائیں۔ مجھے یاد ہے کہ اس جلسہ سالانہ پہ ہم دو تین نوجوانوں کی ڈیوٹی تھی کہ جونہی جلسہ سے فارغ ہوئے ایک جست لگائی اور پرچی والوں کے دفتر جا پہنچے۔ بہت لوگ پہلے سے موجود مگر سب منظم انداز میں قطاروں میں کھڑے۔ باری آئی تو پرچی بھی مل گئی۔ اب ایک اور دوڑ لگائی۔ لنگر خانہ کا رخ کیا۔ مگر یہاں بھی لمبی قطاریں لنگر خانہ کی مختلف کھڑکیوں کے سامنے۔ اور یہ قطاریں اور بھی لمبی ہو جاتیں جب کہ جلسہ کا آخری دن ہوتا۔ حضرت صاحب کی تقریر لمبی ہو جاتی مگر دعا میں شامل ہونے کے بغیر کوئی اٹھنے کا خیال بھی نہ کرتا۔ پھر سب جو اکٹھے نکلتے تو بھاگ دوڑ شروع ہو جاتی جس میں بالٹیاں اور دسترخوان بھی شریک ہو جاتے۔ لنگر خانوں کے آگے قطاریں تو لمبی مگر سکون اور اطمینان سے کھڑے ہیں۔ آخر باری آئے گی۔ یہ خدشہ نہیں کہ بالٹی اور دسترخوان خالی جائیں گے۔ کیونکہ اگر سالن کم بھی پڑ گیا تو ایک اور دیگ چولہے کے سر پہ ہوگی۔ چند منٹوں کی تاخیر تو ہو سکتی ہے مگر حضرت صاحب کا کوئی مہمان بھوکا نہیں رہ سکتا۔ بہرحال محلہ دارالفضل کے لنگر خانے سے گوشت آلو بالٹی میں ڈلوا کے مسرت ہوتی اور ادرک اور مصالحہ کی خوشبو سے ہماری بھوک بھی چمک اٹھتی۔ جلد جلد گھر پہنچتے تو مہمان بھی خوش اور میزبان بھی سرخرو۔ ایسا ہی انتظام' ایسی ہی کیفیت ان بیرکوں میں ہوتی جہاں مہمان ٹھہرے ہوتے۔ وہ سارے دن کی بھاگ دوڑ اور جلسہ میں کوئی آٹھ دس گھنٹے کی شرکت کے بعد ستا رہے ہوتے کہ نوجوان رکابیوں میں سالن ڈالے اور رومالوں میں روٹیاں باندھے' ہنستے مسکراتے' بڑے مہذبانہ انداز میں انہیں یہ اشتہاء انگیز کھانا پیش کر دیتے۔ مہمانوں کے کھانے کے انداز بھی مختلف' کوئی ایک ہی روٹی پہ اکتفا کرتے اور کچھ ایسے بھی ہوتے کہ جو چکھتے چکھاتے دس بارہ روٹیاں کھا لیتے۔ مگر اس پر نہ میزبان پریشان' نہ مہمان شرمسار۔ کھائیے اور خوب مزے سے کھائیے۔ یہاں کوئی کمی نہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں تسکین روح و قلب بھی ملے اور تسکین اشتہاء بھی۔ شکم پُری شرط ٹھہری۔ آلو گوشت بھی مرغوب اور سوندھی خوشبو والی دال بھی ہر من کو بھائے۔

یہ حسین یادیں تو اس زمانہ کی ہیں جب ہم قادیان میں مقیم تھے۔ اس کے بعد کے جلسوں میں کئی دفعہ سب افراد خاندان شامل نہ ہو سکے۔ مگر والد محترم نے شاید ہی کوئی جلسہ چھوڑا ہو۔ جب قادیان سے آتے تو ان کے سامان میں سب سے اہم شے لنگر کی روٹیاں ہوتیں۔ ہم بھی ان کا لطف اٹھا کے کسی حد تک جلسہ میں شمولیت کر لیتے۔ یہ بھی یاد ہے کہ والد محترم کو خواب میں یہ اشارہ ملا کہ روٹی ضائع نہیں کرنی۔ اور اس کے بعد روٹی کا کوئی ٹکڑا خواہ جلا ہوا ہی کیوں نہ ہو قبلہ ام بڑے شوق سے کھاتے۔ غالباً اس اشارہ میں یہ سبق تھا کہ رزق کی ناقدری نہیں ہونی چاہئے۔ اور پھر ان متبرک روٹیوں کی جو حضرت بانی سلسلہ کے لنگر سے ملیں۔

پھر حوادث زمانہ سے قادیان کی رونقیں قدرے ماند پڑ گئیں۔ ایک وقتی دھچکا۔ لیکن جب جذبہ جواں ہو تو قدم ڈھیلے نہیں پڑتے۔ جب منزل متعین ہو تو جوش سرد نہیں ہوتا۔ ایک نشیمن چھن گیا تو دوسرا بنا لیا گیا۔ ربوہ آباد ہوا۔ پھر ایک اور لنگر کے چولہے گرم ہوئے اب ایک جدیدیت بھی در آئی۔ یعنی تندوروں کی جگہ تیزی سے چلتی ہوئی بیلٹ نے لے لی۔ بیلٹ تیز رفتاری سے چلی جا رہی ہے اور مشاق روٹی ساز اس پہ جلد جلد روٹیاں ڈالے چلے جا رہے ہیں۔ سوئی گیس انہیں خشکی اور سرخی دے رہی ہے۔ شروع میں کچھ روٹیاں جل اٹھیں تو مشاق ہاتھوں نے اصلاح احوال کر دی۔ اب ایک منٹ میں نہ جانے کتنی روٹیاں تیار ہو جاتی ہیں اتنی کہ ان کو سنبھالنے کے لئے سبک رفتاری چاہئے۔ وہ سوندھی خوشبو والی دال اور وہی سب کا من پسند آلو گوشت۔ مگر لنگر نے تو مریضوں کا بھی خاص خیال رکھا۔ ان کے لئے نرم کھچڑی تیار۔ ہر مزاج کا لحاظ' ہر بات کا خیال' اسی لنگر کی میزوں کے ایک کونے میں بیٹھے ہوئے معززین دیکھے گئے۔ آج کے امام جماعت (جو اس وقت اس مسند پہ متمکن نہ تھے) جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیتے ہوئے لنگر خانہ کا رخ بھی فرماتے۔ وہیں نہایت سادگی سے اس دال روٹی کے چند لقمے لئے اور پھر جلسہ کے انتظامات کی طرف متوجہ ہو گئے اور ہم نے محمود و ایاز کے یکجا ہونے کا نظارہ دیکھ لیا۔ الغرض لنگر تواضع کے فرائض انجام دیتا رہا۔ نظام بڑے احسن رنگ میں چلتا رہا لیکن شرارت کرنے والے گھات میں بیٹھے سوچتے رہے۔ اور ایک روز یہ ہوا کہ روٹی پکانے والوں نے گویا بغاوت کر دی۔ مہمان منتظر' آگ دھک رہی ہے' مگر تندور خالی' کون لگائے گا ان میں روٹی۔ اب تو ہو گی جماعت کی سبکی اور ہو گی پریشانی مہمانوں کو۔ مگر اللہ نے تو اس جماعت کو ایسے امام دیئے (یہ حضرت امام الثالث کا زمانہ تھا) ایسے بیدار مغز' ایسے صاحب فراست کہ ہر مسئلہ کا حل نکل آتا۔ اب حالات پریشان کن' تندور ٹھنڈے' روٹی کی انتظار۔ مسئلہ فوری حل کا طالب مگر حضرت امام کی فراست دیکھئے کہ ارشاد ہوا کہ ہر گھر میں عورتیں روٹیاں پکائیں۔ اور پھر ایک عجیب نظارہ گرم گرم روٹیاں ہر سمت سے چلی آرہی ہیں۔ اب نانبائی پریشان اور منتظم مطمئن' ایک ناقابل حل مسئلہ اور اس کا ناقابل یقین فوری حل۔ کیسا ذہین و فہیم امام دیا گیا اس جماعت کو۔ کہ لنگر پھر رواں دواں اور مہمان شاداں و فرحاں۔

جلسوں کی رونقیں بڑھتی رہیں۔ اور لنگر خانوں کی آگ دھکتی رہی اور جب اس چھوٹے سے قصبے میں ایک عالم امنڈ آیا اور مہمانوں کی تعداد کوئی تین لاکھ تک جا پہنچی تو بس اتنا ہوا کہ کارکنوں کے ہاتھ تیز تر ہوئے مگر نہ روٹی میں کمی آئی' نہ سالن کی اشتہا انگیزیت میں۔ یہ حضرت بانی سلسلہ کا لنگر' یہ مہمان نواز لنگر آج بھی مہمان نوازی کے فرائض ادا کر رہا ہے۔ اور کتنے احسن طریق سے اس کی دو جھلکیاں' اپنے ہی طبع شدہ مضامین کی وساطت سے' پیش کر رہا ہوں۔

"میں اس وقت دارالضیافت کے ایک خوبصورت کمرے میں بیٹھا ہوں۔ فوم بیڈ' خوبصورت پردے' چمکتا ہوا فرش' روشنی اور ہوا کا اعلیٰ انتظام۔ باقی ملک کی طرح یہاں بھی لوڈشیڈنگ اپنے تاریک' بھیانک سائے پھیلانے کی کوشش کرتی ہوئی۔ ربوہ کی گلیاں اندھیروں میں ڈوبی پڑیں۔ مگر حضرت بانی سلسلہ کا لنگر پھر بھی روشن۔ ایسا انتظام کر دیا گیا ہے کہ مہمانوں کو تکلیف نہ ہو۔ کیا مہمان نوازی کا مظاہرہ ہے کتنا خیال ہے ان دور دراز سے آئے ہوئے دوستوں کا۔ مگر لنگر تو درگاہوں' خانقاہوں پہ بھی ہوتے ہیں۔ ہاں بجا! مگر یہ لنگر بہت مختلف ہے۔ ایک خوبصورت ڈائننگ ہال' کرسیاں لگی ہوئی ہیں اور میزیں بچھی ہوئیں۔ ابھی ابھی شام کا کھانا کھا کے آیا ہوں۔ آلو گوشت کا سالن بھی اور وہ خاص قسم کی مزیدار سی دال بھی روٹی کھانے والوں کے لئے روٹی بھی اور بڑے بوڑھوں کے لئے بہت نرم سی روٹی۔ ہر عمر ہر طبع کا خیال رکھا گیا ہے۔ کھائیے اور سیر ہو کے کھائیے۔ اب کمرے میں تشریف لے جائیے۔ مستعد اور مہمان نواز نوجوان وہاں خود چائے۔ گرم گرم چائے' لے کر حاضر ہو جائیں گے۔ معلوم یوں ہوتا ہے کہ آپ کسی شاندار ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ نوجوان مستعد' خلیق اور مہمان نواز آپ کی ہر خواہش پوری کرنے پہ کمربستہ' مہمان نوازی کا اعلیٰ مظاہرہ (ایک آواز دنیا کے کناروں تک ص 179)

اور اب قارئین کو 1992ء کے کینیڈا کے جلسہ سالانہ (یا افتتاح بیت) میں شرکت کے لئے لے چلتا ہوں مگر صرف لنگر خانہ کی جھلک ہی دکھا سکوں گا۔

"افتتاحی تقریب کا ذکر کرنے سے پہلے چاہوں گا کہ میزبانوں کے جذبہ مہمان نوازی کی ایک جھلک پیش کروں۔ ان کے اس جذبہ کی داد دوں اور ان کی قابل تقلید مثال پیش کروں۔ مگر اس سے قبل مجھے کہہ لینے دیجئے ایک دو جملے بانی سلسلہ احمدیہ کے لنگر خانوں سے متعلق۔ قادیان میں ایک چھوٹا سا لنگر خانہ آج سے ایک سو سال

باقی صفحہ 21 پر

نسیم سیفی

جلسہ پر لنگر کی ڈیوٹیوں کی یادیں

قادیان میں تو جلسہ سالانہ کے لئے جس ڈیوٹی دینے کی مجھے سعادت حاصل ہوئی وہ پرچی بناتا تھا۔ رات ایک ہی دفتر میں رہتے تھے۔ اور صبح سے لے کر شام تک اور شام سے صبح تک پرچیاں بناتے تھے۔ اس میں یہ بھی دیکھنا ہوتا تھا کہ کس گھر میں کتنے مہمان آئے ہیں۔ بعض اوقات ہم گھروں میں جا کر اس بات کا جائزہ لیتے تھے کہ انہوں نے صحیح تعداد لکھوائی ہے یا زیادہ یا کم لیکن اکثر اوقات ایسا دیکھا گیا کہ احباب تعداد کم لکھواتے تھے کہ روٹی ضائع نہ ہو۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ اگر دو دو روٹیاں ایک شخص کو دی جاتی ہیں تو بہرحال ایک کے لئے زیادہ ہیں۔ اس لئے یہ سوال پیدا نہیں ہوتا تھا کہ شائد لوگ زیادہ تعداد لکھواتے ہوں۔ پوری تعداد لکھواتے تھے۔ اور پھر ہم یہ جائزہ لے کر جب پرچیاں لوگ بنوانے آتے تھے اس سے موازنہ کرتے تھے۔ اور بعضوں سے ہم کہتے بھی تھے پوری تعداد لکھوائیں۔ کم نہ لکھوائیں کیونکہ جو روٹی آپ کو ملتی ہے وہ کسی نہ کسی طرح کام آ ہی جائے گی۔ اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ صحیح تعداد کا پتہ چل سکتا ہے۔ اگر آپ کم لکھوائیں گے محض اس لئے کہ روٹی آپ کے ہاں بچی رہتی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تعداد کو کسی نہ کسی طرح کم کر دیں گے یہ درست نہیں ہے۔ پھر پرچیاں لکھوانے کے لئے یہ بھی ہوتا تھا کہ ہمیں دیکھنا پڑتا تھا کہ پرچی کون لکھوانے آیا ہے۔ بعض اوقات یہ غلطی بھی ہو سکتی تھی کہ ایک شخص نے گھر میں پرچی لکھوالی ہے اور دوسرے کو علم نہیں ہے اور وہ بھی پرچی لکھوانے آ گیا۔ تو ہمیں اس بات کا جائزہ لینا پڑتا تھا کہ یہ کس گھر سے آئے ہیں۔ ایک ہی پرچی لکھی گئی ہے یا دو پرچیاں۔ تاکہ دو پرچیاں جاری نہ ہوں۔

اس کے بعد تو میں باہر نائیجیریا چلا گیا۔ باہر جلسہ پر ہماری لجنہ اماء اللہ کی عورتیں سارا کام کرتی تھیں اور وہ کام سارا میری بیوی کے ذریعہ ہوتا تھا۔ اس لئے مجھے اس کا علم نہیں کہ کتنا کھانا پکتا ہے۔ کس طرح تقسیم ہوتا ہے۔ انہوں نے عورتوں کا ایسا انتظام کیا ہوا تھا کہ وہ مردوں اور عورتوں سب کے لئے کھانا پکاتی تھیں۔ اور سارے جلسے کے لئے اور وہی تقسیم کرتی تھیں۔ ان میں چھوٹے چھوٹے لڑکے بھی ہوتے تھے لیکن عام طور پر عورتیں تقسیم کرتی تھیں۔ جب میں واپس آیا تو یہاں ایک دفعہ میری ڈیوٹی لنگر خانہ نمبر 2 میں لگی۔ وہاں میرا کام یہ تھا کہ دیکھوں کہ روٹیاں تقسیم کس طرح ہوتی ہیں۔ زیادہ بھیڑ تو نہیں ہو جاتی۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ روٹیاں تقسیم کرنے والا ادھر ادھر ہو اور بھیڑ لگ جائے۔ یہ دیکھنا تھا کہ روٹی پکتی ہے تو ٹھیک طرح رکھی جائے۔ اس وقت تو تندوروں میں سے روٹیاں نکال نکال کر یوں پھینکتے تھے کہ ڈھیر لگ جاتا تھا۔ اور ان کو ٹھیک کرنا ہوتا تھا پھر دوسری بات یہ کہ آٹا پوری طرح گوندھا جاتا ہے کہ نہیں۔ مجھے یاد ہے کہ میں جب یہ ڈیوٹی دے رہے تھا تو ایک روز حضرت مرزا طاہر احمد صاحب موجودہ امام جماعت احمدیہ تشریف لے آئے انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ آٹا کیسا گوندھا گیا ہے۔ میں نے کہا ٹھیک ہی لگتا ہے کہنے لگے اس طرح ٹھیک لگتا نہیں کہتے۔ انہوں نے اپنا بازو ننگا کیا اور سارے کا سارا بازو جو تھا آٹے میں دھکیل دیا انہوں نے کہا اس طرح دیکھتے ہیں کہ اس میں کوئی گلٹیاں تو نہیں ہیں۔ تو مجھے پہلی دفعہ پتہ لگا کہ آٹا کس طرح گوندھا ہوا دیکھا جانا چاہئے۔ کیونکہ قادیان میں جب میں آٹا گوندھا ہوا دیکھتا تھا تو بڑے بڑے کڑاہے ہوتے تھے اور ان میں لوگ ٹانگیں اور پاؤں خوب صابن سے صاف کر کے بیچ میں داخل ہو جاتے تھے۔ پھر کھڑے ہو کر پاؤں سے گوندھتے تھے۔ لیکن یہاں ہاتھوں سے گوندھتے تھے اور بہرحال ہاتھوں سے گوندھنا جو ہے اتنا زور نہیں لگ سکتا جتنا کہ پاؤں سے لگتا ہے۔ اس لئے مجھے حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ جو آٹا گوندھا جاتا ہے اس کو اس طرح دیکھنا چاہئے کہ ہاتھ اس میں ڈالیں۔ ہاتھ کا مطلب ہے پورے کا پورا بازو تاکہ پتہ چلے کہ کوئی گلٹیاں تو نہیں رہ گئیں۔ (اور بالکل یہ تکلف نہیں کیا کہ ہاتھ گندہ ہو جائے گا) میں نے دیکھا اور حیران ہوا اس وقت کہ آپ نے قمیض اٹھائی کندھے تک قمیض اٹھا کے جو سارا بازو جو تھا وہ آٹے کے (جس چیز میں بھی آٹا تھا) کڑاہا تھا یا جو کچھ بھی تھا۔ اس میں ڈال دیا۔ وہاں پر مجھے یہ بھی احساس ہوا کہ 24 گھنٹے ڈیوٹی دینی پڑتی ہے۔ اس لئے کہ روٹیاں سارا دن پکتی تھیں۔ رات بھی پکتی ہیں۔ کچھ لوگ آٹا گوندھ رہے ہیں کچھ لوگ روٹیاں پکا رہے ہیں۔ کچھ لوگ آ رہے ہیں کچھ لوگ جا رہے ہیں۔ پھر اس بات کا بھی پتہ چلا کہ بعض اوقات بعض روٹیاں یونہی لوگوں میں تقسیم کر دی جاتی ہیں۔ گاؤں والے آتے ہیں دیوار کے اوپر سے روٹی مانگ لیتے ہیں۔ تو یہ بھی پہرہ دینا پڑتا تھا۔ کہ جو روٹیاں پکا رہے ہیں۔ وہ ایک دتھا اٹھا کر دیوار سے باہر جسے سمگل کرنا کہتے ہیں پھینک دیتے ہیں۔ لیکن اس کو اتنا برا نہیں منایا جاتا تھا کہ جو لوگ دن رات کام کرتے ہیں ان کو یہ تھوڑا سا حق دے دیا جائے کہ چلو اپنے رشتہ داروں کو دے دیں۔ دوسروں کو تو نہیں بانٹ رہے۔ ان کے رشتہ دار ہی روٹیاں لینے آتے تھے۔ ان کو دے دیا جاتا۔

تو میں نے زیادہ تو لنگر خانوں میں کام نہیں کیا لیکن جیسے کہ میں نے کہا ہے لنگر خانے سے متعلق یہ بات تھی کہ پرچیاں لکھی جائیں اور یہاں پر آ کر میں نے جو ایک دو دفعہ ڈیوٹی دی ہے۔ اس میں میرا زیادہ تر کام یہی تھا کہ آٹا گوندھا ہوا دیکھا جائے۔ اور یہ کہ سالن تو کم نہیں ہو گیا۔

سالن کے لئے عجیب بات تھی مجھے اس کا پہلے پتہ نہیں تھا۔ انہوں نے نسخے بنا کر رکھے ہوئے ہیں کہ پانی میں دال ڈال دو اور یہ ایک نسخہ جو ہے اس میں مصالحے کا ڈال دو۔ یعنی مصالحہ کم ہو نہ زیادہ اور اگر ویسے ہی ڈالا جائے جیسے گھروں میں پکایا جاتا ہے تو کبھی نمک زیادہ ہو جاتا ہے کبھی مرچ زیادہ ہو جاتی ہے۔ انہوں نے پڑیاں بنائی ہوئی ہیں کہ ایک دیگ کے لئے یکساں ہوں۔ وہ مصالحہ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سالن کم ہو گیا ہے دال مونگی کی چڑھا دی۔ کوئی اور دال چڑھا دی اور فوراً اس میں مصالحہ ڈال دیا دیگ پک گئی۔ پانی ہر وقت چڑھا رہتا تھا۔ ہر وقت گرم پانی ملتا تھا۔ مجھے یاد ہے ایک دن ہمارے نواب محمد احمد خان صاحب حضرت میر داؤد صاحب کے ساتھ آپ تشریف لائے انہیں چونکہ شوگر کی بیماری تھی وہ وہاں آئے اور بے ہوش ہو کے گر گئے۔ تو مجھے تو اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ کہنے لگے جلدی سے چینی لاؤ۔ چینی لاؤ۔ تو ہم چینی لے آئے۔ یہ ان کے منہ میں ڈالی گئی۔ جب چینی ان کے منہ میں ڈالی اور انہوں نے کھائی تو وہ ٹھیک ہو گئے۔ اٹھ کے چلے گئے۔

تو گویا لنگر کا کام ایک تو 24 گھنٹوں کا کام ہے دوسرے بہت دیکھ بھال کا کام ہے۔ بڑی احتیاط کرنی پڑتی ہے اور یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ پورے انتظام کے ساتھ روٹیاں تقسیم کی جائیں۔ میں بس اتنا ہی کہہ سکتا ہوں۔ میں نے زیادہ کام تو نہیں کیا لیکن بہرحال جتنا کیا ہے وہ میری یادوں میں محفوظ ہے۔

ایک ذرا تھوڑا سا جس میں کہتے ہیں مزاح جو ہے یعنی لائف کا نمک ہے یہ بھی وہ میں بتاؤں۔ قادیان میں ہمارے گھر سے بالکل قریب ایک لنگر خانہ تھا۔ اور وہاں مولوی ارجمند خان صاحب انچارج ہوتے تھے۔ اور کہا یہ جاتا ہے کہ جب انکا کوئی دوست آتا ہے تو وہ دور سے آواز لگاتے دیکھو اس کو اوپر اوپر سے پانی دے دو۔ لوگ سمجھ جاتے تھے کہ یہ گھی ڈلوا رہے ہیں۔ اوپر تو گھی ہوتا ہے۔ مزاح کی بات چلی تھی کہ اگر ایسے معاملات میں ایسے انتظامات میں تھوڑا سا مزاح نہ ہو تو وہ انسان کو بور کر دیتا ہے تو یہ بات ہوتی تھی کہ وہ کہتے اوپر اوپر سے دے دو۔ دیکھو فلاں شخص آیا ہے۔ اسے اوپر اوپر سے ڈال دو اور لوگ ہنستے تھے کہ اوپر اوپر سے ڈالنے کا مطلب یہ ہے کہ گھی دے دو اس کو۔ ورنہ ان کا مطلب لوگ یہ سمجھتے تھے کہ پانی دے رہے ہیں اوپر پانی نہیں ہوتا اوپر گھی ہوتا ہے۔ تو اس طرح کی مزاح کی باتیں بھی ہوتی ہیں۔

ایک دن میں اور میرے تایازاد بھائی روٹیاں لا رہے تھے۔ روٹیاں جو ہاتھ پر رکھی ہوئی تھیں کندھے پر اٹھائی ہوئی تھیں تو ان دنوں تو عجب طرح کی تندور کی روٹی ہوتی تھی اور راستے ہی میں لوگ کھا جاتے تھے روٹی۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے اٹھائی ہوئی ہے ساتھ ساتھ چل رہا ہوں اور پیچھے سے ایک آدمی آیا اس نے ایک روٹی اٹھائی اور کھانی شروع کر دی۔ اس نے اس بات کا انتظار نہیں کیا کہ یہ واپس لے لے۔ کیونکہ وہ کھانی شروع نہ کرتا تو کہتے لاؤ روٹی۔ رکھو واپس۔ اس نے کھانی شروع کر دی۔ واپس نہیں لی جا سکی۔ ان روٹیوں کا اتنا مزا آتا تھا۔ پھر ایک اور چیز جو بڑی مزیدار ہوتی تھی کہ بڑے بڑے آلو بڑے بڑے شلجم یہ بغیر چھلکا اتارے پکاتے تھے۔ اور میں ابھی تھوڑے دن ہوئے گھر میں کھانا کھا رہا تھا تو میں نے کہا کہ وہ آلو جن کے اوپر چھلکا ہے وہ مجھے دیں۔ کیونکہ مجھے قادیان کی یاد آ رہی تھی کہ قادیان میں بڑا آلو لے لیا۔ چھلکا اس کے اوپر اور چھلکے کو اتارا اور پھر کھایا۔ ان کا مزا ہی کچھ عجیب تھا۔ تھوڑے دن ہوئے یہی بات کر رہا تھا کہ مجھے ایسے آلو دے دو۔ بات دراصل یہ ہے کہ جلسہ اور جلسے کے تمام انتظامات کی یادیں ایسی ہیں کہ بھول نہیں سکتیں۔ اور میں تو انہیں جہاں بھی ہوتا ہوں کہتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ انہیں اپنی زندگی کا ایک حصہ بنا لوں۔

OOO

بقیہ صفحہ 19

قبل مہمانوں کی خدمت کے لئے وجود میں آیا۔ پھر ایک سے دو ہوئے۔ ایک اور ربوہ میں قائم ہوا۔ جلسہ کے ایام میں اس میں ایسی وسعت پیدا ہو جاتی کہ لاکھوں مہمانوں کی تواضع اپنے ذمہ لے لیتا۔ پھر ایک دور آیا۔ پابندیوں اور جکڑبندیوں کا دور۔ مگر یہ جذبہ مہمان نوازی کو دبا نہ سکا۔ بلکہ معاملہ کچھ ایسا ہوا گویا "رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور" ایک لنگر خانہ پر زد پڑی تو دنیا کے طول و عرض میں لنگر خانے جاری ہو گئے۔ انگلستان میں بھی' جرمنی میں بھی' ہندوستان میں بھی' امریکہ میں بھی اور کینیڈا میں بھی' کینیڈا کا لنگر خانہ کئی لحاظ سے سبقت لے گیا۔ افتتاح کے پہلے روز اس نے بڑے قرینے سے چھوٹے چھوٹے ڈبوں میں بند دوستوں میں مٹھائی تقسیم کی۔ لڈو بھی تھے اور برفی بھی۔ اور کینیڈا میں لڈو اور برفی کھانے کا کچھ اور ہی مزہ ہے۔ تقریب سے دوست نکل کر ایک اور بڑے ہال نما خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ لمبی لمبی قطاریں لگ گئیں۔ کینیڈین جماعت نے اپنے محبت بھرے دل پیش کر دیئے۔ اور خیموں نے اپنے دروازے کھول دیئے۔ ہر کوئی باری باری اندر داخل ہونے لگا۔ خدام ہر مہمان کو ایک ٹرے دو پلیٹیں' چمچے اور کانٹے پیش کرتے ہیں۔ آگے جماعت کینیڈا کی مہمان نوازی کا بڑا خوشکن مظاہرہ۔ دو قسم کے پلاؤ۔ آلو گوشت تو سبھی کو مرغوب ہے۔ نان بھی موجود' مگر یہی کافی نہیں سمجھا گیا۔ آگے آئیں تو تین قسم کی سلاد سجی ہوئی نظر آتی ہے۔ مگر میزبان کام و دہن کی مزید تواضع کرنا چاہتے ہیں۔ دروازے پر آپ کو آئس کریم کے کپ ملیں گے۔ سردی میں آئس کریم کچھ اور ہی لطف دیتی ہے مگر آپ تو گرم گرم چائے پینا پسند کریں گے۔ سو وہ بھی حاضر۔ بہت گرم' اور بہت لذیذ' یہ تھا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا لنگر خانہ جو کینیڈا کے ایک خوبصورت شہر میں تین روز تک جاری رہا۔ یہ تھا مہمان نوازی کا مظاہرہ جو ٹورانٹو کی جماعت نے کیا۔ کتنی حلاوت تھی اس کھانے میں اور کتنی محبت کی شیرینی!"

(ایک آواز دنیا کے کناروں تک" ص 120)

OOO

چوہدری محمد صدیق لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ

حسین یادیں

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں احسان ہے کہ اس نے اپنے فضل سے خاکسار کے ناناجان حضرت مولوی محمد وزیر الدین (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے) یکے از خصوصی احباب اور حضرت والدہ محترمہ چراغ بی بی صاحبہ کو حضرت بانی سلسلہ کے ابتدائے دعویٰ میں ہی قبولیت کی توفیق اور شرف عطا فرمایا۔ اور والدہ محترمہ نے ہماری تعلیم و تربیت ایسے بہتر انداز میں فرمائی کہ اس کی بدولت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لئے زندگی وقف کرنے کی توفیق پائی اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وقف کو شرف قبولیت عطا فرمایا اور اب تک خدمت سلسلہ کی توفیق اور مواقع عطا فرماتا چلا آرہا ہے۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ خاکسار کو حضرت امام جماعت الثانی (ہماری دلی دعائیں ان کے لئے) حضرت امام جماعت الثالث اور حضرت امام جماعت الرابع کے عہد سعادت میں خدمات سلسلہ کا موقعہ ملتا رہا اور مل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تمام ائمہ کا بے حد مشفقانہ سلوک نصیب ہوتا رہا۔

فرمان الٰہی (اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تذکرہ کرو) کے تحت ذیل میں اپنے حالیہ سفر لندن کے اثناء میں چند حسین یادیں پیش کر رہا ہوں۔

الف۔ امسال جولائی 1997ء جماعت احمدیہ کے عالمی جلسہ سالانہ میں شمولیت کی توفیق پائی۔ جس وقت خاکسار لندن پہنچا۔ مغرب کا وقت قریب تھا بیت الفضل لندن میں کچھ دیر حضرت صاحب کی انتظار میں گزرا۔ حضرت صاحب عبادت کے لئے تشریف لائے۔ عبادت کے بعد حضرت صاحب واپس تشریف لے جانے لگے تو خاکسار پر نظر پڑتے ہی از خود مصافحہ و معانقہ کا شرف عطا فرمایا اور خیریت دریافت فرمائی حضرت صاحب کا یہ مشفقانہ سلوک تمام حاضرین نے بھی محسوس کیا کیونکہ انتظامیہ کی طرف سے یہ ہدایت تھی کہ کوئی شخص بھی بیت الذکر میں مصافحہ کی کوشش نہ کرے۔ لیکن یہاں تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل تھا کہ حضرت صاحب نے از خود مصافحہ و معانقہ کا شرف عطا فرمایا حضرت صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد بیت الذکر میں موجود بہت سے احباب نے بھی خاکسار کی اس خوش نصیبی پر مبارک باد دی۔ اللہ تعالیٰ احسن جزا دے۔

(ب) جلسہ سالانہ کے دوران عالمی بیعت کے پروگرام میں بھی حضرت صاحب ہی کی شفقت سے خاکسار کو بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نمائندگان کے ساتھ ہی جگہ ملی۔

(ج) جلسہ سالانہ کے اگلے روز انٹرنیشنل احمدیہ مجلس شوریٰ کا انعقاد تھا اس میں بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کے نمائندگان کی فہرست میں میرا نام بھی شامل تھا اور شوریٰ کی سب کمیٹی میں بھی نامزدگی ہوئی۔

(د) شوریٰ کے اختتام پر انٹرنیشنل شوریٰ کے نمائندگان کی دعوت طعام میں بھی شرکت کا موقعہ نصیب ہوا۔

(ہ) چونکہ میں نے U.K سے فارغ ہو کر اپنے چھوٹے بیٹے عزیز نصیر احمد شفیق کے پاس امریکہ کی OHIO ریاست میں جانا تھا اس لئے لندن سے روانگی سے قبل حضرت صاحب نے خاکسار کی درخواست پر ازراہ شفقت ذاتی ملاقات کا شرف عطا فرمایا اور بچوں اور خاندان کے افراد کے حالات دریافت فرماتے رہے۔ اس اثنا میں میرا دایاں ہاتھ حضرت صاحب کی میز پر تھا چونکہ میں انگوٹھی پہننے کا عادی نہیں تھا حضرت صاحب نے میرا ہاتھ خالی دیکھ کر فرمایا۔ آپ کا دایاں ہاتھ خالی کیوں ہے۔ (جماعتی) انگوٹھی کیوں نہیں پہنی۔ ابھی میں جواب نہ دے سکا تھا کہ حضرت صاحب نے فوراً ایک ڈبہ میز پر رکھ دیا جس میں چاندی کی (جماعتی) انگوٹھیاں تھیں۔ فرمایا ابھی اس میں سے لے کر پہن لو۔ میں نے عرض کیا خود ہی پہنادیں تو میری درخواست کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اپنے دست مبارک سے میرے دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہنائی اور پھر اپنے ہاتھ میں پہنی ہوئی حضرت بانی سلسلہ والی انگوٹھی کے نگ پر میری انگوٹھی کے نگ کو رگڑ کر دعاؤں کے ساتھ متبرک بنایا۔ (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں)

این سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

(و) ملاقات کے اختتام پر ایک عمدہ قلم بھی عطا فرمایا اور اپنے ساتھ کھڑا کر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر فوٹو بنوایا۔ جو کہ مکرم و محترم برادرم نسیم سیفی صاحب مدیر الفضل کے ارشاد کی تعمیل میں اشاعت کے لئے ان کے سپرد کر دیا ہے۔

بالآخر یہ بات واضح رہے کہ حضرت صاحب کی طرف سے یہ سب نوازشات خاکسار کی کسی ذاتی خوبی کی بناء پر نہ ہوئیں بلکہ محض خدا تعالیٰ کے فضل کے نتیجہ میں حضرت صاحب نے اس عاجز پر بے حد مشفقانہ اور فیاضانہ سلوک فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہمارے بے حد مشفق اور مہربان آقا کی عمر اور تمام قویٰ میں بے حد برکت دے۔ اپنی تائید مدام ہر گام شامل حال رکھے اور احمدیت کی ترقی کے زیادہ سے زیادہ ایام ہم سب کو دکھائے' میری آل اولاد کو بھی ہمیشہ اپنے فضلوں کے ساتھ نوازتا رہے۔ سب کو ہمیشہ نظام امامت سے وابستہ رکھے اور حضرت بانی سلسلہ کے دلی محبوں کے گروہ میں شامل فرمائے اور نفوس و علوم میں بے حد برکت دے اور اپنی معرفت کا کمال درجہ عطا فرمائے اور میرا بھی اپنے فضل سے انجام بخیر فرمائے اور خدمت سلسلہ میں ہی عمر تمام ہو۔ آمین

ooo

خدا کرے کہ ہر دن پہلے سے بڑھ کر خدا کے فضل اور رحمتوں کو اپنے ساتھ لائے

عبد العظیم جنجوعہ قائد و ممبران عاملہ و اراکین حلقہ گلگشت کالونی ملتان

خان ڈیزل لیبارٹری

بالمقابل جی ٹی ایس اڈا
سٹیزن سکوائر ڈیرہ اڈہ
ملتان
پروپرائیٹر: ثمر احمد خان
فون: 547406

النصر آٹوز

سپشلسٹ:
انڈیکیٹر، چین گراری سیٹ و
دیگر تمام پرزہ جات برائے ہنڈا، یاماہا
سوزوکی، کاواساکی، موٹر سائیکل
تھوک و پرچون حاصل کریں

$\frac{2084}{3}$ قصر القریش
حسین آگاہی روڈ
ملتان

شیخ الیکٹرک سٹور

ریلوے روڈ
ڈنیاپور
فون 2771 - 06518

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد انور گورنمنٹ وائرنگ کنٹریکٹر لائسنس M 1159
ریلوے روڈ ڈنیاپور

ہر قسم کی جاپانی گاڑیوں کے پمپ آٹو مائزر کے ماہر، فیول انجکشن ایکسپرٹ

سعید ڈیزل لیبارٹری

وہاڑی چوک جنرل بس سٹینڈ۔ ملتان پروپرائیٹر: سعید خان المانی

زرعی و سکنی جائیداد کی خرید و فروخت کا مرکز

المدد اسٹیٹ ایجنسی

رجسٹریشن نمبر 94
ریلوے روڈ۔ بلاک نمبر 1
ڈیرہ غازیخان
ڈاکٹر طیب عرفان بلوچ
منصور احمد خان

فون پاکستان آفس: 69298-0641 رہائش: 65006 -0641
" دوبئی آفس: 555026 " 65124
" 60377

جماعت احمدیہ عالمگیر پر اللہ کے فضلوں اور رحمتوں پر مبارکباد

تفہیم انکم ٹیکس لاء چیمبرز

ہیڈ آفس: لیاقت بازار نزد السرور ہوٹل
ڈیرہ غازیخان
فون آفس: 65526 - 0641
رہائش: بلاک نمبر 15 ڈیرہ غازیخان
سب آفس: راجن پور

محمد لقمان تفہیم وکیل انکم ٹیکس
فرخ لقمان تفہیم وکیل انکم ٹیکس سی اے انٹر

اعوان الیکٹرک سٹور

ڈیلرز: جی ایف سی فین
ٹی ٹیکس فین
نیشنل فین اور دیگر

AES

فریدی بازار ڈیرہ غازیخان
پروپرائیٹرز: صہیب احمد
مسعود احمد
فون رہائش: 65214-0641

پاکستان شاپنگ سنٹر

عقب پاکستان کلاتھ ہاؤس
بلاک 7 ڈیرہ غازیخان
فون دوکان 63312 -6641
رہائش 62303 - 0641

نشاط کلاتھ ہاؤس عقب صدر بازار بلاک 2
پروپرائیٹر، مرزا محمود خان ڈیرہ غازیخان

طاہر سائیکل ایجنسی

بیرون حرم گیٹ ملتان
فون: دوکان: 42704
رہائش: 221154

خان کلاتھ ہاؤس

بلاک 2
ڈیرہ غازیخان
پروپرائیٹر: سیف اللہ خان سیفی
فون رہائش
61093 -0641

اے خدا ہمیں ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جا

طاہر ہومیو کلینک اینڈ فری بلڈ بنک ★

بلاک 15 ڈیرہ غازیخان
ڈاکٹر محمد بلال ناصر ڈی ایچ ایم ایس آر ایچ ایم پی
فون کلینک: 65525 -0641

جماعت احمدیہ عالمگیر پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کا نزول احباب جماعت کو مبارک ہو

امیر جماعتہائے احمدیہ و ممبران عاملہ و اراکین جماعتہائے احمدیہ
ضلع ڈیرہ غازیخان

اے خدا! ہمیں آسمان سے نازل ہونے والے فضلوں کو جذب کرنے کی توفیق عطا فرما اور عالمی طور پر اللہ تعالیٰ کے افضال و انعامات کا نظارہ جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارک ہو

کرامت اللہ قائد و ممبران عاملہ و اراکین
قیادت شہر ڈیرہ غازیخان

پاکستان کلاتھ ہاؤس

صدر بازار ڈیرہ غازیخان
دوکان 63102-0641
پروپرائیٹر: عبد الوہاب خان فون، رہائش 65780-0641

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

ایک عالم کا آفتاب گیا
سرخرُو اور کامیاب گیا

ہجر والوں کا باوفا ساتھی
عزم کا ایک اَور باب گیا

صبر و ہمت کا ایک کوہِ گراں
وہ شجاعت کی آب و تاب گیا

باصفا، باوفا و باتدبیر
دُرِّ یکتا و لاجواب گیا

عمرہؓ کا وہ نشاں پا کر
بادشاہ، تمکنت مآب گیا

آپ بیٹھیں یہاں پہ ہم تو چلے
مثلِ ہارون اک شہاب گیا

بن کے اعجاز پا کے عمر طویل
مسکراتا ہوا حباب گیا

بن گیا عزم دردِ دل طاہر
شمس روشن ہے ماہتاب گیا

طاہر عارف

امام

وہ جانِ جاں میرے خلوت کدہ میں آ جائے
حجاب میں ہی رہے، دل میں تو سما جائے
مرے امام! مرا ہو ترا قیام و سفر
چلوں ادھر کو جدھر تیرا نقشِ پا جائے
وہ ہر گھڑی ہو قبولیتِ دعا کی گھڑی
زمیں سے جب بھی تری عرش پر دعا جائے
کرے گداز دلوں کو حرارتِ ایماں
جدھر جدھر بھی ترا شعلۂ نوا جائے
زمیں کے سارے کنارے تو چھو لئے اس نے
اب اس سے آگے کہاں تک تری صدا جائے
مجھے یقیں ہے جہاں اس پہ گامزن ہوگا
قدم قدم ترے در تک جو راستہ جائے
کسے خبر ترے ترکش میں ہے ہر ایک وہ تیر
جو تیر تیرگیٔ شب میں بے خطا جائے
چلی چلے گی جہاں تک یہ سانس کی ڈوری
دعا یہ کر کہ وہاں تک میری وفا جائے
تمام خیر جسے اک گلی سے مل جائے
پھر اُس گلی سے کہیں اور کیوں گدا جائے
ہو سعیٔ ضبط اگر کامیاب تو کیسے
لبوں کو سی لیں مگر آنکھ ڈبڈبا جائے
میں چاہتا ہوں کہ لمحاتِ زیست میں ناہید
لقائے یار کا لمحہ دوام پا جائے

عبدالمنان ناہید

نسیم سیفی — ہماری تاریخ — انصاراللہ جون 1965ء

بیرونی ممالک کے بعض نواحمدی احباب

اور ان کا قابلِ رشک اخلاص

مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مشرق وسطیٰ، یورپ اور مغربی افریقہ کے متعدد مشنوں میں قیام کرنے کا موقعہ ملا ہے۔ 1945ء میں نائیجیریا جاتے ہوئے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی ذرہ نوازی کے نتیجہ میں مجھے کوئی چار ماہ تک فلسطین رہنے کا موقعہ ملا تھا۔ اسی طرح 1950ء میں تقریباً چھ ماہ تک انگلینڈ میں رہنے کا موقعہ ملا۔ اور مغربی افریقہ میں تو سالہاسال تک خدمت دین کے میدان میں کام کرنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ میں ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کی عظیم الشان مساعی کے نتیجہ میں احمدیت قبول کرنے والے احمدی ایمان و اخلاص میں دوسروں سے نہ صرف یہ کہ کم نہیں ہیں بلکہ بہت سوں سے اس لحاظ سے آگے ہیں اور ان کے لئے ایک نمونہ ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی کہ تیرے لئے شام کے ابدال اور عرب کے نیک افراد دعائیں کرتے ہیں۔

میں نے دیکھا ہے کہ فلسطین میں جن احمدیوں کو حضرت بانی سلسلہ کو بتائی گئی خدائی خبر کے مطابق احمدیت کو قبول کرنے کی توفیق ملی ہے۔ ان کی زندگیاں ہی بدل گئی ہیں۔ دین سے اب ان کو والہانہ محبت ہے۔ اور ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا دعوت الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اور حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ساتھ جس دلی محبت کا میں نے ان لوگوں میں مشاہدہ کیا تھا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ مجھ سے اور میرے مربی ساتھیوں سے بھی وہ بے انداز محبت کرتے تھے اور اس ساری محبت کی تہ میں ان کی احمدیت سے اور دعوت الی اللہ سے محبت کارفرما تھی۔

انگلستان کے ایک پرانے احمدی ہیں ان کا نام بلال نٹل (Balal Nuttal) ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے کہ وہ ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتے ہیں جس نے سینکڑوں سال تک ایک دوسری قوم کو محکوم بنائے رکھا ہے۔ اور حبشیوں کو تو وہ انسان حال ہی میں سمجھنے لگے ہیں۔ اس سے پہلے وہ انہیں Subman یعنی انسان سے کمتر سمجھتے تھے۔ اور بار بار ان کے خون کا معائنہ کر کے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کرتے تھے کہ حبشی قوم بنی نوع انسان سے کچھ کم درجہ کی مخلوق ہے۔ بلال نٹل جب احمدی ہوئے تو انہوں نے سارے تکلفات کو برطرف کرتے ہوئے اپنے لئے جو نام انتخاب کیا وہ ایک حبشی کا نام تھا یعنی بلال۔ اللہ پاک ہے۔ احمدیت میں کتنا روحانی گہرا پن پایا جاتا ہے۔ اور یہ کس سرعت کے ساتھ دلوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ نٹل صاحب نے اس بات کو قابل فخر جانا کہ ان کا عیسائی نام ہٹا کر انہیں ایک حبشی نام دے دیا جائے۔

اس وقت دنیا کے سب سے الجھے ہوئے مسائل میں سے ایک مسئلہ رنگ و نسل کا ہے۔ اس کے متعلق حکومتوں کے قانون بے کار ثابت ہو رہے ہیں۔ لیکن احمدیت میں آکر یہ مسئلہ جڑھ سے اکھڑ جاتا ہے۔ جب میں نے ایک دفعہ نائیجیریا کی احمدیہ جماعت کے سالانہ جلسہ پر بلال نٹل صاحب کا ذکر کیا۔ اور دین سے ان کے اخلاص کا ذکر کرتے ہوئے ان کے نام پر بھی روشنی ڈالی۔ تو نائیجیرین دوستوں نے خوشی کے نعروں سے فضا میں ایک دلکش ارتعاش پیدا کر دیا۔ دین کی تعلیم کا موازنہ خصوصاً وہ نمونہ جو اس وقت دنیا کے ایک بہت بڑے مسئلہ کو حل کرنے کا باعث بن سکتا ہے بلال نٹل کی زندگی میں دیکھا جا سکتا ہے۔

عبدالرشید فاگل Voge سوئٹزرلینڈ کے ایک احمدی ہیں۔ انہوں نے نائیجیریا کے قیام کے دوران احمدیت قبول کی تھی۔ ہوا یوں کہ انہوں نے ایک دفعہ ایک لوکل اخبار میں ہماری طرف سے دینی کتب کا اشتہار پڑھا۔ یہ اشتہار پڑھتے ہی انہوں نے وہ ساری کی ساری کتب منگوا لیں۔ اور ان کتب کا کسی حد تک مطالعہ کرنے کے بعد مجھے لکھا کہ میں آپ کے مذہب کے متعلق چند ایک استفسارات کرنا چاہتا ہوں اگر آپ جواب دینے کے لئے تیار ہوں تو میں آپ کو وہ استفسارات لکھ بھیجوں۔ چنانچہ میں نے اس بات پر خوشی کا اظہار کیا اور انہیں لکھا کہ وہ ضرور سوال پوچھیں۔ اس سلسلہ میں ابھی...... ہم نے ایک دو خطوط ہی ایک دوسرے کو لکھے تھے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیعت کر لی۔ بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد انہوں نے مجھے لکھا کہ وہ لیگوس آکر (وہ اس وقت کانو میں تھے جو لیگوس سے چھ سات سو میل کے فاصلہ پر ہے) میرے ساتھ زبانی گفتگو کرنا چاہتے ہیں اور اپنی زندگی کو دینی اصولوں پر ڈھالنے کے لئے وہ ہماری اور ہماری جماعت کی زندگی کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں بھلا اس سے بڑھ کر اور کس بات سے خوشی ہو سکتی تھی۔ چنانچہ چند ہی روز کے بعد وہ لیگوس تشریف لے آئے۔ میں نے سوچا کہ آخر یہ یورپین ہیں ان کا کسی اچھے ہوٹل میں انتظام کرنا چاہئے چنانچہ ہوائی اڈے سے میں انہیں ہوٹل میں لے گیا۔ وہاں پہنچتے ہی کہنے لگے یہ مشن ہاؤس تو نہیں معلوم ہوتا۔ میں اس لئے آیا ہوں کہ ہفتہ عشرہ آپ کے پاس رہوں اور دن رات آپ سے علمی اور عملی فائدہ اٹھاؤں اور جماعت کو قریب سے دیکھوں۔ چنانچہ ہوٹل میں ٹھہرنے کی بجائے پھر وہ مشن ہاؤس میں ہی ٹھہرے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ نائیجیریا سے...... سوئٹزرلینڈ واپس تشریف لے گئے۔ اس سارے عرصہ میں دین حق سے ان کی دلچسپی بڑھتی رہی۔ چنانچہ سوئٹزرلینڈ سے انہوں نے مجھے لکھا کہ ان کی دلی خواہش ہے کہ وہ دین کی خدمت کے لئے زندگی وقف کر دیں اور یہ بھی کہا کہ ان کی اہلیہ صاحبہ کے لئے بھی دعا کی جائے کہ وہ ان کے وقف کی مخالفت نہ کریں۔

یورپین نواحمدیوں کا ذکر کرتے ہوئے غالباً سب سے پہلے مجھے بشیر آرچرڈ کا ذکر کرنا چاہئے تھا وہ ایک لمبے عرصے سے وکالت تبشیر کے ماتحت دعوت الی اللہ کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ قلمی خدمات بھی ان کی نمایاں ہیں۔ ان کے بھائی عیسائی پادری ہیں خود وہ فوج میں ملازم تھے۔ جب احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی قادیان تشریف لے گئے اور وہاں سے واپسی پر حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔

میں نے ان کا ذکر سب سے پہلے اس لئے نہیں کیا (اور یہاں بھی نہایت اختصار سے کیا ہے) کیونکہ وہ ہماری جماعت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کافی سے زیادہ متعارف ہیں۔ جن حالات میں انہوں نے احمدیت قبول کی اور پھر اس کے معاً بعد جس اخلاص کا نمونہ انہوں نے دکھایا وہ ہمارے اخبارات میں متعدد بار مختلف رنگوں میں شائع ہوتا رہا ہے۔ مجھے ان سے ذاتی تعارف اس وقت حاصل ہوا جب میں دو چار روز کے لئے ان کے پاس سکاٹ لینڈ گیا۔ وہاں میں نے دیکھا کہ وہ دینی طریق زندگی کو اس قدر اپنانے کی کوشش کرتے ہیں کہ عام یورپین تو اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ چنانچہ اس وقت جو ان کی بیوی تھی وہ ان سے اکثر نالاں رہتی تھی اور میرے پاس بھی اس نے اپنے خاوند کی حد سے زیادہ دینی زندگی کی شکایت کی۔

حقیقت یہ ہے کہ ان کے اخلاص کی تو یہ حالت ہے کہ وہ اکثر پاکستانی مربیان کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے رؤیا میں جو سفید پرندے پکڑے تھے وہ کس شان سے (-) طیور ثابت ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص میں برکت ڈالے اور انہیں مزید روحوں کو آستانہ الوہیت پر سربسجود کرنے کی توفیق دے۔

مغربی افریقہ میں جو دوست سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ ان کے اخلاص کی یہ حالت ہے کہ ان پر رشک آتا ہے۔ میں نے غانا میں احمدیہ جماعت کے سالانہ جلسہ میں متعدد بار شرکت کی ہے۔ اس جلسہ کے موقعہ پر ایک نظارہ خاص طور پر دیکھنے والا ہوتا ہے۔ اور وہ ہے قربانی کا نظارہ۔ جب یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دوست دعوت الی اللہ کے لئے مالی قربانیاں پیش کریں تو مختلف علاقوں کی جماعتیں ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش کرتی ہیں۔ ان کے لوکل مربی اپنے علاقہ کے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ قربانیاں کرنے کی تلقین کرتے ہیں اور ان سے اکٹھا کیا ہوا روپیہ میز پر لا کر رکھ دیتے ہیں۔ اس کے بعد انفرادی طور پر قربانی کا وقت آتا ہے۔ تو مرد عورتیں اور بچے سب کے سب صدر صاحب کی میز کی طرف والہانہ طور پر لپکتے ہیں۔ اور پونڈ شلنگ اور پنس جو کچھ بھی وہ دے سکتے ہیں دیتے ہیں۔ یہ نظارہ نہایت ہی ایمان افروز ہوتا ہے۔

اگرچہ یہ لوگ دور دور سے کافی روپیہ خرچ کر کے جلسہ میں شمولیت کے لئے آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود دعوت الی اللہ کا جذبہ انہیں اس بات پر مجبور کرتا ہے کہ وہ مزید قربانیاں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے اور ان کے اس ایمانی مظاہرہ کو ازدیاد اخلاص کا باعث بنائے۔

1955ء میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی بغرض علاج یورپ تشریف لے گئے تو نائیجیریا کی جماعت نے فیصلہ کیا کہ انہیں اپنا ایک نمائندہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی عیادت کے لئے یورپ بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ اس کام کے لئے وہاں کے ایک نہایت مخلص دوست مسٹر اے جی کوکو (Mr.A.G.Kuku) کا انتخاب ہوا اور وہ حضرت امام الثانی کی عیادت کے لئے یورپ تشریف لے گئے حضرت امام الثانی کی موجودگی میں جو اخلاص کا نمونہ مسٹر کوکو نے دکھایا۔ اس سے حضرت صاحب اتنے متاثر تھے کہ واپسی پر حضرت صاحب نے اپنے خطاب میں ان کا ذکر فرمایا اور اس پر نہایت خوشی کا اظہار فرمایا کہ مغربی افریقہ میں ایسے مخلص اور دین کے فدائی موجود ہیں۔

سیرالیون کے ایک دوست چیف کمانڈا (Chief Kamanda) جب تک سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہوئے تھے۔ ان کی یہ حالت تھی کہ نہ صرف یہ کہ وہ سلسلہ کا ذکر تک سننا پسند نہ کرتے تھے۔ بلکہ ایک دفعہ ایک نہر کے کنارے کھڑے ہو کر انہوں نے ہمارے ایک مربی کو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ:۔

"اگر اس نہر کا پانی الٹا بہنا شروع ہو جائے (جو ناممکنات میں سے ہے)۔ تب بھی میں سلسلہ احمدیہ میں ہرگز داخل نہ ہوں گا۔"

لیکن جب وہ سلسلہ میں داخل ہو گئے تو احمدیت سے ان کے اخلاص کی یہ حالت ہو گئی کہ ایک دفعہ جب وہاں کے عیسائی مطبع نے ہمارا اخبار چھاپنے سے انکار کر دیا تو چیف کمانڈا صاحب نے نہایت غیرت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں عیسائی پریس میں اپنا اخبار چھپوانا ہی نہیں چاہئے۔ ہمیں اپنا پریس لگوا لینا چاہئے تاکہ ہم اپنا اخبار بھی حسب منشاء چھاپ سکیں۔ اور دعوت الی اللہ کے لئے دوسرا لٹریچر بھی تیار کر سکیں۔ چنانچہ انہوں نے اس سلسلہ میں ایک ہزار پونڈ بلا تاخیر مشن کو چندہ کے طور پر دیا۔ اس کام میں التوا مناسب نہیں۔ ان کی اس حالت کا اس پہلی حالت سے مقابلہ کر کے دیکھئے کہ کہاں وہ کہتے تھے کہ اگر نہر کا پانی الٹا بہنا شروع ہو جائے تو پھر بھی وہ سلسلہ میں داخل نہ ہوں گے۔ اور کہاں یہ کہ سلسلہ میں داخل ہوئے تو احمدیت کی خدمت کے لئے ہر بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے احمدیت کے لئے ان کے دل میں غیر معمولی غیرت پیدا کر دی۔

حقیقت یہ ہے کہ مخلصین کی ایک لمبی فہرست ہے۔ اور اس سے تعلق رکھنے والے واقعات نہایت ایمان افزا ہیں لیکن اس مختصر سے مضمون میں انہیں چند ایک مثالوں پر اکتفا کرتا ہوں اللہ

باقی صفحہ 55 پر

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب

حضرت صاحبزادہ صاحب کا وصال

ربوہ: 10۔ دسمبر 1997ء۔ احباب جماعت کو نہایت دکھ اور افسوس کے ساتھ خبر دی جاتی ہے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے قدیمی خادم خاندان حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درخشندہ گوہر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے ناظر اعلیٰ اور امیر مقامی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب آج دن کے قریباً گیارہ بجے فضل عمر ہسپتال میں انتقال فرما گئے۔ آپ کی عمر 86 سال تھی۔ آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے صاحبزادے تھے۔

آپ کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں سب سے لمبا عرصہ بطور ناظر اعلیٰ اور بطور امیر مقامی اور بطور صدر مجلس مشاورت نہایت اہم اور تاریخی خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ آپ 1971ء میں ناظر اعلیٰ کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے اور تادم وفات قریباً 26 برس اس عہدہ پر فائز رہے۔ اسی طرح آپ کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث اور امام جماعت احمدیہ الرابع کے دور امامت میں 45 مرتبہ امیر مقامی بننے کی سعادت حاصل اور حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے 1984ء میں لندن تشریف لے جانے کے بعد آپ مستقل طور پر قریباً 13 سال سے امیر مقامی کے عہدہ پر فائزہ رہے۔ (اس عرصہ میں سوائے اس کے کہ آپ چند یوم کے لئے ربوہ سے باہر گئے یا جب لندن تشریف لے گئے دیگر بزرگان سلسلہ امیر مقامی رہے)۔ اس طرح سے آپ کے امیر مقامی ہونے کا عرصہ مجموعی طور پر 13 سال سے زائد بنتا ہے۔

مجلس مشاورت کی صدارت کا اعزاز بھی حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے لندن تشریف لے جانے کے بعد 1985ء سے 1996ء تک (سوائے 1992ء کے جب آپ بیمار تھے) آپ کے پاس رہا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب نے 1962ء میں بطور نائب ناظر امور عامہ خدمات سلسلہ کا آغاز کیا اور آپ ناظر امور عامہ' ناظر زراعت' ناظر ضیافت اور 1984ء کے بعد سے صدر صدر انجمن احمدیہ کے عہدے پر فائز رہے۔ حضرت میاں صاحب 1964ء میں ناظر امور عامہ بنے 1969ء میں ناظر امور خارجہ بھی ہوئے۔ اور 1971ء میں آپ ناظر اعلیٰ کے عہدے پر فائز ہوئے ساتھ ہی آپ ناظر زراعت بھی تھے۔ 1983ء سے ناظر ضیافت کے عہدے پر بھی آپ کا تقرر ہوا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کو ذیلی تنظیموں مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ میں بھی اہم ترین مناصب پر خدمات کا موقع ملا۔ اسی طرح جلسہ سالانہ کے انتظامات میں آپ نائب افسر جلسہ سالانہ کئی سال خدمات بجالاتے رہے۔

آپ کی شادی محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی سے ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے تین بیٹوں اور دو بیٹیوں سے نوازا آپ کی صاحبزادی محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب اس وقت صدر لجنہ اماء اللہ پاکستان ہیں اور آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر تعلیم ہیں۔ آپ کی اولاد کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

محترمہ صاحبزادی امتہ الروؤف صاحبہ بیگم محترم میر مسعود احمد صاحب' محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب' محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب' محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب اور محترم صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب ناظر تعلیم۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب طویل عرصہ سے دل کے عارضہ میں مبتلا تھے لیکن بار بار خلاف توقع آپ کو عمر عطا کی جاتی رہی۔ چند دن قبل طبیعت خراب ہونے پر آپ کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ جہاں آپ کی طبیعت قدرے سنبھل گئی۔ لیکن 10 دسمبر کو اچانک دل میں شدید کمزوری ہوئی اور آپ اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کریں۔ مولا کریم اپنے خاص فضل اور رحم سے حضرت میاں صاحب کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور آپ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین

(حالات زندگی - خدمات دین)

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب 13 مارچ 1911ء کو قادیان میں پیدا ہوئے۔ آپ حضرت مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت بو زینب صاحبہ بنت حضرت نواب محمد علی خان کے صاحبزادے تھے۔ آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دوسرے پوتے تھے۔ آپ کے والد گرامی حضرت مرزا شریف احمد صاحب حضرت بانی سلسلہ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔

حضرت مرزا منصور احمد صاحب نے ابتدائی تعلیم قادیان کے سکول میں حاصل کی۔ حضرت بھائی عبد الرحیم صاحب قادیانی رفیق حضرت بانی سلسلہ دینیات کے لئے آپ کے ٹیوٹر تھے۔

بعد ازاں آپ لاہور میں کالج میں زیر تعلیم رہے۔ اس دوران احمدیہ ہوسٹل میں آپ نے رہائش رکھی۔ تعلیم مکمل کر کے آپ قادیان واپس آگئے۔

بچپن سے ہی آپ کو شکار کا بہت شوق تھا۔ اس کے علاوہ آپ اچھے اتھلیٹ تھے۔ ورزش اور کسرت بھی آپ کے مشاغل میں شامل تھے۔ محترم میر مسعود احمد صاحب نے بتایا کہ میاں منصور احمد صاحب نے ایک بار مجھے بتایا کہ شملے میں حضرت نواب محمد علی خان کی رہائش گاہ میں 5۔6 میل کا ایک راؤنڈ تھا میں دوڑتے ہوئے اس کا چکر لگایا کرتا تھا۔ آپ فٹ بال اور والی بال کے کھلاڑی تھے۔ باکسنگ بھی کھیلتے رہے۔

قادیان میں سپورٹس یونین کلب کا قیام عمل میں آیا تو حضرت میاں منصور احمد صاحب اس کے صدر تھے۔

نومبر 1926ء میں احمدی بچوں اور نوجوانوں کی تربیت کے لئے ایک انجمن قائم ہوئی اس کا نام انجمن انصار اللہ رکھا گیا۔ اس کے ارکان زیادہ تر طالب علم تھے۔ حضرت مرزا منصور احمد صاحب کو ہائی سکول کے لئے اس انجمن کا نمائندہ مقرر کیا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 ص 552)

1934ء میں جب لائل پور (فیصل آباد) کی بیت الذکر کا افتتاح عمل میں آیا تو حضرت امام جماعت الثانی افتتاح کے لئے تشریف لے گئے۔ اس وفد میں حضرت میاں منصور احمد صاحب بھی شامل تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد 7 ص 172)

2 جولائی 1934ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے آپ کے نکاح کا اعلان فرمایا۔ آپؓ کا نکاح اور حضرت مرزا ناصر احمد صاحب امام جماعت الثالث کا نکاح ایک ہی وقت میں پڑھا گیا۔ (تاریخ احمدیت جلد 7 ص 190)

آپ کا نکاح حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کی صاحبزادی محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ اس طرح سے آپ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے داماد بن گئے۔ اگلے ماہ 26۔ اگست 1934ء کو شادی ہوئی۔ (تاریخ احمدیت جلد 7 ص 300)

جلسہ جوبلی 1939ء کے موقع پر آپ کو دو خدمات کا موقعہ ملا۔ ایک تو لوائے احمدیت اور لوائے خدام الاحمدیہ کی حفاظت کے لئے ڈیوٹی دینے کی (تاریخ احمدیت جلد 8 ص 464) اور دوسری خدمت آپ نے یہ انجام دی کہ بجلی کے کام میں آپ نے جو مہارت حاصل کی تھی اس کی بناء پر منارة ..... کو بجلی کے خوش رنگ قمقموں سے سجا دیا۔

آپ کی ایک مالی قربانی کا ذکر 1938ء میں ملتا ہے جب آپ نے (دعوت الی اللہ) مقامی کی توسیع میں باقاعدگی سے مالی معاونت کرنے والوں میں شمولیت کی۔ یہ مہم حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کی زیر نگرانی شروع کی گئی تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد 8 ص 504)

1944ء میں آپ کو ایک اور سعادت میسر آئی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی ہوشیار پور تشریف لے گئے جہاں جلسہ ہوا۔ اس کے بعد چلہ کشی بابت حضرت امام جماعت الثانی کے مبارک کمرہ میں حضرت صاحب تشریف لے گئے اور ایک اجتماعی دعا ہوئی۔ اس میں حضرت مرزا منصور احمد صاحب بھی شامل تھے۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 ص 590)

جلسہ سالانہ کے نظام میں آپ کو خدمات انجام دینے کا موقع ملا چنانچہ 1944ء کے جلسہ میں بطور ناظم لنگر آپ نے خدمات انجام دیں۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 ص 211)

اسی سال آپ کشمیر کے دورہ پر تشریف لے گئے اور کشمیر کی جماعتوں کے سالانہ جلسے کا افتتاح آپ نے فرمایا۔ (تاریخ احمدیت جلد 9 ص 228)

1946ء میں آپ انگلستان تشریف لے گئے۔ آپ کے والد محترم حضرت مرزا شریف احمد صاحب نے ایک صنعتی کمپنی قائم کی تھی۔ جس کا نام پریسیژن مینوفیکچرنگ کمپنی تھا۔ اس کمپنی کی طرف سے ٹیکنیکل ٹریننگ اور ولایت کی فیکٹریوں میں صنعتی تجربہ حاصل کرنے کے لئے آپ 19۔ اپریل 1946ء کو انگلستان تشریف لے گئے۔ اور مطلوبہ ٹریننگ حاصل کرنے کے بعد 28۔ اکتوبر 1946ء کو واپس تشریف لائے۔ اس کارخانہ کی بنیاد حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے جون 1946ء میں رکھی تھی۔ (تاریخ احمدیت جلد 10 ص 620)

تقسیم ملک کے دوران آپ کو بہت حساس ہنگامی خدمات بجالانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تقسیم ملک کے وقت قادیان سے جو پہلا قافلہ نقل مکانی کر کے لاہور (پاکستان) آیا' جس میں حضرت اماں جان اور خاندان حضرت بانی سلسلہ کی دیگر خواتین مبارکہ شامل تھیں' اس قافلہ کی ہمراہی کی آپ کو بھی سعادت حاصل ہوئی۔

تاریخ احمدیت جلد 11 ص 20 پر درج ہے کہ رتن باغ لاہور میں حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے ارشاد پر کارکنان صدر انجمن احمدیہ کی روزانہ بوقت صبح ورزش جسمانی کا انتظام کیا گیا۔ اس کام کی نگرانی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے سپرد کی گئی۔

خدمات دین کا دور آپ کی زندگی کا نیا اور اہم ترین دور تھا جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے آپ کو دین کی خدمت پر مقرر فرمایا۔ یہ گویا آپ کی زندگی کا ایک نیا دور تھا جس میں وقت نے ثابت کیا کہ آپ کو غیر معمولی تاریخ ساز خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔

16 جون 1962ء کو آپ کی پہلی تقرری بطور نائب ناظر امور عامہ ہوئی۔ 8-7-1962 کو آپ کو قائم مقام ناظر امور خارجہ بھی بنا دیا گیا۔ قائم مقامی کی یہ تقرری اس سال کے آخر تک جاری رہی۔ یکم مئی 1964ء سے آپ کو

ناظر امور عامہ کے عہدے پر فائز کیا گیا۔ اور 1969ء میں آپ کے سپرد ناظر امور خارجہ کا عہدہ بھی ہو گیا۔

یکم مئی 1971ء کو حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث نے آپ کی غیر معمولی صلاحیتیں بھانپ کر آپ کو صدر انجمن احمدیہ کے اعلیٰ ترین عہدے ناظر اعلیٰ پر فائز فرمایا اور آپ کی خدمات دین کا ایک غیر معمولی اور تاریخی دور شروع ہوا۔ آپ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس عہدے پر اپنی وفات تک فائز رہے یہ عہدہ آپ کے پاس ساڑھے 26 سال رہا۔ جماعت احمدیہ کی تاریخ میں ناظر اعلیٰ کے عہدے پر فائز رہنے کا یہ سب سے بڑا عرصہ ہے۔ اس دوران ناظر زراعت اور 1983ء میں آپ کے سپرد ناظر ضیافت کا کام بھی رہا۔ 1984ء میں حضرت مولانا محمد دین صاحب کی وفات کے بعد ایک اور وقیع عہدہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے آپ کے سپرد فرمایا یعنی "صدر" صدر انجمن احمدیہ کا عہدہ۔ تاوفات آپ اس عہدے پر بھی فائز رہے۔ اس طرح صدر صدر انجمن احمدیہ کا عہدہ 14 سال آپ کے سپرد رہا۔

1984ء میں جب خدائی تقدیر کے تحت حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کو لندن نقل مکانی کرنا پڑی تو پاکستان کے پر آشوب دور میں ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے ساتھ امیر مقامی ربوہ کی گراں قدر ذمہ داری بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی۔ اور اس کے بعد سوائے اس کے کہ آپ کبھی ایک دو دن کے لئے ربوہ سے باہر گئے۔ یا جلسہ سالانہ لندن تشریف لے جاتے رہے' تیرہ سال کے طویل عرصہ میں امیر مقامی ہونے کا اعزاز آپ ہی کے سپرد رہا۔ اس طرح سے آپ کو جماعت احمدیہ کی تاریخ میں طویل ترین عرصہ کے لئے امیر مقامی ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔

حضرت صاحب کے لندن تشریف لے جانے کے بعد آپ کی کٹھن ذمہ داریوں میں جو ایک اور اہم اور تاریخی اضافہ ہوا وہ مجلس مشاورت کی صدارت کا اعزاز آپ کے سپرد ہونا ہے۔ 1985ء سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی غیر موجودگی میں آپ 1996ء تک صدر مجلس مشاورت کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے ایک سال 1992ء میں جب آپ کی طبیعت ناساز تھی آپ کی بجائے حضرت مرزا عبدالحق صاحب اور 1997ء میں بھی آپ کی خرابی صحت کی وجہ سے محترم چوہدری حمید اللہ صاحب کو یہ اعزاز عطا ہوا۔ اس طویل عرصہ کے لئے مجلس مشاورت کی صدارت کا اعزاز بھی آپ کا ایک غیر معمولی اور منفرد اعزاز ہے جو آپ کو حاصل ہوتا رہا۔

حضرت میاں منصور احمد صاحب مجلس مشاورت میں عموماً کم بولتے تھے۔ مگر جہاں بھی ضرورت دیکھتے فوراً دخل دیا کرتے اور ہر مقرر محتاط ہوتا کہ وہ منہ سے کوئی غیر ضروری بات نہ نکالے۔ آپ کی گہری فراست اور غیر معمولی ذہانت کا اس دوران بار بار اظہار ہوتا رہا۔

انصار اللہ میں خدمات حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں 1956ء اور 1957ء میں قائد تربیت کے طور پر اور 1958ء سے 1969ء تک قائد صحت جسمانی وذہانت کے عہدوں پر خدمات بجالانے کی سعادت ملی اس طرح سے آپ 13 سال تک انصار اللہ مرکزیہ کے قائد رہے۔

خدام الاحمدیہ میں خدمات خدام الاحمدیہ میں آپ کی خدمات کا آغاز 41-1940 سے ہوا جب آپ کو نائب صدر بنایا گیا۔ اس کے ساتھ مہتمم صحت جسمانی کی ذمہ داری بھی آپ کے سپرد رہی دو سال یہ سلسلہ جاری رہا۔ 43-1942ء میں نائب صدارت کے ساتھ آپ کو مہتمم عمومی کا عہدہ بھی دیا گیا۔ یہ عہدہ بھی دو سال آپ کے سپرد رہا۔ اس طرح سے آپ چار سال تک مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نائب صدر رہے۔ اس کے بعد ایک سال 45-1944 میں آپ کے سپرد مہتمم صحت جسمانی کی ذمہ داری رہی۔

جلسہ سالانہ پر خدمات حضرت صاحبزادہ صاحب کے بارے میں 1960ء کی رپورٹ مجلس مشاورت میں ذکر ہے کہ عرصہ 20 سال سے آپ جلسہ سالانہ کے انتظامات کی خدمات بجالا رہے ہیں۔ 60-1959 کے موقع پر آپ نائب افسر جلسہ سالانہ تھے۔ اس کے علاوہ آپ کو ناظم لنگر خانہ کی حیثیت سے بھی ڈیوٹی دینے کا موقع ملا۔ بعد ازاں 1971ء میں ناظر اعلیٰ بننے کے بعد تو عمومی خدمات ہر لحاظ سے آپ کی ذمہ داری بن گئیں۔

امیر مقامی کی خدمات امیر مقامی کے عہدہ جلیلہ پر آپ کی تاریخ ساز خدمات کا ایک پہلو تو وہ تھا جو حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے لندن جانے کے بعد شروع ہوا۔ لیکن اس سے پہلے حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے وقت سے جب بھی امام جماعت ربوہ سے باہر جاتے تو امیر مقامی کی اول ذمہ داری آپ ہی کے سپرد ہوتی۔ اگر آپ بھی ربوہ سے باہر ہوتے تو پھر کسی اور بزرگ کا تقرر ہوتا۔

سب سے پہلے آپ امیر مقامی تین سے چھ جون 1967ء کو بنے تھے۔ اس وقت ابھی آپ ناظر اعلیٰ نہ تھے۔ ناظر اعلیٰ بننے سے پہلے نو مرتبہ آپ امیر مقامی بنے۔ ان میں سے 1967ء میں ایک بار یہ عرصہ ایک ماہ اور اٹھارہ دن کا اور 1970ء میں دو ماہ اور چار دن اور اسی سال مزید ایک ماہ اور تین دن کے لئے تھا۔ یہ وہ عرصے ہوتے تھے جب حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث بیرون ممالک کے دورہ پر تشریف لے جاتے رہے۔

1971ء میں آپ کے ناظر اعلیٰ بننے کے بعد تو گویا یہ سلسلہ مستقل ہو گیا اور ائمہ جماعت کے بیرون ملک دوروں پر جانے کی صورت میں کئی کئی ماہ آپ کو امیر مقامی رہنے کی سعادت ملی۔ مجموعی طور پر 45 بار آپ کو امیر مقامی بنایا گیا۔ اس کے بعد حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے لندن تشریف لے جانے کے بعد تو آپ مستقل امیر مقامی ہو گئے۔ ابتدائی 45 بار آپ کے امیر مقامی ہونے کا عرصہ مجموعی طور پر ایک سال تین ماہ کا بنتا ہے۔ شعبہ تاریخ احمدیت شکریہ کا مستحق ہے جنہوں نے بڑی محنت سے یہ ساری تفاصیل اکٹھی کیں۔

حضرت صاحبزادہ صاحب دل کے عارضہ میں مبتلا تھے مگر آپ کو کئی بار خلاف توقع صحت حاصل ہوتی رہی۔ چند سال قبل آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا۔ آپ ہسپتال میں داخل رہے۔ دل کا دورہ اس قدر شدید تھا کہ بظاہر آپ کی جان بچنے کی کوئی صورت نہ تھی۔ طبیعت بہتر ہونے پر بھی ڈاکٹروں نے آپ کو چھ ماہ مکمل طور پر بستر پر لیٹے رہنے کی ہدایت کی۔ اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر فضل فرمایا اور آپ صحت یاب ہو کر حسب معمول اپنی اہم ترین دینی خدمات پر حاضر ہو گئے۔

1984ء کے بعد کے اعصاب شکن دور میں اور جبکہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بھی پاس موجود نہ تھے' جماعت احمدیہ کے افراد کو تسلی دلانا مشکل حالات میں فوری فیصلے کرنا اور اہم ترین مقامات پر بغیر ماتھے پر بل لائے گزر جانا یہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی جرات اور فراست ہی کا کام تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حالات تو ہمارے لئے معمولی Pin Br cks ہیں۔ یعنی جس طرح پن چبھنے پر معمولی سا احساس ہوتا ہے اور انسان پہلو بدل کر بھول بھی جاتا ہے۔ اسی طرح یہ مشکلات ہیں۔ آپ کی یہ باتیں سب ملنے والوں کو بے پناہ حوصلہ دیا کرتیں۔

کچھ ماہ سے آپ کی صحت زیادہ خراب رہنے لگی تھی۔ 4 دسمبر 1997ء کی رات کو آپ کو فضل عمر ہسپتال میں داخل کیا گیا۔ آپ کا دل بے حد کمزور ہو چکا تھا۔ اور سانس کی بھی تکلیف تھی۔ اس وقت ڈاکٹر منور بٹ صاحب اور ڈاکٹر سلطان احمد مبشر صاحب کو آپ کا معالج ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بعد ازاں محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب جو ربوہ سے باہر گئے ہوئے تھے واپس آئے تو انہوں نے سارا چارج سنبھال لیا۔

علاج معالجے سے حضرت میاں صاحب کی صحت کچھ سنبھل گئی تاہم بے حد کمزوری کا سلسلہ چل رہا تھا۔ 10 دسمبر کو صبح کے وقت دل کی شدید کمزوری کے آثار پیدا ہوئے۔ ڈاکٹروں نے بھرپور جدوجہد کی مگر مالک حقیقی کا بلاوا آچکا تھا حضرت صاحبزادہ صاحب دس دسمبر کو دس بج کر پچاس منٹ پر اپنے مولا کے حضور حاضر ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ اس جانے والی روح پر اپنی رحمت کرے اور آپ کے درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔ آمین

یہ سوال کہ عورت کو کیوں پردے کے لئے کہا گیا ہے' مرد کو کیوں نہیں کہا گیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ پردہ مرد اور عورت دونوں کے لئے برابر ہے۔ اور عورت کو چادر اوڑھ کر باہر نکلنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کی یہ وجہ نہیں کہ پردہ کا حکم صرف اسی کے لیے ہے بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ مرد کا دائرہ عمل گھر سے باہر ہے اور عورت کا اصل دائرہ عمل گھر کی چاردیواری ہے۔ پس جب عورت مرد کے اصل دائرہ عمل میں جاتی ہے وہ چادر اوڑھ لیتی ہے اور مرد چونکہ اپنے اصل دائرہ عمل میں ہوتا ہے وہ کھلا پھرتا ہے۔ اگر اس کو اپنے دائرہ عمل میں چادر اوڑھنے کا حکم دیا جاتا تو چونکہ اس کا وہاں ہر وقت کا کام ہوتا ہے اس کے لئے کام کرنا مشکل ہو جاتا۔ جس طرح اگر عورت کو اس کے دائرہ عمل یعنی گھر کی چاردیواری میں چادر اوڑھ کر کام کرنے کا حکم دیا جائے تو وہ گھبرا جائے۔ اور کام نہ کر سکے۔ اس فرق کے مقابلہ میں مرد کو یہ حکم ہے کہ وہ عورت کے دائرہ عمل میں بالکل ہی نہ جائے۔ اور اس کو آزادی سے اپنا کام کرنے دے اور اگر کسی کے گھر جائے تو پہلے اجازت لے لے لیکن عورت کو گھر سے باہر نکلنے پر مردوں سے اجازت لینے کا حکم نہیں کیونکہ مرد کے دائرہ عمل میں عورت کے بھی حقوق ہیں۔ اور وہ سڑکوں اور بازاروں سے بے تعلق نہیں لیکن عورت کے دائرہ عمل سے عام مرد کے حقوق وابستہ نہیں۔ پس عورت کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں رکھی۔ بلکہ صرف اوٹ کر لینا اور اوڑھنی سے پردہ کر لینا کافی رکھا اور عورت کے دائرہ عمل میں مرد کے بلا اجازت داخلہ کو روک دیا۔ پس پردہ میں ہتک یا غیر ہتک کا کوئی سوال نہیں بلکہ یہ مرد اور عورت کے دائرہ عمل کی الگ الگ تقسیم ہے۔ اور اس کی مخالفت صرف عادات اور رسوم کی وجہ سے ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پردہ کی وجہ سے عورتیں ترقی نہیں کر سکتیں۔ ان کی صحت خراب رہتی ہے مگر یہ بالکل غلط ہے وہ عورتیں جو بالکل بے پردہ پھرتی ہیں وہ کیا کر رہی ہیں جو پردہ کرنے والی نہیں کر سکتیں۔ جس وقت عورتیں دین حق کے احکام کے مطابق پردہ کرتی تھیں............

دراصل صحت امید اور امنگ سے قائم رہتی ہے۔ جس کسی میں امنگ ہی نہ ہو تو چاہے اسے پہاڑ کی چوٹی پر کھڑا کر دو۔ وہ نیچے ہی گرے گا۔ اور اگر امنگ اور امید ہو تو خواہ لحاف اوڑھا دو پھر بھی وہ بلند ہوتا چلا جائے گا۔ چنانچہ میری کوشش ہمیشہ یہی رہی ہے کہ عورتوں کا پردہ دین حق کے مطابق ہو۔ اور میرے زمانہ امامت میں قادیان میں بھی اور ربوہ میں بھی' تعلیم یافتہ عورتوں کی تعداد ہمیشہ غیر تعلیم یافتہ عورتوں سے زیادہ رہی ہے۔ لیکن تعلیم یافتہ مردوں کی تعداد غیر تعلیم یافتہ مردوں کے برابر کبھی نہیں ہو سکی۔ اسی طرح لجنہ کا کام بڑی خوش اسلوبی سے سر انجام دے رہی ہیں۔ مختلف گھروں میں جاتی ہیں۔ چندہ وصول کرتی ہیں۔ دوسرے لوگوں میں جوش پیدا کرتی ہیں بلکہ بعض دفعہ دوسرے شہروں میں بھی جاتی ہیں۔

پس یہ بالکل غلط ہے کہ پردہ عورتوں کی ترقی میں حائل ہے عورتیں پردہ میں رہتے ہوئے بھی ہر قسم کی ترقی کر سکتی ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عورتیں تعلیم یافتہ ہوں۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

التجائے غمِ دیرپا

رازِ بقائے زندگی کیا ہے مجھے بتا بھی دے
جینے کا ولولہ بھی دے جینے کا حوصلہ بھی دے

عرصۂ روزگار میں اُلجھا ہوا ہوں ذات سے
اے میرے ہادیٔ ازل مجھکو مرا پتا بھی دے

طور بھی ایک امتحاں، دار بھی ایک امتحاں
کب تک مگر یہ سلسلہ جلوۂ رُخ دکھا بھی دے

محفلِ ہست و بُود ہے کس کے لئے سجی ہوئی
محفلِ ہست و بُود کا سرِّ نہاں بتا بھی دے

کاسۂ شوق لے کے تو آیا ہے انکے رُوبرو
آنکھ سے التجا بھی کر دل سے انہیں صدا بھی دے

سوئی ہوئی ہے زندگی کھوئی ہوئی ہے زندگی
خواب زدہ حیات کو خوابوں سے تُو جگا بھی دے

ظلمتِ غم میں تا بہ کے کوئی رہے یوں مبتلا
تاروں بھری حیات کا رستہ کبھی دکھا بھی دے

بخشش و عفو کا چمن جس سے بہار خیز ہو
مجھ سے گناہ گار کو ایسی کوئی سزا بھی دے

محفل کائنات سے ٹوٹے بھی حلقۂ جمود
بربطِ صبح و شام کو نغمۂ دل کُشا بھی دے

قائم رہے تمام عمر دردِ وفا کا سلسلہ
ثاقبؔ خستہ حال کو وہ غمِ دیرپا بھی دے

ثاقب زیروی

خدا کے بندے

خدا کے بندے خدا کے حبیب ہوتے ہیں
خدا سے ان کے تعلق عجیب ہوتے ہیں

نفس نفس میں خدا کی صفات کے مظہر
قدم قدم پہ وہ اس کے نقیب ہوتے ہیں

سکون پاتے ہیں ان سے "مریضِ روحانی"
وہ ایسے "دردوں دکھوں کے طبیب" ہوتے ہیں

جہاں میں رہتے ہیں بیگانۂ جہاں بن کر
وہ محوِ حضرتِ ربِّ مجیب ہوتے ہیں

ملے ہے غیب سے ان کو متاعِ روحانی
نگاہِ خلق میں گو وہ غریب ہوتے ہیں

حریمِ قدس میں اونچا مقام رکھتے ہیں
خدا کی گود میں وہ خوش نصیب ہوتے ہیں

خدا ہی غیب سے دیتا ہے شادؔ انہیں سب کچھ
کہ اس کی دین کے رستے عجیب ہوتے ہیں

محمد ابراہیم شادؔ

عالمی طور پر نازل ہونے والے الفضل کے مبارک موقعہ پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارکباد

مبارک احمد ظفر امیر جماعت احمدیہ و ممبران عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ حلقہ ترگڑی (گوجرانوالہ)

نذیر احمد جنجوعہ زعیم و ممبران عاملہ و اراکین انصاراللہ ترگڑی (گوجرانوالہ)

عبدالمجید بھٹی قائد و ممبران عاملہ و اراکین خدام الاحمدیہ ترگڑی (گوجرانوالہ)

زیب النساء صدر لجنہ اماء اللہ و ممبران عاملہ و اراکین لجنہ اماء اللہ ترگڑی (گوجرانوالہ)

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں

★

قائد و ممبران عاملہ و اراکین

خدام الاحمدیہ و اراکین

اطفال الاحمدیہ راہوالی

ضلع گوجرانوالہ

جماعت احمدیہ پاکستان کو گولڈن جوبلی پاکستان مبارک ہو

صدر و ممبران عاملہ و اراکین

لجنہ اماء اللہ و اراکین

ناصرات الاحمدیہ راہوالی

ضلع گوجرانوالہ

خدمت دین میں بھر پور حصہ لے کر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی دعائیں حاصل کریں

امیر جماعت احمدیہ و ممبران عاملہ و اراکین جماعت احمدیہ

گوجرانوالہ شہر

عالمگیر کامیابیاں جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارک ہوں

چوہدری سلطان احمد امیر جماعت احمدیہ و صدران حلقہ بھڑی شاہ رحمٰن (گوجرانوالہ)

چوہدری ذوالفقار احمد قائد و ممبران عاملہ و اراکین خدام الاحمدیہ بھڑی شاہ رحمٰن ضلع گوجرانوالہ

صدر لجنہ اماء اللہ و ممبران عاملہ و اراکین و ناصرات الاحمدیہ بھڑی شاہ رحمٰن ضلع گوجرانوالہ

چوہدری رشید الدین۔ مربی سلسلہ

حضرت بانی سلسلہ کی مہمان نوازی کے دلکش واقعات

مہمان نوازی ایک عمدہ وصف اور اعلیٰ خُلق ہے۔ اس سے باہمی تعارف اور تودد حاصل ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے ہمدردی اور محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ عناد اور اجنبیت دور ہو کر باہمی اعتماد بڑھتا ہے۔ یہ باتیں انسانی تہذیب اور تمدن کی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کے ہر معاشرہ میں اسے پسندیدہ نگاہ سے دیکھا جاتا ہے مہمان نواز شخص نافع الناس وجود ہوتا ہے اس لئے ہر مذہب وملت کے لوگ اس کی عزت اور قدر کرتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی مہمان نوازی کے حسین واقعات سے پر ہے۔ حضرت صاحب نے اس خلق کو اپنے سلسلہ کی ایک بنیادی شاخ قرار دیا ہے۔ نیز فرمایا ہے کہ مجھے اس کام کے لئے مامور کیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"تیسری شاخ اس کارخانہ کی واردین اور صادرین اور حق کی تلاش کے لئے سفر کرنے والے اور دیگر اغراض متفرقہ سے آنے والے ہیں.... یہ عاجز اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لئے مامور کیا گیا ہے اور چاہتا ہے کہ صحبت میں رہنے والوں کا سلسلہ اور بھی زیادہ وسعت سے بڑھا دیا جائے اور ایسے لوگ دن رات صحبت میں رہیں کہ جو ایمان اور محبت اور یقین کے بڑھانے کے لئے شوق رکھتے ہوں اور ان پر وہ انوار ظاہر ہوں کہ جو اس عاجز پر ظاہر کئے گئے ہیں اور وہ ذوق ان کو عطا ہو جو اس عاجز کو عطا کیا گیا ہے۔ تا (دین حق) کی روشنی عام طور پر دنیا میں پھیل جائے۔

(روحانی خزائن جلد سوئم ص 14'22)

حضرت بانی سلسلہ کی مہمان نوازی کا دائرہ بڑھتا گیا اور وہ وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی۔ تاہم اس سلسلہ میں آپ کا انداز سادگی اوز بے تکلفی کا تھا۔ تکلف مہمان اور میزبان دونوں کے لئے مشکل کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے آپ بے تکلفی اور سادگی کو پسند فرماتے تھے۔ اس بارہ میں تلقین کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:۔

"چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم (اہل عملہ کو) نہ ہو اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو وہ بلا تکلف کہہ دے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم ص 79)

حضرت بانی سلسلہ جہاں مہمانوں کے لئے بے تکلف ہونا پسند فرماتے تھے وہاں میزبانوں کو بھی نصیحت کرتے رہتے تھے کہ وہ اکرام ضیف کا پوری طرح خیال رکھا کریں ایک دفعہ ایک عیسائی منشی عبد الحق صاحب قصوری تحقیق کے لئے قادیان آکر مہمان ٹھہرے۔ انہیں مخاطب کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا:۔

"آپ ہمارے مہمان ہیں اور مہمان وہی آرام پا سکتا ہے جو بے تکلف ہو پس آپ کو جس چیز کی ضرورت ہو مجھے بلا تکلف کہہ دیں۔"

پھر جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"دیکھو یہ ہمارے مہمان ہیں اور تم میں سے ہر ایک کو مناسب ہے کہ ان سے پورے اخلاق سے پیش آوے اور کوشش کرتا رہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔"

(ملفوظات جلد دوم ص 80)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی روایت ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے موثر اور دلکش انداز میں مہمان نوازی کی ترغیب دلاتے ہوئے ایک دفعہ گھر میں پرندوں کی ایک دلچسپ کہانی سنائی۔ حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں:۔

"ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت بیوی صاحبہ حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت (بانی سلسلہ) نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا... فرمایا دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب اسے کوئی بستی دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آبیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں اور تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر ان پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے اسے کچھ کھانے کو بھی دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔"

یہ قصہ بیان کر کے حضرت بانی سلسلہ نے کیا لطیف رنگ میں اکرام ضیف کی تلقین فرمائی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضرت صاحب اپنے عزیزوں اور احباب جماعت کے دلوں میں مہمانوں کے لئے کس اعلیٰ درجہ کی محبت اور ایثار پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

اپنے ہاتھ سے مہمانوں کی خدمت

حضرت صاحب اپنے ہاتھ سے مہمانوں کی خدمت کرنا پسند کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں:۔

"غالباً 1897ء یا 1898ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحب نے بیت مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی جگہ تھی۔ فرمایا کہ آپ بیٹھئے میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ سے سینی اٹھائے ہوئے میرے لئے کھانا لائے ہیں۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں۔ بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتدا اور پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہئے۔"

حضرت ڈاکٹر عبد اللہ صاحب جو انجمن حمایت اسلام کے شفاخانہ میں کام کرتے تھے حضرت بانی سلسلہ سے ملاقات کے لئے دو دن کی رخصت لے کر لاہور سے قادیان آئے۔ بٹالہ سے پیدل چل کر صبح ہی صبح قادیان پہنچے اور حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں:۔

"آپ نے فرمایا اچھا بتاؤ چائے پیو گے یا لسی۔ میں نے عرض کیا کہ کچھ بھی نہیں پیوں گا۔ آپ نے فرمایا تکلف کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمارے گھر گائے ہے جو کہ تھوڑا سا دودھ دیتی ہے۔ گھر والے چونکہ دہلی گئے ہوئے ہیں۔ اس لئے اس وقت لسی بھی موجود ہے اور چائے بھی جو چاہو پی لو۔ میں نے کہا لسی پیوں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا چلو (بیت) مبارک میں بیٹھو۔ میں (بیت) میں آکر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد بیت الفکر کا دروازہ کھلا۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب ایک کوری ہانڈی معہ کوری چینی کے جس میں لسی تھی خود اٹھائے ہوئے دروازہ سے نکلے۔ چینی پر نمک تھا اور اس کے اوپر ایک گلاس رکھا ہوا تھا۔ (حضرت صاحب) نے وہ ہانڈی میرے سامنے لا کر رکھ دی اور خود اپنے دست مبارک سے گلاس میں لسی ڈالنے لگے۔ میں نے خود گلاس پکڑ لیا۔ اتنے میں چند اور دوست بھی آگئے۔ میں نے انہیں بھی لسی پلائی اور خود بھی پی لی۔ پھر (حضرت صاحب) خود وہ ہانڈی اور گلاس لے کر اندر تشریف لے گئے۔ (حضرت صاحب) کی اس شفقت اور نوازش کو دیکھ کر میرے ایمان کو بہت ہی ترقی ہوئی۔"

(سیرت حضرت بانی سلسلہ از عرفانی صاحب جلد اول ص 132)

مہمان کی معمولی ضرورت تک کا خیال

حضرت بانی سلسلہ کی مہمان نوازی قادیان آنے والوں کے قیام وطعام کا انتظام کرنے تک محدود نہ تھی بلکہ آپ مہمانوں کی ادنیٰ سے ادنیٰ ضرورت کا خیال رکھتے تھے۔ آپ کو اگر علم ہو جاتا کہ مہمان کو کسی خاص چیز کی عادت ہے تو حتی الوسع اسے مہیا کرنے کی کوشش فرماتے۔ اس سلسلہ میں حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب تائید حق میں لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔ امرتسر میں تو مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔"

(تائید حق ص 56)

اللہ 'اللہ اکرام ضیف کی کیا عمدہ مثال ہے۔ ایک مہمان کی ضرورت سے واقف ہو کر اس قدر تردد اور کوشش کہ خاص آدمی بھجوا کر سولہ کوس کے فاصلہ سے پان منگوا کر مہیا کیا جاتا ہے۔

مہمانوں کے جذبات کا احترام

حضرت بانی سلسلہ مہمانوں کے جذبات کا پورا خیال رکھتے تھے اور اپنے خدام سے بھی یہی توقع رکھتے تھے کہ وہ مہمانوں کا پورا احترام کریں تاکہ کسی آنے والے کے دل کو ٹھیس نہ لگے اور وہ رنجیدہ خاطر نہ ہو۔ اس بارہ میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کا بیان کردہ ایک واقعہ بڑا سبق آموز ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں آکر انہوں نے خادمان مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر اتارے جائیں اور سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اتروائیں۔ چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر رنجیدہ ہو گئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ ہو گئے۔.... حضرت بانی سلسلہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا' آپ ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان کا یکہ مل گیا اور حضرت صاحب کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اتر پڑے اور حضرت صاحب نے انہیں واپس چلنے کے لئے فرمایا کہ آپ کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے۔ حضرت صاحب نے یکہ میں سوار ہونے کے لئے انہیں فرمایا کہ میں ساتھ چلتا ہوں۔ مگر وہ شرمندہ ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ میں پہنچے۔ حضرت صاحب نے خود ان کے بستر اتارنے کے لئے ہاتھ بڑھایا مگر خدام نے اتار لئے حضرت صاحب نے اسی وقت دو نواری پلنگ منگوائے اور ان پر ان کے بستر کروائے۔ ان سے پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود بھی فرمایا کہ اس طرف تو چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے لئے

پوچھا۔ غرض کہ تمام ضروریات اپنے سامنے پیش فرمائیں اور جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے۔"

حضرت بانی سلسلہ کی یہ انتہائی خواہش اور کوشش ہوتی تھی کہ مہمان کو ہر طرح آرام میسر آئے۔ اسے کسی قسم کی تکلیف اور بے چینی نہ ہو۔ اگر کسی مہمان کو سفر میں کوئی مشکل پیش آتی تو اس کی بہت دلجوئی فرماتے۔ حضرت یعقوب علی صاحب عرفانی جب پہلی دفعہ قادیان آئے تو بٹالہ سے پیدل آتے ہوئے راستہ بھولنے کی وجہ سے انہیں بہت مشقت اٹھانی پڑی۔ حضرت صاحب کو جب اس بات کا علم ہوا تو ان کی بہت دلجوئی فرمائی۔ حضرت عرفانی صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"غرض اس طرح پر اظہار شفقت فرمایا کہ مجھے مدت العمر یہ لطف اور سرور نہ بھولے گا۔ میں چند روز تک رہا اور ہر روز آپ کے لطف و کرم کو زیادہ محسوس کرتا تھا۔ جانے کے لئے اجازت چاہی تو فرمایا نوکری پر تو جانا نہیں۔ دو چار روز رہو۔ میں پھر ٹھہر گیا۔ آخر آپ کی محبت و کرم فرمائی کے جذبات کا ایک خاص اثر لے کر گیا اور وہ کشش تھی کہ مجھے ملازمت چھڑا کر یہاں لائی اور پھر خدا تعالیٰ نے اپنا فضل کیا کہ مجھے اس آستانہ پر دھونی رما کر بیٹھ جانے کی توفیق عطا فرمائی۔

میں نے مختصراً اس واقعہ کو صاف اور سادہ الفاظ میں بیان کر دیا ہے۔ میں اس وقت ایک غریب طالب علم تھا اور کسی حیثیت سے کوئی معروف درجہ نہ رکھتا تھا۔ مگر حضرت صاحب کی مہمان نوازی اور وسعت اخلاق سب کے لئے یکساں تھی۔ وہ ہر آنے والے کو سمجھتے تھے کہ یہ خدا کے مہمان ہیں۔ ان کی آسائش، تالیف قلوب اور ہمدردی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھتے تھے۔ آپ کی پیاری پیاری باتوں اور آرام دہ برتاؤ کو دیکھ کر گھر بھی بھول جاتا تھا۔ ہر ملاقات میں پہلے سے زیادہ محبت اور شفقت کا اظہار پایا جاتا تھا۔ اور مخفی طور پر خادم مہمان خانہ کو ہدایات ہوتی تھیں کہ مہمانوں کے آرام کے لئے ہر طرح خیال رکھو۔ اور براہ راست انتظام اپنے ہاتھ میں اس لئے رکھا تھا کہ مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اکرام ضیف کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ کے اس مبارک اسوہ کی مکمل پیروی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناصر کریانہ اینڈ جنرل سٹور
غازی بازار کھاریاں کینٹ
پروپرائیٹرز
راجہ ناصر احمد - راجہ مبارک احمد

ہمارے ہاں مختلف ڈیزائن اور سائز میں واٹر ٹینک گارنٹی کے ساتھ گھر جا کر موقع پر تیار کئے جاتے ہیں
رانا کنکریٹ و اٹر ٹینک
نزد الفضل ہسپتال شین روڈ جہلم
پروپرائیٹر: رانا لطیف احمد
0541-621043

• غیر ملکی و ملکی اٹیچی کیس و بریف کیس • لیدر بیگ • سکولوں کے بستے • سفری بیگ • کالج بیگ • ڈاکٹری بیگ • بستر بند • چھتریاں وغیرہ کی خریداری کے لئے
سپر اٹیچی کیس ہاؤس جہلم
مین بازار جیف میڈیکل سٹور کے سامنے
پروپرائیٹر: جشیر احمد سیٹھی
دوکان: 0541-

شٹر گیٹ • چینل گیٹ • گرل ریلنگ • پائپ کی ونڈوز اعلیٰ ڈیزائن میں تیار کروائیں
نام میں عزت کام میں جدت
شاہ جی سٹیل ورکس
فون: 0541-612810
مدنی روڈ نیا محلہ جہلم
پروپرائیٹر: سید فرید احمد

یہاں پر پٹرول اور ڈیزل کی ہر آئیٹم کا کام سائنسی طور پر کیا جاتا ہے
مظہر آٹو ورکشاپ
منیجر: خرم اقبال
نزد پرانی چونگی نمبر 2
پھالیہ روڈ منڈی بہاؤالدین
فون ورکشاپ: 0456-2818
گھر: 0456-3569
پروپرائیٹر: مظہر اقبال

Micro Engineering WORKS
Shop: 0541-625066 p.p
مائیکرو انجینئرنگ
Two Year Manufacturing Guarantee
مینوفیکچرنگ گارنٹی دو سال
Manufacturers of:
Tobacco, Chipboard Machinery, Spare Parts
Dish Antenna, Tv Arial & Mobile Phone Antenna
AL-MADINA MARKET, RAILWAY ROAD, JHELUM - PAKISTAN

لیڈیز اینڈ جینٹس فینسی ورائٹی کا مرکز
سیٹھی کلاتھ ہاؤس
رام دین بازار جہلم
پروپرائیٹرز: مسعود احمد سیٹھی، مبارک احمد سیٹھی
دوکان: 0541-610919
رہائش: 0541-621101

رحمان کلینک
میڈیکل سپیشلسٹ
لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) الطاف الرحمان ایم بی بی ایس (پاک)
B-1 238 جادہ چونگی جہلم
فون کلینک: 0541-620047

ہمارے ہاں ہر قسم کا ماربل، سلیب، کچن کاؤنٹر ٹائلز اور کیمیکل پالش کیلئے رجوع فرمائیں۔
چوہدری ماربل فیکٹری
جی ٹی روڈ - جادہ جہلم
پروپرائیٹر: چوہدری نعمان افتخار
فون 0541-3267

جنجوعہ گلاس ہاؤس
اقبال لائبریری روڈ جہلم
پروپرائیٹر: تنویر اقبال جنجوعہ
فون دوکان 0541-610884
رہائش 0541-624307

معیاری اور خوبصورت جوتوں کیلئے صرف اور صرف لندن شوز کا انتخاب کریں
لندن شوز
راجہ بازار تحصیل روڈ جہلم
پروپرائیٹر: شریف احمد
فون: 0541-3153

شادی بیاہ کے موقعہ پر اور گھریلو استعمال کے لئے سٹین لیس سٹیل کے معیاری برتن کراکری اور دیگر ضروریات کیلئے خدمت کا موقع دیں۔
سیٹھی برادرز سٹین لیس سٹیل کراکری سٹور
مین بازار - جہلم
فون: دکان 0541-2132

رشید موٹر ورکشاپ
نیو سول روڈ نزد کوئیک فلنگ سٹیشن قینچی موڑ منڈی بہاؤالدین
فون: دوکان: 0456-502998
گھر: 0456-501016
پروپرائیٹرز: عبدالرشید، عبدالقدوس

میں تجھ سے نہ مانگوں تو نہ مانگوں گا کسی سے
میں تیرا ہوں تو میرا خدا میرا خدا ہے
ہر قسم کی پرانی گاڑیوں کی خرید و فروخت کا مرکز
یونائیٹڈ موٹرز
سیکٹر ڈی - ون علامہ اقبال روڈ
میرپور آزاد کشمیر
پروپرائیٹر: میاں عبدالحفیظ بصیر
فون شوروم: 0582-4325

مولانا عبدالباسط شاہد

ہمارا جلسہ سالانہ اور مہمان نوازی

مہمان نوازی ایک ایسی خوبی اور خلق ہے جو ہر زمانے اور ہر علاقے میں نہایت پسندیدہ اور قابل تعریف سمجھا جاتا رہا ہے۔ بعض قوموں میں یہ خلق بطور خاص ایک نمایاں وصف اور امتیازی خوبی کے طور پر شمار ہوتا ہے۔ عرب کی مہمان نوازی ان کی ایک ایسی نمایاں خصوصیت تھی جسے ایک ضرب المثل کی حیثیت حاصل تھی۔ عربی زبان میں جاہلیت کے زمانہ میں بھی یعنی نور اور روشنی کے زمانہ سے پہلے بھی قبیلے کی آگ ہمیشہ جلتے رہنا باعث فخر و مباہات تھا۔ کنجوسی اور مہمان کی خدمت سے پہلو تہی کرنا سب سے زیادہ باعث ننگ و شرم سمجھا جاتا تھا۔

پنجاب میں بھی مہمان کو خدا کی رحمت اور برکت قرار دیتے ہوئے مہمانوں کی آؤ بھگت کرنا ایک روایتی خوبی ہے۔ پنجاب کے ایک مایہ ناز فرزند حضرت گورو بابا نانک جنہیں سکھ مذہب کا بانی سمجھا جاتا ہے اور جو اپنی صلح کل عادت اور طریق کی وجہ سے ہندوؤں اور مسلمانوں میں یکساں مقبول تھے اور دین حق کی عبادات و روایات کو پسند کرتے ہوئے ان پر عمل پیرا رہتے اور دوسروں کو بھی ان پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ ان کی سوانح عمری میں یہ بات بہت ہی نمایاں نظر آتی ہے۔ آپ نے جب کبھی کسی کو کوئی نصیحت فرمائی یا جب بھی کسی نے آپ سے کوئی نصیحت کرنے کی خواہش کی آپ نے اور باتوں کے ساتھ ساتھ یہ بات ضرور تاکید کے ساتھ بیان کی کہ "آئے گئے کا خیال رکھیں" یعنی مہمانوں کی حتی المقدور خدمت کا اہتمام کیا جائے۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں بھی اس خلق و خوبی کا بہت عمدہ نظارہ ملتا ہے۔ آپ سے ملنے کی سعادت حاصل کرنے والے ہر خوش قسمت نے یہ بات ضرور ہی بطور خاص محسوس کی کہ آپ کو مہمانوں کی آمد سے خوشی و مسرت حاصل ہوتی تھی۔ ہر آنے والا یہ دیکھ کر خوشگوار حیرت میں پڑ جاتا کہ آپ بنفس نفیس مہمانوں کی خدمت کرتے اور اس بے ساختہ اور بے تکلف طریق سے یہ کام کرتے کہ یوں معلوم ہوتا کہ یہ آپ کی روح کی غذا ہے۔

مہمان نوازی کا یہی جذبہ تھا جس کی وجہ سے بسا اوقات یہ صورت بھی پیش آجاتی کہ اچانک کوئی مہمان آگیا یا مہمان اندازے سے زیادہ آگئے تو آپ نے بخوشی اپنا کھانا بھی مہمان کو دیدیا اور اپنی بھوک کی تکلیف و مشقت کی اس خوشی کے مقابلے پر جو مہمان نوازی سے حاصل ہوتی تھی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور پھر ایسے مواقع بھی آپ کی زندگی میں آتے رہے کہ مہمان زیادہ آگئے۔

مہمانوں کے لئے تیار کئے گئے بستر مہمانوں کو پیش کر دیئے گئے۔ مگر مہمان تعداد میں زیادہ تھے۔ تو آپ نے اپنا بستر بھی بخوشی مہمانوں کو دیدیا۔ ایسے ہی ایک موقع پر یہ پیارا نظارہ بھی ہماری تاریخ میں محفوظ ہے کہ آپ نے یہ دیکھتے ہوئے کہ سردی شدید ہے۔ پاس ہی جو مہمان سو رہا ہے شاید اس کا بستر اس موسم کے لحاظ سے کافی نہ ہو اپنا کمبل اس کے اوپر ڈال دیا۔ مہمان کو اس بات کا پتہ چلا تو فرط محبت و عقیدت سے اس کا عجب حال ہو گیا اور اس نے کوشش کی چپکے سے کمبل آپ کے اوپر ڈال دے مگر جیسے ہی مہمان کی آنکھ لگی آپ نے پھر وہ کمبل اس مہمان پر ڈال دیا جو پہلے ہی آپ کی نسبت زیادہ آرام دہ بستر میں محو خواب تھا۔

کھانے کے اس اہتمام کا ذکر تو اوپر آگیا ہے کہ آپ بوقت ضرورت بخوشی اپنا کھانا مہمان کو کھلا دیتے تھے۔ آپ کی سوانح میں یہ واقعہ بھی محفوظ ہے کہ مہمانوں کی کثرت سے اخراجات زیادہ ہو گئے۔ منتظمین نے آپ کی خدمت میں اس معاملہ کو پیش کیا آپ چپکے سے گھر گئے حضرت اماں جان کا کوئی زیور ہاتھ میں لئے تشریف لائے اور فرمایا کہ اسے بیچ کر مہمانوں کی خدمت کا بندوبست کر لیا جائے۔ پھر یہ پتہ چلنے پر کہ اس زیور کی قربانی بھی مہمان نوازی کے اخراجات کے لئے کافی نہیں ہے آپ نے عجیب جذبہ اور وارفتگی کے عالم میں فرمایا کہ ظاہری اسباب کی حد تک ہم نے اپنی استطاعت کے مطابق انتظام کر دیا ہے اس کے آگے اللہ کا کام ہے۔ جس کے مہمان ہیں وہی اس کا انتظام بھی کرے گا۔ اس کے بعد غیب سے مدد ہوتی گئی اور مہمانوں کی ضروریات پوری ہو گئیں۔ کبھی یہ بھی ہوتا کہ رات گئے کسی کی طرف سے دودھ کا تحفہ ملا اور آپ جو دن رات دماغی محنت اور لکھنے پڑھنے کی مشقت میں مصروف رہتے تھے اس دودھ کو اپنے استعمال میں لانے کی بجائے ایک ہاتھ میں لالٹین اور دوسرے ہاتھ میں دودھ لئے قادیان کی کچی پکی جگہوں میں مہمان نوازی کے جذبہ کو تسکین دینے کے لئے گھر سے نکلتے اور مہمان کو دودھ پلانے کی مسرت حاصل فرماتے۔ آپ کا یہ جذبہ ہی اس لنگر خانے کی پہلی اینٹ تھی جس پر ایک بلند عمارت اور ایک شاندار نظام تعمیر ہوا۔ جلسہ سالانہ پر آنے والے قادیان کے زمانہ کے ہزاروں اور اس کے بعد لاکھوں مہمانوں کا نہایت عمدہ بے مثال انتظام جاری ہوا۔

قادیان میں جلسہ کی آمد آمد کے ساتھ سب سے پہلی بچپن کی خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی تھی جب کسیریا پرالی گھروں میں آتی تھی اور ہم بچے مل کر خوب خوب کھیلتے اور اودھم مچایا کرتے تھے۔ پھر گھروں کی صفائی وغیرہ کا اہتمام مہمانوں کی خدمت کے لئے اپنی وسعت کے مطابق تیاری۔ بچوں کی 'ڈیوٹی' مہمانوں کے لئے لنگر خانہ سے کھانا لانے کی ہوتی تھی۔ اس وقت اپنی عمر کے لحاظ سے یہ کام بہت بڑا مگر دلچسپ معلوم ہوتا تھا۔ مہمانوں کی لسٹ بروقت تیار کی جائے۔ تصدیق پرچی کے شعبہ سے "پرچی" حاصل کی جائے۔ لنگر خانہ کی کھڑکی پر پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے اور یہ بھی خیال رکھا جائے کہ شدید سردی کے باوجود مہمانوں کے سامنے گرم گرم کھانا کس طرح پیش کیا جاسکتا ہے۔

بچپن کی ان خوشگوار یادوں میں جلسہ کی ڈیوٹی بھی بہت ہی یادگار چیز ہوتی تھی۔ معاون تصدیق پرچی' یا معاون مہمان نوازی کا بیج ایک اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ گھر میں عام طور پر بزرگ جلدی اٹھنے کی تاکید کیا کرتے تھے لیکن جلسہ کے دنوں میں ہم بچے ایک دوسرے سے جلدی اٹھنے کے مقابلہ میں بازی لیجانے کی کوشش میں بزرگوں کو یہ تاکید کر کے سوتے تھے کہ صبح ہمیں جلدی جگا دیا جائے اور پھر سردی سے بچنے کے لئے روئی کی گھر میں بنی ہوئی واسکٹیں پہن کر جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے منہ اندھیرے گھروں سے نکل جاتے اور جس کو جتنی زیادہ خدمت کی توفیق ملتی وہ اتنا ہی زیادہ خوش ہوتا اور مہمانوں کی خاطر و مدارت کے سلسلہ میں پیش آمدہ واقعات کو مزے لے لیکر اپنے دوستوں اور گھر والوں کو سناتا۔ جلسہ کے دن جن کی سال بھر انتظار کی جاتی تھی ایک گھمبیر اداسی پیچھے چھوڑ کر بہت جلد گزر جاتے اور پھر سال بھر یہی انتظار رہتا کہ جلسہ کب ہوگا؟۔ جلسہ آنے میں کتنے دن رہ گئے ہیں؟ غالباً جلسے کے انتظار اور شوق کی وجہ سے ہی بچپن میں سال بہت ہی لمبا لگا کرتا تھا!!!

حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پورا کرنے کے واسطے ہمہ تن تیار رہنا چاہئے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بیوت الحمد منصوبہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے بیوت الحمد سکیم کے تحت غرباء و مستحقین کو حسب ضرورت رہائشی سہولت مہیا کرنے کی خدمت کا سلسلہ جاری ہے اور سینکڑوں قابل امداد احباب اس بابرکت منصوبہ سے جزوی یا مکمل طور پر رہائشی سہولت پا کر اس کی برکتوں سے مستفیض ہو رہے ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے۔

خدمت خلق کی اس تحریک یا تیریک میں کئی ذی ثروت احباب نے گراں قدر مالی قربانی پیش کرنے کی سعادت پائی ہے۔ اسی طرح دیگر احباب جماعت نے بھی بڑے جوش و جذبہ سے اس میں بھرپور حصہ لیا ہے اور بعض دوست بڑی باقاعدگی کے ساتھ اس تحریک میں اپنی استطاعت کے مطابق مالی قربانی پیش کر رہے ہیں احباب کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ حضرت صاحب کی طرف سے جاری کردہ اس پہلی مالی تحریک میں دل کھول کر حصہ لیں اور ذی ثروت احباب خصوصاً اپنی توفیق کے مطابق پورے مکان کے اخراجات کی صورت میں یا گراں قدر مالی قربانی پیش کریں۔ امراء اضلاع صاحبان اور مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ وہ اس ضمن میں موثر اور فعال تحریک فرمائیں اور مخیر احباب کے پتہ جات بھی ارسال فرمائیں تاکہ ان سے براہ راست بھی رابطہ کر کے تحریک کی جا سکے۔

امید ہے اس ضمن میں فوری اور موثر کارروائی کر کے اپنی مساعی سے مطلع فرمائیں گے۔

(سیکرٹری بیوت الحمد)

O

جب آئینے میں عکسِ رُخِ یار دیکھنا
صاحب ہمیں بدیدۂ خونبار دیکھنا

تم میں ہے میرا جانِ چمن زار دیکھنا
"اے ساکنانِ کوچۂ دلدار دیکھنا"

اک تم جنہیں کہ قربتِ جاناں ہوئی نصیب
اک ہم جنہیں کہ ہجر کے آزار دیکھنا

چلنا ہے عمر بھر ہمیں سورج کے ساتھ ساتھ
پھر کیا سفر میں سایۂ دیوار دیکھنا

اس شاہِ صد جمال کو دیکھا تو اس کے بعد
کیا مہر و ماہ، کیا گُل و گلزار دیکھنا

مہکے تھے ان دنوں کبھی جو گُل انہی کی پھر
دل چاہتا ہے گرمیٔ بازار دیکھنا

اک روز ہوں گی میری دعائیں بھی مستجاب
اک روز میرے صبر کے اثمار دیکھنا

آغوش وا کئے ہوئے عابدؔ ہے گل بدست
اے موسمِ جمالِ رُخِ یار دیکھنا

مبارک احمد عابدؔ

O

وہ آئے تو ہم عرضِ تمنّا نہ کر سکے
اپنا قصور تھا انہیں اپنا نہ کر سکے

گو ان کی خامشی بھی رہی حوصلہ شکن
ہم بھی تو آرزو کو تقاضا نہ کر سکے

قطرہ محیطِ بحر سے کیسے ہو آشنا
خود کو جو نذرِ موجۂ دریا نہ کر سکے

ہے کشمکشِ بیم و رجا میں ابھی مریض
بے چارے چارہ گر جسے اچھا نہ کر سکے

اے عمرِ رفتہ! لا ذرہ اوراقِ ماضیٰ
کیا کیا کِیا ہے عشق میں کیا کیا نہ کر سکے

خود رفتگی الم میں تھی اک آسرا مگر
ہم یادِ رفتگاں سے کنارا نہ کر سکے

جو درد دے گئے تھے وہ ناہیدؔ کو کبھی
واپس بھی آ کے اس کا مداوا نہ کر سکے

عبدالمنان ناہیدؔ

سن رائز انٹرنیشنل ٹریولز سروس
پروپرائیٹرز: غلام احمد، محمد اسلم
نزد لاری اڈہ کوٹلی آزاد کشمیر
فون دفتر: 3510-4010 موبائل: 0351-315625

شاپنگ سنٹر B-87 لالہ رخ واہ کینٹ
پروپرائیٹر: منیر احمد آف کوٹلی
کاسمیٹکس • جیولری • ہوزری کھلونے • پلاسٹک شیٹ کی ارزاں خریداری کیلئے تشریف لائیں
دوکان: 0596-530761

AUTO MOTIVE
AUTO SPARE PARTS AND WORK SHOP ALSO DEALS IN GENERATORS AND COMPRESSORS
G. T. ROAD LALARUKH
WAH CANTT. ☎ 0596 - 531022

BOOK POINT
Commercial Area
Chaklala Scheme No. 3
Rawalpindi
Ph: No. 504262
Prop:
Syed Munawwar Ahmad

احسان برادرز میڈیکل سٹور کوٹلی آزاد کشمیر
پروپرائیٹر: احسان الحق
معیاری انگریزی ادویات بازار سے بارعایت خرید فرمائیں
فون دوکان 0574-2619 رہائش: 0574-2719

ہر قسم کی بیڈ شیٹ • پردہ کلاتھ بازار سے بارعایت خرید فرمائیں
RC رانا کلاتھ ہاؤس دوکان نمبر C-343
پروپرائیٹر: رانا صلاح الدین
موتی بازار راولپنڈی
فون دوکان: 051-71008

ہر قسم کی گاڑیوں موٹرسائیکلوں کے سپیئر پارٹس دستیاب ہیں
قیصر آٹوز اینڈ سپیئر پارٹس B-52 مینار روڈ واہ کینٹ
پروپرائیٹر: محمود احمد ملک
فون دوکان: 0596-510080

انعام الیکٹرانکس بالمقابل رحیم ہسپتال گوجرخان
پروپرائیٹر: خواجہ احسان اللہ
ڈیلرز: سام سنگ، لومینز، SONY ٹی وی، فرج، CANDY ڈیپ فریزر، ہائی سپر واشنگ مشین، ایڈمرل کوکنگ رینج، گیزر، ٹی وی ٹرالی
اسکے علاوہ الیکٹرانکس کی تمام معیاری مصنوعات سستی خریدنے کیلئے تشریف لائیں
فون آفس: 0571-510086، 0571-510140 رہائش: 0571-2868

PIM'S STUDIO
واہ کینٹ میں احمدی بھائیوں کیلئے خوشخبری
اپنی زندگی کے یادگار لمحات جدید آلات سے محفوظ کریں۔ رنگین فوٹوگرافی کیلئے خدمات حاصل کریں • رنگین و بلیک اینڈ وائٹ فوٹو بنوانے کیلئے سٹوڈیو پر تشریف لائیں۔ احمدیوں کیلئے خصوصی رعایت
پمز سٹوڈیو B-64 نزد سنٹرل مارکیٹ لالہ رخ واہ کینٹ
پروپرائیٹر: فہیم احمد پم

رؤف کمشن شاپ تحصیل روڈ سبزی منڈی گوجرخان
عمدہ اور معیاری باسمتی کا واحد مرکز
فون دکان: 0571-2924 گھر: 0571-2048

رانا موٹرز B-200/4 مینار روڈ نزد ویگن سٹینڈ لالہ رخ واہ کینٹ
پروپرائیٹرز: رانا حسین افضل خاں، چوہدری وُدود احمد۔
فون دفتر: 0596-510227

لئیق احمد زرگر صرافہ بازار گوجرخان
خالص سونے کے نفیس زیورات بنوانے کیلئے ہماری خدمات حاضر ہیں
فون دوکان: P.P 0571-2501

MULTI TECH (PVT) LIMITED
SUPPLIER OF OFFICE AND DOMESTIC FURNITURE PROJECTS ON TURN KEY BASES
CONTACT NO. 511587
RAWALPINDI.

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
ملک انوار احمد نائب ناظم تحریک جدید و وقف جدید مجلس انصار اللہ ضلع راولپنڈی۔ فون 860005
کشمیر لین پشاور روڈ راولپنڈی۔

محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں
ملک اختر احمد نگران دعوت الی اللہ
پشاور روڈ راولپنڈی
فون: 860005

TECHNO FORCE
REPAIR CENTRE FOR
T.V - VCR - SATELLITE RECEIVER - CD-PLAYER - MICROWAVE OVEN - VACUUM CLEANER & TELEPHONE. ALSO INSTALL DISH ANTENNA
NO: 32 - BASEMENT, AL - AMIN PLAZA, MALL ROAD, RAWALPINDI. PH. 518174

امسال عالمی طور پر نازل ہونیوالے افضال کے مبارک موقعہ پر احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں
قائد ضلع و ممبران عاملہ ضلع و قائدین مجالس ضلع و اراکین خدام الاحمدیہ ضلع و اطفال الاحمدیہ ضلع
راولپنڈی

مرتب۔ حبیب الرحمان زیروی اسسٹنٹ لائبریرین خلافت لائبریری ربوہ

حضرت بانی سلسلہ کی مہمان نوازی کے دلگداز اور ایمان افروز واقعات

لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ کی ابتدائی شکل اور دیگر تاریخی واقعات

حضرت مفتی محمد صادق صاحب اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں۔

ایک شب کا ذکر ہے۔ کہ کچھ مہمان آئے۔ جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت (اماں جان) حیران ہو رہی تھیں۔ کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے۔ اب ان کو کہاں ٹھیرایا جائے۔ اس وقت حضرت (بانی سلسلہ) نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرے میں تھا۔ اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی۔ جن کے اندر سے آواز باسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی ہے۔ اس واسطے میں نے اس سارے قصہ کو سنا۔ فرمایا۔

دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب کوئی بستی اسے دکھائی نہ دی۔ اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گذارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا۔ کہ دیکھو۔ یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آبیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے۔ اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا۔ اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا۔ کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے۔ اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ ہی توڑ کر نیچے پھینک دیں۔ تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا۔ اور ان سب لکڑیوں کو تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا۔ کہ آگ ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سیکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں۔ ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں۔ اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھالے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ لنگر کا انتظام حضرت بانی سلسلہ کے ابتدائی ایام میں گھر میں ہی تھا۔ گھر میں دال سالن پکتا۔ اور لوہے کے ایک بڑے توے پر جسے "لوہ" کہتے ہیں روٹی پکائی جاتی۔ پھر باہر مہمانوں کو بھیج دی جاتی۔ اس لوہ پر ایک وقت میں دو تین نوکرانیاں بیٹھ کر بہت سی روٹیاں یکدم پکا لیا کرتی تھیں۔ اس کے بعد جب باہر انتظام ہوا۔ تو پہلے اس مکان میں لنگر خانہ منتقل ہوا۔ جہاں اب نواب صاحب کا شہر والا مکان کھڑا ہے۔ پھر باہر مہمان خانہ میں چلا گیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں۔

بیان کیا ہم سے حافظ روشن علی صاحب نے کہ ان سے ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب نے بیان کیا تھا۔ کہ ایک دفعہ جب کوئی جلسہ وغیرہ کا موقعہ تھا اور ہم لوگ حضرت صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مہمانوں کے لئے باہر پلاؤ زردہ وغیرہ پک رہا تھا۔ کہ حضرت صاحب کے واسطے اندر سے کھانا آگیا ہم سمجھتے تھے کہ یہ بہت عمدہ کھانا ہو گا۔ لیکن دیکھا تو تھوڑا سا خشکہ تھا۔ اور کچھ دال تھی۔ اور صرف ایک آدمی کی مقدار کا کھانا تھا۔ حضرت صاحب نے ہم لوگوں سے فرمایا آپ بھی کھانا کھالیں۔ چنانچہ ہم بھی ساتھ شامل ہو گئے۔ حافظ صاحب کہتے تھے کہ ڈاکٹر صاحب بیان کرتے تھے۔ کہ اس کھانے سے ہم سب سیر ہو گئے۔ حالانکہ ہم بہت سے آدمی تھے۔

بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ نے چند مہمانوں کی دعوت کی اور ان کے واسطے گھر میں کھانا تیار کروایا۔ مگر عین جس وقت کھانے کا وقت آیا اتنے ہی اور مہمان آ گئے اور بیت مبارک مہمانوں سے بھر گئی۔ حضرت صاحب نے اندر کہلا بھیجا کہ اور مہمان آ گئے ہیں کھانا زیادہ بھجواؤ۔ اس پر بیوی صاحبہ نے حضرت صاحب کو اندر بلوا بھیجا۔ اور کہا کہ کھانا تو تھوڑا ہے۔ صرف ان چند مہمانوں کے مطابق پکایا گیا تھا۔ جن کے واسطے آپ نے کہا تھا۔ مگر شاید باقی کھانے کا تو کچھ کھینچ تان کر انتظام ہو سکے گا۔ لیکن زردہ تو بہت ہی تھوڑا ہے۔ اس کا کیا کیا جاوے۔ میرا خیال ہے کہ زردہ بھجواتی ہی نہیں۔ صرف باقی کھانا نکال دیتی ہوں۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ نہیں یہ مناسب نہیں۔ تم زردہ کا برتن میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ حضرت صاحب نے اس برتن پر رومال ڈھانک دیا اور پھر رومال کے نیچے اپنا ہاتھ گزار کر اپنی انگلیاں زردہ میں داخل کر دیں اور پھر کہا اب تم سب کے واسطے کھانا نکالو خدا برکت دے گا۔ چنانچہ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ زردہ سب کے واسطے آیا اور سب نے سیر ہو کر کھایا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت اماں جان نے فرمایا۔

ایسے واقعات بارہا ہوئے ہیں۔ میں نے پوچھا کس طرح والدہ صاحبہ نے فرمایا یہی کہ تھوڑا کھانا تیار ہوا اور پھر مہمان زیادہ آ گئے۔ مثلاً پچاس کا کھانا ہوا تو سو آ گئے لیکن وہی کھانا حضرت صاحب کے دم سے کافی ہو جاتا رہا۔ پھر حضرت والدہ صاحبہ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کے واسطے ایک مرغ لایا۔ میں نے حضرت صاحب کے واسطے اس کا پلاؤ تیار کرایا اور وہ پلاؤ اتنا ہی تھا۔ کہ بس حضرت صاحب ہی کے واسطے تیار کروایا تھا۔ مگر اسی دن اتفاق ایسا ہوا کہ نواب صاحب نے اپنے گھر میں دعوتی دلوائی۔ تو نواب صاحب کی بیوی بچے بھی ادھر ہمارے گھر آ گئے۔ اور حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا۔ کہ ان کو بھی کھانا کھلاؤ میں نے کہا۔ کہ چاول تو بالکل ہی تھوڑے ہیں۔ صرف آپ کے واسطے تیار کروائے تھے حضرت صاحب نے فرمایا چاول کہاں ہیں۔ پھر حضرت صاحب نے چاولوں کے پاس آ کر ان پر دم کیا۔ اور کہا اب تقسیم کر دو۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں۔ کہ ان چاولوں میں ایسی برکت ہوئی۔ کہ نواب صاحب کے سارے گھر نے کھائے۔ اور پھر بڑے مولوی صاحب (یعنی حضرت مولوی نور الدین صاحب) اور مولوی عبدالکریم صاحب کو بھی بھجوائے گئے اور قادیان میں اور بھی کئی لوگوں کو دیئے گئے۔ اور چونکہ وہ برکت والے چاول مشہور ہو گئے تھے۔ اس لئے کئی لوگوں نے آ آ کر ہم سے مانگے اور ہم نے سب کو تھوڑے تھوڑے تقسیم کئے اور وہ سب کے لئے کافی ہو گئے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا کہ جب میں قادیان سے واپس لاہور جایا کرتا تھا تو حضرت صاحب اندر سے میرے لئے ساتھ لے جانے کے واسطے کھانا بھجوایا کرتے تھے چنانچہ ایک دفعہ جب میں شام کے قریب قادیان سے آنے لگا تو حضرت صاحب نے اندر سے میرے واسطے کھانا منگایا۔ جو خادم کھانا لایا وہ یونہی کھلا کھانا لے آیا حضرت صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب یہ کھانا کس طرح ساتھ لے جائیں گے کوئی رومال بھی تو ساتھ لاتا تھا جس میں کھانا باندھ دیا جاتا۔ اچھا میں کچھ انتظام کرتا ہوں اور پھر آپ نے اپنے سر کی پگڑی کا ایک کنارہ کا ٹکڑا پھاڑا اور اس میں وہ کھانا باندھ دیا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر فرماتے ہیں۔

قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری بیت مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحب کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی۔ چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اس وقت حضرت صاحب اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اس نے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دے دیا ہے۔ اس وقت بیت میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں' موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب لکھتے ہیں کہ۔

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ اوائل میں حضرت بانی سلسلہ مدتوں دونوں وقت کا کھانا مہمانوں کے ہمراہ باہر کھایا کرتے تھے۔ کبھی پلاؤ اور زردہ پکتا تو مولوی عبدالکریم صاحب ان دونوں چیزوں کو ملا لیا کرتے۔ آپ یہ دیکھ کر فرماتے کہ ہم تو ان دونوں کو ملا کر نہیں کھا سکتے۔ کبھی مولوی صاحب کھانا کھاتے ہوئے کہتے کہ اس وقت اچار کو دل چاہتا ہے۔ اور کسی ملازم کی طرف اشارہ کرتے۔ تو حضرت صاحب فوراً دسترخوان پر سے اٹھ کر بیت الفکر کی کھڑکی میں سے اندر چلے جاتے اور اچار لے آتے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ مغرب کے بعد بیت مبارک کی دوسری چھت پر معہ چند احباب کھانا کھانے کے لئے تشریف فرما تھے۔ ایک احمدی میاں نظام الدین ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی دریدہ تھے۔ حضرت بانی سلسلہ سے 4-5 آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں کئی دیگر اشخاص خصوصاً وہ لوگ جو بعد میں لاہوری کہلائے آتے گئے اور آپ کے قریب بیٹھتے گئے۔ جس کی وجہ سے میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گیا۔ اتنے میں کھانا آیا تو آپ نے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھا لیں اور میاں نظام الدین کو مخاطب کر کے فرمایا آؤ میاں نظام الدین صاحب ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھانا کھائیں۔ اور یہ فرما کر خانہ خدا کے صحن کے ساتھ جو کوٹھڑی ہے اس میں تشریف لے گئے اور حضرت صاحب نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا اور کوئی اندر نہیں گیا۔ جو لوگ قریب آ کر بیٹھتے گئے تھے ان کے چہروں پر شرمندگی ظاہر تھی۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے۔ جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ میں عشاء کے بعد حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے تھے۔ اور ایک صاحبزادہ جو غالباً حضرت امام جماعت الثانی تھے پاس لیٹے تھے۔ [illegible] چونکہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ آپ کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا۔ اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔ اور ہمارا کیا ہے رات گذر جائے گی۔ نیچے آ کر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت برا بھلا کہا کہ تم حضرت صاحب کا لحاف بچھونا بھی لے

آئے۔ وہ شرمندہ ہوا۔ اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کس طرح واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمن صاحب یا کسی اور سے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپ نے فرمایا کہ کسی اور دے دو۔ مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آیا کرتی۔ اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہ لیا۔ اور فرمایا کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بیان فرماتے ہیں۔

حضرت صاحب کو اپنے خدام کی دلداری کا بہت بڑا خیال رہتا تھا اور آپ ان کے لئے خود اپنی ذات سے ہر قسم کی قربانی اور ایثار کا عملاً اظہار فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ عید کا دن تھا اور میرا صافہ سر صاف نہ تھا۔ اس لئے کہ جب بھی ہم آتے تھے تو ایک آدھ دن کی فرصت نکال کر آتے۔ لیکن جب یہاں آتے اور حضرت صاحب قیام کا حکم دے دیتے تو پھر ہمیں ملازمت کے چلے جانے کا بھی خیال نہ ہوتا تھا۔ اسی طرح عید کا دن آگیا اور میں ایک ہی صافہ لے کر آیا تھا۔ اور وہ میلا ہو گیا۔ میں نے چاہا کہ بازار سے جا کر خرید لاؤں۔ چنانچہ میں بازار کی طرف جا رہا تھا۔ آپ نے مجھے دیکھ لیا اور آپ کی فراست تو خداداد فراست تھی' پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ عید کا دن ہے۔ میرا صافہ میلا ہے۔ میں بازار سے خریدنے جا رہا ہوں۔ اسی وقت وہاں ہی کھڑے اپنا عمامہ شریف اتار کر مجھے دیا اور فرمایا کہ یہ آپ کو پسند ہے؟ آپ لے لیں۔ میں دوسرا باندھ لیتا ہوں۔ مجھ پر اس محبت اور شفقت کا جو اثر ہوا الفاظ اسے ادا نہیں کر سکتے۔ میں نے نہایت احترام کے ساتھ اس عمامہ کو لے لیا اور آپ بے تکلف گھر تشریف لے گئے۔ اور دوسرا عمامہ 'باندھ کر آ گئے۔

(الحکم مورخہ 7۔ نومبر 1934ء)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں۔

ایک دفعہ میں قادیان سے رخصت ہونے لگا اور حضرت بانی سلسلہ نے اجازت دی۔ پھر فرمایا کہ ٹھہر جائیں' آپ دودھ کا گلاس لے آئے اور فرمایا پی لیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب بھی آ گئے۔ پھر ان کے لئے بھی حضرت صاحب دودھ کا گلاس لائے اور پھر نہر تک ہمیں چھوڑنے کے لئے تشریف لائے اور بہت دفعہ نہر تک ہمیں چھوڑنے کے لئے تشریف لاتے۔

ایک اور روایت میں حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی بیان کرتے ہیں۔

میں قادیان میں بیت مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا۔ حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ دیکھ کر فرمایا۔ آپ دال سے روٹی کھا رہے ہیں۔ اور اسی وقت منتظم کو بلایا۔ اور فرمانے لگے کہ آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں۔ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے دریافت کرو کہ ان کو کیا کیا چیز کھانے کی عادت ہے۔ اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا۔ مگر میں کھانا کھا چکا تھا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے اپنی کتاب سلسلہ احمدیہ میں حضرت بانی سلسلہ...... کی مہمان نوازی سے متعلق تحریر فرماتے ہیں۔

"حضرت (بانی سلسلہ) کی طبیعت نہایت درجہ مہمان نواز تھی۔ اور جو لوگ جلسہ کے موقعہ پر یا دوسرے موقعوں پر قادیان آتے تھے خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی وہ آپ کی محبت اور مہمان نوازی سے پورا پورا حصہ پاتے تھے اور آپ کو ان کے آرام اور آسائش کا از حد خیال رہتا تھا۔ آپ کی طبیعت میں تکلف بالکل نہیں تھا اور ہر مہمان کو ایک عزیز کے طور پر ملتے تھے اور اس کی خدمت میں اور مہمان نوازی میں دلی خوشی پاتے تھے۔ اوائل زمانہ کے آنے والے لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مہمان آتا تو آپ ہمیشہ اسے مسکراتے ہوئے چہرہ سے ملتے۔ مصافحہ کرتے۔ خیریت پوچھتے۔ عزت کے ساتھ بٹھاتے گرمی کا موسم ہوتا تو شربت بنا کر پیش کرتے۔ سردیاں ہوتیں تو چائے وغیرہ تیار کروا کے لاتے۔ رہائش کی جگہ کا انتظام کرتے اور کھانے وغیرہ کے متعلق مہمان خانہ کے منتظمین کو خود بلا کر تاکید فرماتے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔"

ایک دوسری روایت حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے سیرۃ طیبہ میں یہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک بہت شریف اور بڑے غریب مزاج احمدی سیٹھی غلام نبی صاحب ہوتے تھے جو رہنے والے تو چکوال کے تھے مگر راولپنڈی میں دوکان کیا کرتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میں حضرت (بانی سلسلہ) کی ملاقات کے لئے قادیان آیا۔ سردی کا موسم تھا اور کچھ بارش بھی ہو رہی تھی۔ میں شام کے وقت قادیان پہنچا تھا۔ رات کو جب میں کھانا کھا کر لیٹ گیا اور کافی رات گذر گئی اور قریباً بارہ بجے کا وقت ہو گیا تو کسی نے میرے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ میں نے اٹھ کر دروازہ کھولا تو حضرت بانی سلسلہ کھڑے تھے۔ ایک ہاتھ میں گرم دودھ کا گلاس تھا اور دوسرے ہاتھ میں لالٹین تھی۔ میں حضرت صاحب کو دیکھ کر گھبرا گیا مگر آپ نے بڑی شفقت سے فرمایا۔ کہیں سے دودھ آ گیا تھا میں نے کہا آپ کو دے آؤں۔ آپ یہ دودھ پی لیں۔ آپ کو شاید دودھ کی عادت ہو گی اس لئے یہ دودھ آپ کے لئے لے آیا ہوں۔ سیٹھی صاحب کہا کرتے تھے کہ میری آنکھوں میں آنسو امڈ آئے کہ (پاک ہے اللہ) کیا اخلاق ہیں! یہ خدا کا برگزیدہ اپنے ادنیٰ خادموں تک کی خدمت اور دلداری میں کتنی لذت پاتا اور کتنی تکلیف اٹھاتا ہے!!"

اس واقعہ سے آپ کے جذبہ مہمان نوازی کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی روایت کرتے ہیں۔

"ایک دفعہ منی پور آسام کے دور دراز علاقہ سے دو (غیر احمدی) مہمان حضرت بانی سلسلہ کا نام سن کر آپ کے ملنے کے لئے قادیان آئے اور مہمان خانہ کے پاس پہنچ کر لنگر خانہ کے خادموں کو اپنا سامان اتارنے اور چارپائی بچھانے کو کہا۔ لیکن ان خدام کو اس طرف فوری توجہ نہ ہوئی اور وہ ان مہمانوں کو یہ کہہ کر دوسری طرف چلے گئے کہ آپ یکہ سے سامان اتاریں چارپائی بھی آ جائے گی۔ ان تھکے ماندے مہمانوں کو یہ جواب ناگوار گذرا اور وہ رنجیدہ ہو کر اسی وقت بٹالہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔ مگر جب حضرت صاحب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو آپ نہایت جلدی ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہو گیا۔ ان کے پیچھے بٹالہ کے رستہ پر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے چل پڑے۔ چند خدام بھی ساتھ ہو گئے۔ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ میں بھی ساتھ ہو لیا حضرت صاحب اس وقت اتنی تیزی کے ساتھ ان کے پیچھے گئے کہ قادیان سے دو اڑھائی میل پر نہر کے پل کے پاس انہیں جا لیا اور بڑی محبت اور معذرت کے ساتھ اصرار کیا کہ واپس چلیں اور فرمایا آپ کے واپس چلے جانے سے مجھے بہت تکلیف ہوئی ہے۔ آپ یکہ پر سوار ہو جائیں میں آپ کے ساتھ پیدل چلوں گا۔ مگر وہ احترام اور شرمندگی کی وجہ سے سوار نہ ہوئے اور آپ انہیں اپنے ساتھ لے کر قادیان واپس آ گئے اور مہمان خانہ میں پہنچ کر ان کا سامان اتارنے کے لئے آپ نے اپنا ہاتھ یکہ کی طرف بڑھایا مگر خدام نے آگے بڑھ کر سامان اتار لیا۔ اس کے بعد حضرت صاحب ان کے پاس بیٹھ کر محبت اور دلداری کی گفتگو فرماتے رہے اور کھانا وغیرہ کے متعلق بھی پوچھا کہ آپ کیا کھانا پسند کرتے ہیں اور کسی خاص کھانا کی عادت تو نہیں؟ اور جب تک کھانا نہ آ گیا آپ ان کے پاس بیٹھے ہوئے بڑی شفقت کے ساتھ باتیں کرتے رہے۔ دوسرے دن جب یہ مہمان واپس روانہ ہونے لگے تو حضرت صاحب نے دودھ کے دو گلاس منگوا کر ان کے سامنے بڑی محبت کے ساتھ پیش کئے اور پھر دو اڑھائی میل پیدل چل کر بٹالہ کے رستہ والی نہر تک چھوڑنے کے لئے ان کے ساتھ گئے اور اپنے سامنے یکہ پر سوار کرا کے واپس تشریف لائے۔"

((-) احمد جلد 4)

اسی عظیم خلق کے نتیجہ میں لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ کی بنیاد رکھی گئی۔ لنگر خانہ کی تاریخ کا مطالعہ غیر معمولی ایمانی ترو تازگی کے سامان مہیا کرتا ہے۔ اس تمام تاریخ کا نقشہ حضرت بانی سلسلہ اپنے ایک عربی شعر میں بیان کرتے ہیں۔

ترجمہ۔ یعنی ایک زمانہ تھا کہ دوسروں کے دستر خوان سے بچے ہوئے ٹکڑے میری خوراک ہوا کرتے تھے۔ مگر آج خدا کے فضل سے میرے دستر خوان پر خاندانوں کے خاندان پل رہے ہیں۔

OOO

معیاری اور عمدہ اشیاء صرف کیلئے تشریف لائیں

عبدالرؤف کمشن شاپ

تحصیل روڈ غلہ منڈی گوجرخان

فون: دوکان: 0571-2673 / 0571-2924
رہائش: 0571-2048

معیاری و عمدہ مصالحہ جات و دیگر اشیاء خورد و نوش کیلئے تشریف لائیں

قمر زمان کریانہ سٹور

سبزی منڈی گوجرخان

فون: دوکان: 0571-3201
رہائش: 0571-2839

ذائقہ بناسپتی

خالص جیسے ماں کا پیار

خدا سے ڈر پھر جو چاہے کر

نیو رحمان بناسپتی کمشن ایجنٹ

ڈسٹری بیوٹر: ذائقہ بناسپتی گھی

نمک منڈی راولپنڈی

فون دوکان: 051-556842 / 051-72551 رہائش: 051-428735

ڈسٹری بیوٹر: ذائقہ بناسپتی گھی

بلال انٹرپرائزز

اسلام آباد

فون: دوکان 051-441767، 051-440892

الحمد انٹرپرائزز

دوکان نمبر 186 ڈبلیو

نمک منڈی راولپنڈی

فون دوکان: 051-556842

ڈسٹری بیوٹر: ذائقہ بناسپتی گھی

قدوس برادرز

ہمک - اسلام آباد

فون دوکان: 051-490513

O

ایک لمحہ نہیں ایسا جو گزرنے پایا
لمحہ لمحہ تیرا فیضان نظر نے پایا

درد ٹھہرا تو میرے ساتھ شناسائی ہوئی
وقت بیگانہ تھا دو پل نہ ٹھہرنے پایا

میں کسی دل کو ذرا سی بھی خوشی دے پاؤں
بس یہی خواب میرے دل میں سنورنے پایا

دل کہ لرزیدہ رہا اپنے گناہوں پہ سدا
ایک دن ڈوبا کچھ ایسا نہ ابھرنے پایا

بھاگتے لمحوں کا پل پل کا مرا ساتھ رہا
رک گئی میں تو مرا فن نہ نکھرنے پایا

چوٹ لگتی رہی دل خون کے آنسو رویا
آنکھ میں ٹھہرا خزانہ نہ بکھرنے پایا

کسی سیلاب بلا میں کہ بھنور میں عظمت
پھنس گیا جو وہ کبھی پار اترنے پایا؟؟؟

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

O

کیسے ممکن ہے کہ شاہد تو ہو مشہود نہ ہو
غور سے دیکھ یہ جذبہ کہیں مفقود نہ ہو

بحرِحالات میں ایسا بھی ہے ممکن یارو
موجِ ذخّار میں طوفان ہی موجود نہ ہو

جس کی قدرت کے مناظر ہیں زمانے بھر میں
وہ جگہ کون سی ہے وہ جہاں موجود نہ ہو

اپنا مشرب ہی جہاں میں نظر آئے برتر
فکرِ انساں ایسی بھی تو محدود نہ ہو

کیا جبیں سائی ہے دل میں اگر اوہام رہیں
سجدہ واجب ہی نہیں جب کوئی مسجود نہ ہو

صحنِ گلشن میں یہ شیطان صفت لوگ نہ ہوں
یہ فضا جور و تشدد سے بھی آلود نہ ہو

ان کو ملتی ہی نہیں منزلِ جاناں آدمؔ
جن کے سینے میں لگن پیار کی موجود نہ ہو

آدم چغتائی یو کے

COMMITTED TO MEET
THE NEW AGE WITH
COMPUTER AGE

COMPUTER AGE

15-16 ALLIED COMMERCIAL PLAZA
CHANDNI CHOWK, MURREE ROAD,
RAWALPINDI, Ph:423174,FAX: 453449
Email:-COMPUTERAGE1@hotmail.com

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت نیز دیکھ بھال کیلئے ہم سے رابطہ کریں

احمد انٹرنیشنل

1- آئی اینڈ ٹی سنٹر
G - 9/4
اسلام آباد

فون: 051-852770
051-252552

UNI MARBLE

Exporters &
Processors of

Marble Slabs
Tiles &
Polishing

Plot # 200, Street # 1, I-10/3,
Industrial Area, Islamabad.
Factory Ph: # 051-418600
Head Office Ph: # 042-5710001, 5712479
Fax: # 0092-42-5760010

• شٹر گیٹ • چینل گیٹ • گرل • ریلنگ • پائپ فنڈونڈ وغیرہ وغیرہ

النور سٹیل ڈیکوریٹرز

مینجنگ پارٹنر: اشفاق احمد
آئی اینڈ ٹی سنٹر 9/4-G عقب بلیو سٹار ہوٹل - اسلام آباد
فون: 051-256158

یہاں پر موٹر وائنڈنگ، فرج، ایئر کنڈیشنر اور بجلی کی ہر قسم کی چیزوں کی مرمت کی جاتی ہے • نیز ڈش اینٹنا کی فروخت اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے

دکان نمبر 4 بلاک نمبر 91
المصطفیٰ مارکیٹ
آئی اینڈ ٹی سنٹر
G-8/1

الیکٹرو فرج

اسلام آباد

فون: 051 - 254619
پروپرائیٹر: نصیر الدین احمد خان

GUiLD KEY

CONSULTANT ENGINEERS

07, FIRST FLOOR, LATIF PLAZA,
JINNAH SUPER MARKET,
ISLAMABAD - PAKISTAN
Tele : 0092 - 51 - 826364
FAX : 0092 - 51 - 826364
Mobil : 0092-351-7753696

* Digital Satellite System.
* Domestic and commercial Satellite system
* Digital Exchange + Multi intercom System
* Video Observation System.
* Sound System.
* Wide range of Accessories
* Repair facilities
  wide range workshop

Special discount are offered for customers interested in long term contracts such as Hotels, Motels, Guest Houses and appartments.

MARBLES

• ہر قسم کے ماربل سلیب
• کچن کاؤنٹر ٹائلز
• کیمیکل پالش کیلئے رجوع فرمائیں

051 _411121

سٹار ماربل انڈسٹریز

پلاٹ 42 - 40
سٹریٹ 10 سیکٹر I/9
انڈسٹریل ایریا اسلام آباد
پروپرائیٹر: شیخ جمیل احمد اینڈ سنز

عبدالستار خان سابق امیر و مربی انچارج سپین

مختلف ممالک میں حضرت بانی سلسلہ کا لنگر خانہ

نائیجیریا - سپین - یوگنڈا - جاپان - فجی - سیرالیون - بنین - زیمبیا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی زیر ہدایت 1891ء میں جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ قادیان میں منعقد ہوا۔ جس میں 75 خوش نصیب افراد شریک ہوئے۔ ان کے کھانے و رہائش کا جو انتظام حضرت بانی سلسلہ کے ارشادات پر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب اس کی شاخیں دنیا کے مختلف ممالک میں پھیل چکی ہیں۔ دنیا کے ان ممالک میں جہاں جلسہ ہوتا ہے وہاں حضرت بانی سلسلہ کا لنگر خانہ اپنی اپنی شکل میں کام کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں بیرونی ممالک میں خدمات دینیہ بجا لانے والے چند مربیان کرام سے جو معلومات حاصل کی گئیں وہ قارئین کی دلچسپی اور ازدیاد ایمان کے لئے پیش خدمت ہیں۔

نائیجیریا

مکرم حبیب احمد صاحب مربی سلسلہ نائیجیریا نے بتایا۔

نائیجیریا کا جلسہ سالانہ عموماً دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہوتا ہے اس کے انتظامات کے لئے جلسہ سالانہ کی ایک کمیٹی ہے جو سارا سال کام کرتی رہتی ہے۔

جلسہ سالانہ کے لئے 4 الگ الگ جلسہ گاہیں استعمال کی جاتی ہیں۔ ایک مردوں کے لئے جو مرکزی ہوتی ہے۔ دوسری لجنہ کے لئے تیسری اطفال کے لئے اور چوتھی ناصرات کے لئے۔

رہائش کا انتظام بھی چاروں جلسہ کے نمائندگان کے لئے الگ الگ ہوتا ہے۔ جلسہ سالانہ جامعہ احمدیہ الارو iiaro کی وسیع گراؤنڈ میں ہوتا ہے۔ چار جلسہ گاہ کے علاوہ کار پارک۔ بازار اور دفاتر کے لئے الگ جگہ مخصوص ہوتی ہے۔ جہاں عارضی لوکل خیمے لگائے جاتے ہیں۔

شعبہ سپلائی اگرچہ سارا سال کام کرتا ہے۔ جو موسم اور موقعہ کے لحاظ سے جلسہ کیلئے چیزیں خریدتا ہے۔ مگر جلسہ سے چند روز قبل اور جلسہ کے دوران خاص طور پر کھانے کی اشیاء خرید کر شعبہ سٹور کے سپرد کرتا رہتا ہے۔

کھانا پکانے تقسیم کرنے اور کھلانے کے انتظامات جلسہ کے دوران کھانا 3 وقت صبح، دوپہر اور رات کو دیا جاتا ہے۔ کھانا پکانے کے لئے مرکزی کچن ہے۔ جس میں لجنہ کے ماتحت کھانا پکتا ہے۔ کھانا شیڈول کے مطابق تیار کیا جاتا ہے۔ عموماً صبح Gari اور Beans گاری اور بینز پکتے ہیں دوپہر کو چاول اور یام رات کو یام پورج یا EBA جو گاری Gari سے بنتا ہے۔ تیار کیا جاتا ہے۔

سرکٹ لیڈر کچن سے کھانا وصول کرتا ہے۔ اور اپنے سرکٹ کے مہمانوں کو کھلاتا ہے۔ کھلانے کا انتظام سرکٹ چیئرمین کے ذمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح مستورات میں بھی کھانا سرکٹ وائز کھلایا جاتا ہے۔ جبکہ اطفال مردوں کے ساتھ اور ناصرات لجنہ کے ساتھ کھاتی ہیں۔

V.I.P اور غیر ملکیوں کے لئے کھانا پکانے اور کھلانے کا الگ انتظام ہوتا ہے۔ جو عموماً امیر صاحب کے گھر میں یا جہاں مہمان ٹھہرے ہوں اسی گھر والے کرتے ہیں۔ استقبال والوداع کے لئے خدام ڈیوٹی پر ہوتے ہیں۔ شعبہ معلومات عامہ 24 گھنٹے کام کرتا ہے۔

یوگنڈا

مکرم سید منصور احمد بشیر صاحب سابق مربی سلسلہ یوگنڈا، سیرالیون، غانا اور کینیڈا نے بتایا۔

مشرقی افریقہ میں احمدیہ جماعت کو قائم ہوئے اندازاً ایک سو سال ہو گئے ہیں۔ 1935ء میں یوگنڈا میں باقاعدہ احمدیہ جماعت کی حکومت کے دفاتر میں رجسٹریشن کروائی گئی۔ اس رجسٹریشن کے کچھ عرصہ بعد یوگنڈا میں احمدیہ جماعت کے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی گئی۔ یہ جلسہ چونکہ جماعت احمدیہ کے مرکزی جلسہ سالانہ (جس کی بنیاد بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رکھی) کی ہی ایک شاخ تھی اس لئے ابتداء ہی سے اس کو ربوہ اور قادیان کے مرکزی جلسہ سالانہ کی طرز پر منعقد کیا گیا۔

لنگر خانہ مرکزی جلسہ سالانہ کی طرح یوگنڈا کے جلسہ سالانہ میں شاملین جلسہ چونکہ للّٰہی مقاصد کے لئے آتے ہیں اور انہوں نے تین دن اس روحانی ماحول میں گذارنے ہوتے ہیں اس لئے ان کی رہائش کے جملہ انتظامات کے علاوہ ان کی خوراک کا انتظام بھی جماعت کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لئے بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جو لنگر ایک سو سال پہلے جاری کیا تھا وہ دوسرے ممالک کی طرح یوگنڈا میں بھی جاری ہے۔ اس موقعہ پر اس لنگر سے احباب کو کھانا مہیا کیا جاتا ہے۔

کھانے میں عموماً دو وقت چاول پکائے جاتے ہیں۔ اور صبح کے وقت چائے اور ڈبل روٹی یا مکئی کے دلیہ کا ناشتہ دیا جاتا ہے۔ یوگنڈا کے لوکل کھانوں میں کساوا جو آلو کی قسم کی لمبی جڑیں ہوتی ہیں اور شکر قندی کو ابال کر یا پھر ایک خاص قسم کے کیلے جو ملک میں کثرت سے پائے جاتے ہیں کو ابال کر سالن کے ساتھ کھایا جاتا ہے۔ لیکن ان لوکل کھانوں کو زیادہ لوگوں کے لئے تیار کرنا چونکہ دقت طلب ہے اس لئے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر چاول میں گوشت ڈال کر سادہ پلاؤ پکا لیا جاتا ہے جو لوگوں کے لئے ایک قسم کی ورائٹی ہو جاتی ہے جسے لوگ شوق سے کھاتے ہیں۔ صبح کے وقت چائے کی جگہ بعض اوقات قہوہ استعمال کیا جاتا ہے۔

یوگنڈا میں ہر جگہ قصائی صرف مسلمان ہوتے ہیں حتیٰ کہ عیسائیوں کے لئے بھی مسلمان ہی جانور ذبح کرتے ہیں اس لئے اگرچہ یوگنڈا عیسائی ملک ہے تاہم یہاں حلال گوشت حاصل کرنا دوسرے عیسائی ممالک کے برخلاف کوئی مشکل نہیں۔

لنگر خانہ کا تمام انتظام جملہ دوسرے شعبوں کی طرح بتمام وکمال احمدی رضاکاروں کے ذریعہ مکمل کروایا جاتا ہے۔

جلسہ سالانہ کے دوران ایک خاص محبت کی فضاء کا احساس ہوتا ہے اور محبت کے نہایت ہی حسین مظاہرے دیکھنے میں آتے ہیں۔ کھانا بھی احباب الگ الگ پلیٹوں کی بجائے بڑی بڑی سینیوں میں کم و بیش چار۔ چار کے گروپوں میں بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ اور اس طرح مختلف طبقات۔ قبیلوں۔ قومیتوں۔ رنگوں اور ممالک کے لوگ اکٹھے بیٹھتے اور اکٹھے کھاتے ہیں۔ مرد مردوں کے ساتھ اور عورتیں عورتوں کے ساتھ۔ یہ وہ چھوٹے چھوٹے نظارے ہیں جو احمدیت کے ذریعہ برپا ہونے والے اتحاد عالم کی بنیاد بننے والے ہیں۔ سارے افریقہ میں ایسے نظارے احمدیت کی بدولت سارا سال دیکھے جا سکتے ہیں۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

جاپان

مکرم مغفور احمد صاحب منیب سابق امیر و مربی انچارج جاپان لکھتے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے جاری فرمودہ جلسہ سالانہ اور اس کے لنگر خانہ کی شاخیں آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیشتر ممالک میں قائم ہیں۔ جاپان میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ سالانہ ہر سال ہوتا ہے اور کوشش ہوتی ہے کہ قادیان اور ربوہ میں ہونے والے جلسوں کی طرز پر جلسوں کا انعقاد ہو۔ جاپان کے مقامی حالات کے پیش نظر قدرے مختلف رنگ میں جو حصہ جلسے کا ہوتا ہے اس کا بھی ایک اپنا رنگ ہوتا ہے۔ خاص طور پر لنگر خانہ کا انتظام اپنے حسن انتظام کی وجہ سے بے حد مقبول ہوتا ہے۔ لنگر خانہ کے عملی انتظامات میں مختلف نوجوانوں کو موقع ملتا رہا۔ ابتداء میں مکرم محمد جمال صاحب (وفات یافتہ) اور پھر مکرم ناصر بھٹی اور مکرم آصف بیگ وغیرہ کو موقع ملتا رہا۔

جماعت کے ایک معزز مہمان ربوہ سے جاپان تشریف لے گئے۔ خاکسار نے احمدیہ سنٹر میں کھانے کی میز پر عرض کیا کہ اب یہاں لنگر خانہ کا کھانا تو نہیں ہے مہمان نے فرمایا کہ ساری دنیا کے ہر احمدیہ سنٹر میں پیش کیا جانے والا کھانا دراصل لنگر خانہ کا ہی کھانا ہے کیونکہ یہ حضرت بانی سلسلہ کے جاری فرمودہ لنگر خانہ کی شاخیں ہی تو ہیں۔

جاپان میں جلسہ سالانہ کے طور پر پہلا سالانہ اجلاس 1979ء میں ہوا۔ مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کی صدارت میں ہونے والے اس جلسہ کی حاضری بمشکل 10۔ 15 افراد پر مشتمل تھی۔ خاکسار کو جاپان پہنچے ابھی چند ماہ ہی ہوئے تھے۔ یہ جلسہ ٹوکیو کی زمین دوز ریلوے کے روپونگی (Roppongi) سٹیشن کے قریب واقع انٹرنیشنل ہاؤس آف جاپان کے ایک کمرہ میں ہوا تھا۔ مقررین میں مکرم محمد اویس کوباشی، مسٹر ناگوچی اور مس حیرانو شامل تھے۔ جلسہ کے بعد قریب ہی مکرم ملک رفیع احمد صاحب کے گھر ہم چائے کے لئے ان کی دعوت پر گئے۔ مکرم محمد جمال بھی اس موقع پر موجود تھے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعداد کے اعتبار سے بھی جماعت کو بے حد یادگار جلسے منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

تعداد کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ جلسوں کی جگہیں بھی تبدیل ہوتی گئیں۔ ناگویا میں احمدیہ سنٹر میں جلسے ہوئے پھر جگہ کم ہو گئی تو آئی چی یوتھ پارک (Aich Youth Park) لیبر ٹریننگ سنٹر۔ کوماکی وارڈ سنٹر میں اور ٹوکیو کے قریب گوتمبا کے یوتھ سنٹر میں جلسے ہوتے رہے۔

جلسے شروع شروع میں تو سال کے آخر میں ہوتے تھے مکرم مرزا ظفر احمد نے تحقیق کے بعد یہ تجویز پیش کی کہ جاپانی کیلنڈرز کے لحاظ سے اپریل کے آخر اور مئی کے شروع کے گولڈن ویک (Golden Week) کی چھٹیاں آئندہ کئی سال اس طرح آئیں گی کہ ملازمت پیشہ احباب بھی بآسانی اس میں شرکت کر سکتے ہیں۔ اس پر انہی تاریخ میں جلسے ہونے لگے۔ جلسہ کے منتظمین میں مکرم ضیاء اللہ مبشر، مکرم نعیم احمد خالد، مکرم سید سجاد احمد، مکرم اطہر محمود، مکرم طاہر احمد، مکرم عبدالماجد وڑائچ، مکرم حافظ محمد امجد عارف، مکرم محمد یونس، مکرم مقبول شاد، مکرم طلعت محمود، مکرم ناصر بھٹی اور مکرمہ درثمین سید تھیں۔

جلسہ میں احباب جماعت کے علاوہ جاپانی معزز مہمانوں میں محکمہ پولیس کے دوستوں کے علاوہ دانشور ڈاکٹر اور تاجر دوست شامل ہوتے رہے۔ بعض غیر ملکی سفارت کار مہمانوں کی تشریف آوری بھی جلسے کا نمایاں پہلو ہے۔ جاپان کے علاوہ مختلف ملکوں کے احباب اس میں شامل رہے مثلاً پاکستان۔ انڈیا۔ غانا۔ نائیجیریا بنگلہ دیش۔ سری لنکا۔ برما۔ امریکہ۔ برطانیہ۔ جرمنی۔ ملائیشیا سنگاپور وغیرہ سے احباب شامل ہوتے رہے۔

رہائش کے انتظامات مختلف وقتوں میں مختلف رہے۔ احباب کے گھروں میں بطور مہمان ٹھہرانے کا تجربہ بھی ہوا۔ جاپان میں گھر بہت چھوٹے ہوتے ہیں اس کے باوجود احباب نے بڑی محبت سے مہمانوں کو خوش آمدید کہا لیکن مختلف گھروں سے مہمانوں کو بروقت جلسہ گاہ میں پہنچانا وقت طلب امر تھا۔ مردوں اور خواتین کے لئے الگ الگ رہائش گاہوں کا انتظام بھی رہا۔ چھوٹے کمروں میں ہوٹل کی طرز پر قیام کا تجربہ بھی ہوا۔ خیموں میں رات ٹھہرنے کا رواج سوائے موسم گرما کے نہیں ہے۔ اجتماعات میں تو اس کا اہتمام کیا جاتا ہے لیکن جلسہ سالانہ کے موقع پر ایسا انتظام بڑا محدود سا ہوتا۔

جلسہ گاہ میں احباب سے رابطہ کے لئے موبائل فون کے نمبر دے کر اہتمام کر دیا جاتا رابطہ میں کوئی دقت نہیں ہوتی رہی۔ ہر ایسی اجتماعی جگہ پر جاپان میں فون ضرور ہوتا ہے۔ شرکاء کے لئے بھی فون کرنے کی سہولت موجود رہتی ہے۔

جاپانی کھانوں میں عام طور پر چاول اور مچھلی مرکزی کھانے ہوتے ہیں۔ سویابین کا استعمال بھی

ہر قسم کے ٹرنک، پیٹی، حمام، بالٹی بازار سے بارعایت خریدیں

امینی ٹرنک مینوفیکچررز

تلواڑہ بازار راولپنڈی

پروپرائیٹر: نصیر الدین امینی | فون دوکان 051-551984

مکانات۔ پلاٹس۔ کمرشل جائیداد کی خرید و فروخت۔ کرایہ پر لین دین ہوم مینٹیننس ڈیپنٹ۔ الیکٹرک سینٹری۔ وڈ ورک کا منفرد ادارہ

سید اسٹیٹ ایجنسی اینڈ پراپرٹی ڈیلرز

بلاک 29 آئی اینڈ ٹی سنٹر سیکٹر G-9/4 ت ورموڑ اسلام آباد

فون: 051-251562, 051-858226

ہوم مینٹیننس سروس

تخت ہزارہ سینٹری سٹور منیز مارکیٹ

دوکان نمبر 3 جی-6/4 اسلام آباد

پروپرائیٹر: مہربان احمد اینڈ برادرز فون: 051-293722

تبادلہ پلاٹس

سرگودھا شہر کے سکنی و کمرشل پلاٹس کے تبادلہ میں ربوہ ● اسلام آباد ● راولپنڈی میں زرعی، سکنی و کمرشل پلاٹس درکار ہیں۔

رابطہ:

● سرگودھا: فخر اسٹیٹ ایجنسی ۔ فخر احمد
موبائل: 212464/0341-7750609

● راولپنڈی۔ اسلام آباد:
لیڈرز محمد احمد خان
فون دفتر: 552388 رہائش 59 883

● ربوہ: پولٹری ماسٹر خالد۔ زاہد
فون دفتر: 213115

TELEPHONE EXCHANGES

WHY PAY MORE

E - PABXS

EPABX 2+8	Rs.	9500/-
EPABX 4+8	Rs.	11000/-
EPABX 4+16	Rs.	20000/-

AND MORE

BOLAN CONSOLIDATED

9-B, Markaz F-6, Islamabad Ph: 277600/01

مشروم کی کاشت

مشروم جسے اردو میں کھمبی کہتے ہیں بے پناہ غذائی اجزاء پر مشتمل لذیذ سبزی ہے۔ بلڈ پریشر دل کے امراض اور موٹاپے کے لئے یکساں مفید ہے کھمبی کی کاشت کے لیے پاکستان میں نومبر اور دسمبر کا موسم نہایت سازگار ہے۔ یہ گھر میں کسی فالتو کمرے یا شیڈ کے نیچے یا وسیع پیمانے پر پولٹری شیڈ کے اندر آسانی سے کاشت کی جا سکتی ہے نہایت منافع بخش فصل ہے۔ بیج کے حصول اور دیگر اہم معلومات کیلئے جلد رابطہ کریں۔

کاشت کیلئے کوالیفائیڈ سٹاف کی رہنمائی میسر ہے۔

رینا ز انٹرپرائزز سول ڈسٹری بیوٹر برائے مشروم سپان اینڈ کمپوسٹ۔

10 شوکت پلازہ آئی 10 مرکز سوہنی روڈ اسلام آباد فون 441265 فیکس 454964

النور سینٹری سٹور

النور مارکیٹ بالمقابل سٹریٹ 8 ایف/11-1 اسلام آباد

پروپرائیٹر: محمد حلیم ☎ 051-299178

ڈیلر: راٹل گردن پی وی سی پائپ ● جی آئی پائپ ● آئی آئی کراچی پائپ ● سی آئی پائپ ● جی آئی پائپ ● پی وی سی اور فینسی فٹنگ بھی دستیاب ہے نیز ہر قسم کی ہوم مینٹیننس سروس کیلئے ہم سے رجوع کریں

ڈان پراپرٹی سنٹر

فاروق پلازہ ڈبل روڈ F-10 مرکز اسلام آباد

پروپرائیٹر: ملک عبدالستار ☎ آفس: (051) 299394، 290396

جائیداد کی خرید و فروخت، کرایہ پر لین دین کیلئے تشریف لائیں نیز جائیداد انوسٹمنٹ کیلئے رجوع کریں

اسلام آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت اور کرایہ پر لین دین کیلئے ایک با اعتماد ادارہ جو کہ عرصہ 25 سال سے احباب کی احسن طریقہ سے خدمات سرانجام دے رہا ہے

پراپرٹی ایکسچینج سنٹر

یہ ادارہ پراپرٹی مینجمنٹ کا کام بھی پوری مستعدی اور دیانتداری سے انجام دیتا ہے۔ یہ سہولت ان احباب کیلئے ہے جو اسلام آباد و پاکستان میں نہ رہنے کی وجہ سے خود انجام نہیں دے سکتے

فلیٹ نمبر 14 جناح سپر مارکیٹ F-7 مرکز اسلام آباد

فون دفتر: 051 277288 - 277220, 277221 - 277222, 822244 - 829433

فیکس: 277219

بہت زیادہ ہے۔ جلسوں کے موقع پر ناشتہ میں جاپانی اور مغربی دونوں طرز کے ناشتوں کا انتظام رہا۔ جاپانی ناشتہ میں سویابین کا سوپ (Misoshiru) اور چاول جبکہ مغربی کھانوں میں مالٹے کا جوس ٹوسٹ۔ دودھ مربے (جیم) مکھن انڈے وغیرہ کا انتظام رہا۔ چائے جاپانی ناشتہ میں عام طور پر شامل نہیں ہوتی۔ چائے کی بجائے کافی پینا پسند کرتے ہیں لیکن جلسہ کے موقع پر چائے ناشتہ میں بڑے شوق سے پی جاتی بلکہ سارا دن ہی چائے کا دور جاری رہتا۔ یہ سب چیزیں فراوانی کے ساتھ رکھ دی جاتیں اور مہمان اپنی پسند سے اپنی ضرورت کے مطابق چیزیں لے لیتے۔

ماحول میں جب ہر طرف کھانے پینے کی فراوانی ہو تو یہ مسئلہ نہیں ہوتا کہ لوگ زیادہ لے جائیں گے بلکہ مہمانوں کو اصرار کے ساتھ مزید لے لینے کی طرف متوجہ کرنا پڑتا ہے۔ بڑا شریفانہ ماحول ہوتا ہے۔

دوپہر اور شام کے کھانوں کا مینو بنالیا جاتا ہے اور اس کے مطابق جلسہ گاہ کے ماحول اور پارک جہاں جلسہ ہو رہا ہوتا ہے اس کے منتظمین کی اجازت اور قواعد میں رہتے ہوئے کھانا خود تیار کیا جاتا' وہاں کچن میں وہاں کے باورچیوں کی مدد کر دی جاتی یا اپنی پسند بتا کر ان سے کھانا بنوالیا جاتا۔ گوشت۔ دال۔ مچھلی سبزیوں وغیرہ کی مختلف ڈشیں ہوتیں لیکن ساتھ چاول ہی ہوتے تھوڑی روٹی پرمیزی کھانے کے طور پر رکھ لی جاتی۔ ایک دفعہ ایک جلسہ گاہ کے ہال کی انتظامیہ نے سختی سے کہا کہ ہال کے کچن میں کھانا نہیں بنا سکتے۔ البتہ گرم کر سکتے ہیں۔ مکرم ناصر بھٹی صاحب جنہیں کھانا پکانے کا خاص ملکہ ہے نے کھانے کو بڑے احسن طریق سے ایک گھر میں پکانے کا اہتمام کیا پلاسٹک کے خوبصورت مرتبانوں میں ایسی صورت میں ہال میں لے کر آتے کہ منتظمین کو اعتراض نہ ہوتا ہال کے کچن میں گرم کرتے وقت بڑے برتنوں میں حسب ضرورت پانی ڈال دیتے اور گرم کر لیتے اور مہمانوں کو پیش کرنے کے لئے متعلقہ منتظمین کو دے دیتے۔

جاپانی مہمان بڑے شوق سے ہندوستانی کھانے کھاتے ہیں۔ اگر مرچیں ہلکی اور گھی نہ ہونے کے برابر ہو تو بے حد پسند کرتے ہیں۔ البتہ ایسے موقع پر جاپانی کھانے اوسوبا' اودون (نمکین سویاں) سوشی (کچی مچھلی ملے ہوئے چاول) رکھ لئے جاتے ہیں تاکہ کوئی مہمان کسی وجہ سے بھوکا نہ رہے۔

خاکسار کو 1979ء سے 1995ء تک 16 سال جاپان رہ کر خدمت کا موقع ملا۔ پہلے چار سال مکرم عطاء المجیب صاحب راشد کے ساتھ کام کیا اور یوکوہاما۔ ٹوکیو میں قیام رہا۔ باقی 12 سال ناگویا کے مرکزی احمدیہ سنٹر میں بطور امیر اور مربی انچارج قیام کیا۔

جلسہ کے تینوں دن چونکہ جاپانی غیر از جماعت معزز مہمانوں کا مسلسل بیٹھنا مشکل ہوتا اس لئے دو تین گھنٹے کا ایک جاپانی پروگرام رکھا جاتا جس میں تعارف کے علاوہ سوال و جواب کا پروگرام رکھا جاتا اور آخر میں چائے سے تواضع کی جاتی۔ ہر جلسہ کے آغاز کی اہم بات حضرت امام جماعت احمدیہ کا جلسہ کے لئے خصوصی پیغام ہوتا جو احباب جماعت کو پڑھ کر سنایا جاتا اور اس کا ترجمہ پیش کیا جاتا۔

فجی

مکرم محمد اشرف اسحاق صاحب سابق انچارج فجی مشن لکھتے ہیں۔

فجی میں جلسہ سالانہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جلسہ سالانہ قادیان کی طرح گزشتہ قریباً 30 سال سے منعقد ہوتا ہے۔ ہر سال مجلس شوریٰ میں اس جلسہ کی تاریخیں مقرر کرنے کے لئے مشورہ ہوتا ہے اور اکثر ماہ دسمبر کے آخری ہفتہ میں ہی اس کا انعقاد ہوتا ہے

جلسہ پر تشریف لانے والے مہمان مرد و خواتین ایک دو راتیں اپنے عزیزوں کے ہاں اور جماعت کی طرف سے کئے گئے انتظامات کے تحت قیام کرتے ہیں اور ہر سال مہمانان کے سونے کے لئے مکرم محمد حنیف صاحب اور مکرم شاہ محمد صاحب اپنی فیکٹری کے بنے ہوئے فوم کے گدے کافی تعداد میں لوٹوکا Lautoka سے Suva صووا بھجوا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے۔

لنگر خانہ کے جملہ کام احباب جماعت اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں۔ گوشت کے لئے اکثر کوئی نہ کوئی احمدی مخلص بھائی پہلے سے ہی پیشکش کر دیتے ہیں کہ ایک اچھا صحت مند بیل ان کی طرف سے ہو گا۔ بعض احباب چاول کی پیشکش کر دیتے ہیں۔ اور تمام اخراجات کے لئے مقررہ بجٹ کے مطابق جماعت کے افراد چندہ جلسہ سالانہ ادا کرتے ہیں۔

کھانا پکانے کا کام بھی جماعت کے دوست خود کرتے ہیں پیاز' لہسن' اور مصالحہ جات تیار کرنے کے لئے لجنات بھرپور تعاون کرتی ہیں اور ان کی ان تھک محنت کے نتیجہ میں بروقت گرم چائے تیار ملتی ہے اور دھلے ہوئے صاف ستھرے برتن ہر وقت مہیا ہوتے ہیں۔ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کھانے کے برتن کرایہ پر لانے پڑیں اکثر برتن خرید کر مستقل طور پر سٹور میں رکھے ہوئے ہیں۔

دوپہر اور شام کے کھانے میں چاول کے ساتھ گوشت' سبزیاں اور دال بھی ہوتی ہے اور چونکہ ماہ دسمبر فجی میں گرمیوں کے مہینوں میں سے ہے اس لئے کھانے کے ساتھ جوس یا شربت بھی پیش کیا جاتا ہے۔ کھانا کھلانے کے لئے میزوں کرسیوں کا انتظام ہوتا ہے۔ طعام گاہ میں عورتوں کے لئے الگ باپردہ حصہ ہوتا ہے۔

کھانے میں آخری روز وہاں کی ایک لذیذ ڈش گوشت میں کساوا ملا کر تیار کی جاتی ہے اور دال بھری روٹیاں جیسے پاکستان میں مولیاں ڈال کر پراٹھے بنائے جاتے ہیں تیار کی جاتی ہیں۔

ناشتہ میں ڈبل روٹی اور اس کے ساتھ انڈے' جام اور مکھن ہوتا ہے۔ کھانے میں پلاؤ کا رواج ہے مگر زردہ کا کسی کو علم نہیں ہے۔ کھانوں کے ساتھ سلاد کا بھی باقاعدہ اہتمام کیا جاتا ہے۔ کبھی کبھی وہاں کی ایک لوکل ڈش بھی تیار کی جاتی ہے۔ جس میں "ڈالو" پکتا ہے۔ یہ بڑے بڑے پتوں والے پودے کے نیچے جڑ کے طور پر کلو یا ڈیڑھ کلو وزنی آلو کی طرح کی ایک چیز ہوتی ہے۔

الغرض دوسرے ممالک کی طرح فجی میں بھی قادیان کے جلسہ کی روایات کے مطابق جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے اور جس طرح حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس جلسہ کے لئے اپنے گھر سے ایک لنگر کی ابتداء فرمائی تھی اسی کے زیر اثر جماعت فجی بھی اپنے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف اقوام میں سے احمدی ہونے والے بھائیوں کی کئی روز تک اس لنگر سے تواضع کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے انتظامات کرنے والوں' اور چندہ جلسہ سالانہ دینے والوں اور جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

OOO

سیرالیون

مکرم خلیل احمد صاحب مبشر سابق امیر جماعت سیرالیون لکھتے ہیں۔

پیارے آقا حضرت امام جماعت الرابع کی طرف سے جلسہ سالانہ سیرالیون کی تاریخوں کی منظوری ملتے ہی جلسہ کی تیاریاں شروع ہو جاتی ہیں۔ سب سے پہلے مرکزی مربیان کے ذریعہ ملک بھر کی جماعتوں کے صدر صاحبان کو ان تاریخوں سے مطلع کیا جاتا ہے۔ پھر جوں جوں جلسہ کے ایام قریب آتے ہیں۔ جلسہ کے انعقاد کی تشہیر بھی زور پکڑ لیتی ہے۔ سیرالیون کے ریڈیو' اور ٹی۔ وی۔ پر بھی اعلانات کروائے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے پوسٹرز چھپوا کر ملک کے بڑے بڑے شہروں میں چسپاں کئے جاتے ہیں۔ ہینڈ بلز بھی تقسیم ہوتے ہیں۔

انتظامات 1- مرکزی جلسہ سالانہ کی طرح سیرالیون میں بھی افسر جلسہ سالانہ اور افسر جلسہ گاہ مقرر ہوتے ہیں۔ جن کی زیر نگرانی جلسہ کے جملہ انتظامات سرانجام پاتے ہیں۔ افسر جلسہ گاہ کے سپرد جلسہ گاہ کی تیاری اور جلسہ کا پروگرام وغیرہ تیار ہوتا ہے۔ اس شعبہ میں محترم لطف الرحمان صاحب محمود پرنسپل احمدیہ سکول بو کو قابل قدر خدمت کی توفیق ملی ہے۔ اللہ جزا دے افسر جلسہ سالانہ کے طور پر مکرم چوہدری لطیف احمد صاحب جھمٹ نے گرانقدر خدمت سرانجام دی ہے سیرالیون کے جلسہ سالانہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بالکل مرکزی جلسہ کی طرح منعقد کرنے میں انہوں نے بہت محنت کی اللہ تعالیٰ جزا دے۔

چنانچہ افسر جلسہ سالانہ کی زیر نگرانی نظامت کھانا پکوائی و سپلائی نظامت پانی سپلائی۔ نظامت رہائش اور نظامت خدمت خلق۔ رجسٹریشن اور اجراء پرچی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

سیرالیون کا جلسہ سالانہ چونکہ سالہا سال سے ملک کے دوسرے بڑے شہر بو میں بھی منعقد ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے بو جماعت کے احباب جلسہ کے انتظامات کے سلسلہ میں بہت ٹرینڈ ہو چکے ہیں۔ پہلے پہل مہمانوں کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ جلسہ سالانہ کے یہ مہمان بو جماعت کے احباب کے گھروں میں ہی قیام کرتے تھے۔ اور جماعت کی طرف سے ان مہمانوں کے کھانے کا انتظام بھی انہی کے گھروں میں بھی کر دیا جاتا تھا۔

1988ء کے سال کے بعد سیرالیون میں جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس تیزی سے بڑھی کہ ایک تو مہمانوں کی تعداد کے مقابل پر بو جماعت کے گھر چھوٹے ہو گئے۔ دوسرا یہ کہ اتنے زیادہ مہمانوں کے کھانے کا انتظام بھی گھروں میں مشکل ہو گیا۔ چنانچہ رہائش کے لئے احمدیہ سیکنڈری سکول اور پرائمری سکول اور بورڈنگ ہاؤس کی عمارات کو استعمال میں لایا جانے لگا۔ فوم اور گھاس کی بنی ہوئی سینکڑوں میٹرس خریدی گئیں۔ جو سکولز کے کمروں میں زمین پر بچھادی جاتی ہیں اور جماعتوں اور مہمانوں کی تعداد کے حساب سے ان کمروں کی تقسیم کر دی جاتی ہے۔

کھانا پکوانے اور کھلانے کا انتظام

جو مہمان سکولز میں قیام کرتے ہیں ان کے کھانے کا انتظام سکول کے کمپاؤنڈ میں ہی ہوتا ہے۔ جہاں بیک وقت تین لنگر خانے کام کرتے ہیں۔ سیکنڈری سکول کے بڑے ہال میں ان کے کھانا کھلانے کا انتظام ہوتا ہے۔ دو تین شفٹوں میں سب احباب کو کھانا کھلا دیا جاتا ہے۔ کھانے کی پرچی کے طور پر کھانے کا کارڈ جاری کیا جاتا ہے۔ جو کھانے کے وقت ساتھ لے جانا ضروری ہے۔ جلسہ کے دنوں میں دن میں تین بار کھانا کھلایا جاتا ہے۔ صبح ناشتہ ہوتا ہے۔ جس میں ڈبل روٹی جسے ہم سیرالیوان میں فولا بریڈ کے نام سے پکارتے ہیں۔ سیرالیون میں ایک قبیلہ فولانی ہے۔ اس قبیلہ کے لوگ یہ روٹی تیار کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس روٹی کا نام بھی فولا بریڈ پڑ گیا ہے۔ روٹی میں بٹر Butter لگا کر کافی کے ساتھ ناشتہ کے لئے پیش کی جاتی ہے۔ دوپہر کو ابلے ہوئے چاول اور پلاسس ہوتا ہے۔ پلاسس وہاں کا لوکل سالن ہے۔ جو شکر قندی کے پتے۔ مچھلی۔ مونگ پھلی۔ پام آئل۔ نمک۔ مرچ۔ میگی وغیرہ سے تیار ہوتا ہے۔ سیرالیون میں نووارد تو جب اسے پہلی بار چکھتا ہے تو بلا مبالغہ قے کرنے کے لئے دوڑتا ہے۔ پھر جب اس کا مزہ لگ جاتا ہے۔ تو پاکستان یا دیگر ممالک میں بھی بیٹھا ہوا بھی پلاسس کو یاد کر کے اس کے مزے لیتا ہے۔

شام کے کھانے میں پھر ابلے ہوئے چاول مچھلی کے شوربے کے ساتھ تیار ہوتے ہیں۔ وہ احباب جو جماعتی نظام کے تحت گھروں میں ٹھہرتے ہیں۔ ان کے کھانے کا انتظام انہی گھروں میں کر دیا جاتا ہے۔ شعبہ سپلائی ان گھروں میں سامان پہنچا دیتا ہے۔ ایسے مہمان جو لوکل کھانا نہیں کھا سکتے۔ ان کے لئے علیحدہ کھانا تیار کروایا جاتا ہے۔ ان کے لئے ناشتہ میں آلو انڈے اور روٹی چائے ہوتی ہے۔ دوپہر کو گوشت آلو کا سالن ساتھ چاول یا روٹی۔ رات کے کھانا میں کبھی دال اور کبھی مچھلی کا شوربہ چاول یا روٹی کے ساتھ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں مہمانوں کو تین وقت کھانا بروقت مل جاتا ہے۔ جیسے جیسے مہمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ویسے ویسے انتظامات بھی وسیع ہو رہے ہیں۔ سیرالیون میں حضرت بانی سلسلہ کا لنگر وسعت پر وسعت پکڑتا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ وہ دن جلد لائے جب یہ لنگر سارے سیرالیون پر محیط ہو جائے۔

OOO

بینن Benin

مکرم صفدر نذیر گولیکی صاحب مربی سلسلہ

سابق امیر و مشنری انچارج بینن نے بتایا کہ

بینن خدا تعالیٰ کے فضل سے ربوہ کے جلسہ سالانہ کے علاوہ لندن" جرمنی اور نائیجیریا کے جلسہ ہائے سالانہ میں شامل ہو کر انتظامات لنگر خانہ دیکھنے کا موقعہ بھی ملا ہے نیز ان کی امارت کے تحت مغربی افریقہ کے ملک بینن کے جلسہ سالانہ بھی منعقد ہوئے۔ اور ان میں بھرپور یہ کوشش رہی کہ وہی رنگ بھر دیا جائے جو حضرت بانی سلسلہ نے پہلے جلسہ سالانہ قادیان میں بھرا تھا۔ خاص طور پر لنگر کے حوالے سے یہ ایک زبردست دل کو موہ لینے والا شعبہ ہوتا تھا جب سب مل کر اکٹھے کھانا کھاتے ہیں۔

انہوں نے بتایا کہ

بینن کے ایک جلسہ سالانہ کی تفصیل کچھ یوں ہے 1990ء کا جلسہ سالانہ پورٹونوو Porto Novo میں ماہ اکتوبر میں منعقد ہوا۔ ایک ہائی سکول میں انتظام کیا گیا تھا۔ دو پنڈال بنائے گئے تھے۔ مستورات کے لئے الگ رہائش اور کھانے کا انتظام تھا اور مردوں کے لئے الگ۔ افسر جلسہ سالانہ مکرم سیکو ودائیڈو صاحب تھے مکرم راقعو الوگوندارے صاحب سیکرٹری ضیافت ہونے کی وجہ سے 1990ء کے جلسہ سالانہ میں ناظم خوراک و رہائش تھے۔

جلسہ سالانہ سے دو ماہ قبل ہی علاقہ کے اجلاسات میں 5 ایام میں دیئے جانے والے مینو تیار کر لئے تھے۔ اور اشیاء خوردنی کی خرید بھی کر لی گئی تھی۔

پکوائی ۔ یہ کام لجنہ اماء اللہ کے سپرد تھا جو صدر صاحبہ مکرمہ زبیدہ صاحبہ کی سرکردگی میں نہایت ہی خوبصورتی سے سرانجام پایا۔

پکانے کا طریقہ افریقہ میں چونکہ دیگیں نہیں ہوتیں بلکہ بڑے بڑے دیگچے ہوتے ہیں جس طرح پاکستان میں سندھ کے علاقہ میں ہوتے ہیں) ان میں پکایا جاتا ہے۔

مینو ۔ ناشتہ میں جوار کے آٹے کی بنائی گئی چائے اور ساتھ بازاری فرنچ روٹی اور دال پر مشتمل ہوتا ہے۔ دوپہر کو چاول اور مچھلی یا گوشت شام کو Pate پات کے ساتھ مچھلی یا گوشت کا سالن

پات بنانے کا طریقہ Pate۔ پات (ایک کا پات جو ایک قسم کی جڑ ہوتی ہے اسے چھیل کر کدوکش کر کے اس کا پانی نچوڑ لیتے ہیں۔ اور کڑاہی (مٹی کی بنی ہوئی) میں بھون لیتے ہیں پھر اسے چھان لیتے ہیں اس کو گگاری کہتے ہیں اور ابلتے پانی میں ڈال کر خوب پکاتے ہیں اور سخت ہوتے پر برتنوں یا پلاسٹک کی لفافوں میں ڈال کر رکھ لیتے ہیں اور پھر کسی بھی سالن کے ساتھ کھاتے ہیں)۔

مکئی کے آٹے کا پات اسی طرح مکئی کو رات بھر پانی میں بھگو دیتے ہیں اور پھر صبح گرائنڈر پر لے جا کر ایک دفعہ گرائنڈ کرتے ہیں۔ اور پھر پانی میں ڈال کر دھو لیتے ہیں۔ چھلکا اتر جاتا ہے۔ بعد ازاں پھر گرائینڈر پر اچھی طرح میدے کی شکل کا آٹا بنا لیتے ہیں۔ ابلتے پانی میں ڈال کر ہلاتے جاتے ہیں اور سخت ہونے پر پلیٹوں میں ڈال لیتے ہیں۔ اور پھر مچھلی یا گوشت کے سالن کے ساتھ کھاتے ہیں۔

کھانا تقسیم کرنے کا طریقہ :- ہر جماعت کے خدام میں سے 3-3 '4-4 افراد پر مشتمل افراد کا گروپ بنایا گیا تھا۔ اور ان کا ایک نگران۔ ہر کھانے کے وقت وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کھانا لا کر اپنی جماعت کے افراد کو کھلا دیتے تھے۔ سکول کے مختلف کمروں میں مختلف جماعتوں کے افراد کی رہائش کا بندوبست تھا۔ اور بڑے کمرے میں کھانا کھلانے کا انتظام تھا۔ باری باری جماعتوں کے افراد کو بلایا جاتا اور جب کمرہ بھر جاتا تو دوسروں کو انتظار کے لئے کہا جاتا۔

چونکہ حاضری 4 سے 5 سو کے قریب تھی اس لئے زیادہ وقت کھانا کھلانے میں نہیں لگتا تھا۔

لجنہ اماء اللہ کے لئے مشن ہاؤس میں رہائش و طعام کا انتظام تھا۔ اس لئے ان سب کے لئے مشن ہاؤس میں کھانا پہنچا دیا جاتا۔

صفائی جلسہ سالانہ میں ایک شعبہ جو نہایت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے وہ شعبہ صفائی ہے مکرم راجی ابراہیم صاحب اس شعبہ کے نگران تھے جنہوں نے نہایت ہی جانفشانی سے جلسہ سے پہلے اور دوران جلسہ اور پھر جلسہ کے بعد اپنے معاونین کے ساتھ کام کیا۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار لیٹرینوں کی صفائی انہوں نے خود اپنے ہاتھ سے کی۔

اسی طرح برتنوں کی صفائی اور بڑے بڑے دیگچوں کی صفائی ستھرائی کا کام بھی بہت ہی احسن رنگ میں کیا۔

OOO

زیمبیا

مکرم محمود احمد منیب صاحب مربی سلسلہ سابق امیر و مربی انچارج زیمبیا لکھتے ہیں۔

زیمبیا سنٹرل افریقہ کا ملک ہے۔ یہاں جماعت لمبے عرصہ سے قائم ہے لیکن جلسہ سالانہ بعض وجوہات کی بناء پر منعقد نہیں ہو رہا تھا۔ یہاں کے دارالحکومت لوساکا میں احمدیہ سنٹر کی وسیع عمارت کی تکمیل دسمبر 1994ء میں ہوئی تو مربیان و نیشنل مجلس عاملہ کے مشورہ سے جلسہ سالانہ کے انعقاد کا فیصلہ کیا گیا۔ اپریل میں یہاں سکولوں میں چھٹیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ وسط اپریل میں دو یوم کے لئے جلسہ منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

افسر جلسہ کے فرائض مکرم محمد انیس احمد صاحب مربی سلسلہ کے سپرد ہوئے۔ خاکسار نے رہائش وغیرہ کے انتظامات اپنے ذمہ لئے اور خاکسار کی اہلیہ محترمہ صالحہ محمود کے سپرد کھانا تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ مہمانوں کے کھانے وغیرہ کے لئے اشیاء خوردنی قبل از وقت خرید لی گئیں۔ دو بکرے ذبح کر کے گوشت ڈی فریزر میں محفوظ کر لیا گیا۔ ناشتہ میں بریڈ۔ مکھن اور چائے دی جاتی رہی۔ دوپہر کے کھانے میں ابلے ہوئے چاول اور آلو گوشت پیش کیا جاتا۔ اور شام کا کھانا شیما (Shima) اور آلو گوشت پر مشتمل ہوتا۔ شیما' پانی کو ابال کر اس میں مکئی کا آٹا تھوڑی دیر کے لئے پکا لیتے ہیں جیسے آٹے کا بڑا سا پیڑہ۔ اس مکئی کے آٹے کو شوربے سے کھاتے ہیں اور اس کے ساتھ گوشت کا ٹکڑا بہت ہی مزیدار ہوتا ہے۔

یہاں کے لوگ دن میں ایک وقت شیما ضرور کھانا پسند کرتے ہیں۔ رہائش کے لئے فیملی پر مشتمل افراد کو الگ الگ کمرے مہیا کئے گئے اور مردوں کو ایک بڑے ہال میں ٹھہرایا گیا۔ جماعت احمدیہ زیمبیا کے لئے جلسہ سالانہ کا یہ پہلا تجربہ تھا۔ اللہ کے فضل سے لنگر خانہ و دیگر انتظامات جلسہ بفضل تعالیٰ ہر طرح احسن رنگ میں انجام پائے۔ اور احباب نے جملہ انتظامات کی تعریف کی۔

OOO

سپین میں لنگر خانہ حضرت بانی سلسلہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے 1983ء سے سپین میں جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوتا ہے۔ پہلا جلسہ اس وقت کے امیر و مربی انچارج محترم سید محمود احمد ناصر صاحب کی صدارت میں بیت البشارت پیدرو آباد (قرطبہ) میں منعقد ہوا۔

جلسہ سالانہ کی تاریخوں کا فیصلہ مجلس عاملہ کے مشورہ سے کیا جاتا ہے اس کے انتظامات کے لئے رہائش۔ مہمان نوازی ٹرانسپورٹ۔ صفائی و استقبال وغیرہ کے لئے علیحدہ علیحدہ ناظمین مقرر کئے جاتے ہیں۔ مہمانوں کی رہائش کا انتظام بیت البشارت (پیدرو آباد) کے علاوہ قرب و جوار میں رہنے والے احباب جماعت کے گھروں میں بھی کیا جاتا ہے۔ اور کوشش یہی کی جاتی ہے کہ ربوہ کے جلسہ سالانہ کی طرز پر جملہ انتظامات کئے جائیں۔

جلسہ سالانہ کے مہمانوں کو صبح کے ناشتے میں بریڈ۔ جام۔ انڈے اور چائے وغیرہ پیش کی جاتی ہے۔ جبکہ دوپہر اور شام کے کھانے میں مرغی۔ بکرے کا گوشت' سبزی' دال وغیرہ حسب حالات پکائے جاتے ہیں۔ سالن زیتون کے تیل میں تیار کیا جاتا ہے۔ سلاد جس میں کھیرا ٹماٹر اور زیتون کا تیل ڈالا جاتا ہے ہر کھانے کے ساتھ بکثرت پیش کیا جاتا ہے اور کھانے کے بعد چائے۔ علاوہ ازیں جلسہ کی تقاریر کے وقفہ میں بھی چائے و بسکٹ وغیرہ سے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جلسہ کے پروگرام میں ایک مجلس سوال و جواب ہوتی ہے جس میں احمدی احباب کے علاوہ بکثرت سپینش احباب بھی شامل ہوتے ہیں۔ جس کے اختتام پر جملہ حاضرین کی لنگر خانہ کی طرف سے چائے مٹھائی دیگر مشروبات سے تواضع کی جاتی ہے۔ لنگر خانہ میں کھانا بڑے بڑے دیگچوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ خدام و انصار مل کر کھانا تیار کرتے ہیں۔ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات بھی حسب ضرورت مدد کرتی ہیں۔ جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے احباب کی تعداد چند سو افراد پر مشتمل ہوتی ہے لیکن جلسہ کی رونق اور جوش و خروش کسی بڑے جلسہ ہی کی طرح دکھائی دیتا ہے سپین کے مختلف جلسہ سالانہ کے مواقع پر مختلف شعبہ جات میں نمایاں خدمت کی توفیق پانے والے احباب کے نام بغرض دعا پیش ہیں۔ مکرم محمد اکرم عمر صاحب سابق مربی سپین حالی امیر و مربی انچارج گوئٹے مالا۔ مکرم عبدالحلیم احمد صاحب سابق امیر و مربی انچارج سپین۔ مکرم رشید احمد زاہد صاحب' مکرم فضل الٰہی قمر صاحب' مکرم عبدالکریم طاہر صاحب' مکرم عبدالرزاق صاحب' مکرم عبدالباسط صاحب' مکرم مبارک احمد صاحب' مکرم بشارت احمد صاحب قرطبہ' مکرم بشارت احمد صاحب (میڈرڈ) مکرم انور اقبال صاحب' محترمہ بیگم صاحبہ سید محمود احمد ناصر صاحب سابق امیر و مربی انچارج سپین' و اہلیہ صاحبہ محترم مولانا کرم الٰہی ظفر صاحب' محترمہ بشریٰ بشارت صاحبہ صدر لجنہ' مکرمہ نصرت ستار صاحبہ اور مکرمہ جمامہ البشریٰ صاحبہ ودیگر خدام و انصار۔ اطفال و ناصرات وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو اپنے فضلوں سے نوازتا چلا جائے۔

OOO

بقیہ صفحہ 27

تعالیٰ نے توفیق دی تو پھر کسی وقت بعض مزید مثالیں قارئین کی خدمت پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

میں یہاں اس بات کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں چاہے کتنی ہی لمبی فہرست پیش کر دوں اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ تمام کے تمام مخلصین کے نام اس فہرست میں آ گئے ہوں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اخلاص کا دل سے تعلق ہے اور کئی کام ایسے ہوتے ہیں جو انسان کے انتہائی اخلاص پر دلالت کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اکثر حصہ نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔ اور چونکہ ان واقعات کی حقیقی اہمیت تک انسانی نگاہ پہنچنے سے قاصر ہوتی ہے۔ اس لئے ان کا تذکرہ رقم ہونے سے رہ جاتا ہے۔ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے ذریعہ حلقہ بگوش احمدیت ہونے والوں اور پھر اخلاص میں قابل رشک ترقی کرنے والوں کی تعداد اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت زیادہ ہے۔ بعض تو اس تذکرے میں شامل ہو جائیں گے۔ اور بعض رہ جائیں گے۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے اخلاص کو درجہ قبولیت سے نوازے۔ آمین۔

OOO

مرزا خلیل احمد قمر

ائمہ جماعت احمدیہ کی مہمان نوازی

چند ایمان افروز واقعات

مہمان نوازی انسان کے بنیادی اخلاق میں سے ایک اہم خلق ہے جو انسان کے بااخلاق ہونے کا باعث ہے۔ اس میں کسی مذہب کی قید نہیں جبکہ مذہب اور بے مذہب لوگوں میں مہمان نوازی ایک نمایاں اہمیت رکھتی ہے عربوں میں تو مہمان نوازی بہت ہی نمایاں خلق تھا۔ وہ اپنے مہمان کی مہمان نوازی اس حد تک کرتے تھے کہ خود مقروض ہو جاتے۔ مگر مہمان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے دیتے بلکہ مہمان کی تکلیف کو اپنی بے عزتی سمجھتے۔ اور اپنے مہمان کی خاطر مدارت کو اپنی عزت و توقیر کا باعث سمجھتے تھے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کی مہمان نوازی کے واقعات موجود ہیں۔ آپ کے جانشین ائمہ جماعت ان اخلاق کو قائم رکھنے والے اور افراد جماعت کو اپنے اخلاق اور نمونہ سے روشن مثالیں فراہم کرنے والے ہیں۔ ذیل میں بطور نمونہ چند واقعات پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الاول

امام جماعت احمدیہ الاول حضرت مولانا نور الدین کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ اور آپ کو اپنی ابتدائی زندگی میں بہت سے اساتذہ سے اور مدارس میں تعلیم حاصل کرنے کا موقعہ ملا آپ خود بھی پاک وہند کے نامور علماء میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ چونکہ مطب کرتے تھے اور ساتھ درس بھی جاری رکھتے تھے اس سے آپ کے درس میں شامل ہونے والے اور بعض دوسرے افراد جو تعلیم حاصل کرتے تھے آپ کے پاس موجود ہوتے تھے جب دوپہر کے کھانے کا وقت ہوتا تو کئی بار آپ گھر سے کھانا منگواتے اور جتنے احباب موجود ہوتے جس چٹائی پر بیٹھے ہوئے درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہوتا تھا۔ وہیں کھانا آجاتا اور سب کھانے میں شامل ہو جاتے۔ بعض اوقات گھر میں کوئی خاص چیز تیار کرواتے اور اپنے احباب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی

حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے بارے میں ایک یہ خبر بھی تھی کہ "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔" حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے جس طرح مہمان نوازی کی روشن مثالیں قائم کیں اور احباب کی دلداری اور محبت و شفقت کے نمونے دکھائے حضرت امام جماعت الثانی کے باون سالہ دور امامت میں آپ کے احباب نے وہ نمونے دیکھے جس میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب جو حضرت امام جماعت الثانی کے ساتھ 1924ء کے سفر یورپ میں ہم سفر تھے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی کے اس بے مثال خلق کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ایک روز (حضرت صاحب) کھانے کے لئے میز پر تشریف فرما تھے۔ کھانوں میں ایک پرہیزی کھانا تھا۔ اور ایک عام سب قافلے کا کھانا۔ کھانا شروع ہوا۔ حضرت صاحب نے پرہیزی کھانے میں سے اپنا حصہ لے لیا۔ اور ہم دونوں کا حصہ ہماری طرف کر دیا۔ ہم نے اس خیال سے کہ دوسرے قافلہ میں حضرت میاں شریف احمد صاحب ہیں۔ اپنا حصہ ان کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ اور دوسرے کھانے میں سے لے کر کھانا شروع کر دیا۔ یہ دیکھ کر حضرت صاحب سخت ناراض ہوئے اور کھانا چھوڑ دیا اور فرمایا کہ میں قطعاً یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے ساتھی وہی کھانا نہ کھائیں جو میں کھا رہا ہوں۔

(الحکم 7 مارچ 1940ء ص 5)

ایک انوکھی دعوت حضرت امام جماعت الثانی کی مہمان نوازی کی ایک انوکھی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ صاحبزادی امتہ الباسط صاحبہ تحریر کرتی ہیں۔

حضرت صاحب ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحب کا بھی بے حد خیال رکھتے تھے۔ جابہ میں ایک مرتبہ بھائی ظفر نے ڈھاکے سے لیچی بھیجی۔ ڈاکٹر صاحب کو بے حد پسند تھی۔ صبح صبح ایک عورت میرے پاس آئی۔ اس نے کہا آپ کو حضرت صاحب بلا رہے ہیں۔ میں گئی تو حضرت ابا جان فرمانے لگے یہ لیچیاں لے جاؤ اور دھاگے سے درختوں کے ساتھ باندھ آؤ۔ میں ڈاکٹر صاحب کو لے کر آتا ہوں۔ میں اس وقت بھاگی ہوئی گئی اور مختلف درختوں میں لیچیاں باندھ دیں۔ ابا جان نے ڈاکٹر صاحب کو بلایا۔ وہ آئے تو فرمانے لگے ڈاکٹر صاحب اگر خدا کی قدرت سے درختوں پر آپ کو لیچیاں مل جائیں تو کیا ہو۔ ڈاکٹر صاحب ہنسنے لگے۔ آپ فرمانے لگے آئیں ڈھونڈتے ہیں۔ درخت کے پاس جاتے تھے اور فرماتے تھے ڈاکٹر صاحب کھائیں۔ خدا نے آپ کے لئے بھیجی ہیں ڈاکٹر صاحب بے حد خوش ہو کر کھاتے تھے اور حضرت ابا جان ان کو دیکھ کر بے حد خوش ہو رہے تھے۔

(مصباح نومبر دسمبر 1965ء ص 26-27)

محترمہ صاحبزادی امتہ الباسط صاحبہ تحریر فرماتی ہیں۔

ڈلہوزی میں کھانا لگا اس وقت سارے قافلے کا کھانا ساتھ ہوتا تھا حضرت ابا جان نے پوچھا کہ باہر کھانا بھیج دیا ہے؟ کسی نے کہا جی چلا گیا ہے پوچھا کیا بھیجا ہے۔ جب بتایا تو ایک چیز میز پر زائد تھی حضرت ابا جان نے اسی وقت اٹھوا دی اور سختی سے حکم دیا کہ جو چیز باہر عملے کے لئے جائے گی میرے لئے وہی آئے ورنہ میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔

(ماہنامہ مصباح نومبر دسمبر 1965ء ص 26)

حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث

صاحبزادہ کرنل مرزا داؤد احمد صاحب حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث کے بارے میں لکھتے ہیں۔

اگرچہ چند سالوں سے اپنی غذا چند لقمہ تک محدود ہو گئی تھی۔ مگر دسترخوان بہت وسیع تھا۔ کھانا نہایت اعلیٰ ہوتا تھا جو بھی دسترخوان پر بیٹھ گیا اس کی ہر قسم کی نازبرداری کی گئی جب بھی سفر پر جاتے تھے تو توقع رکھتے تھے کہ اقرباء آئیں اور وہیں کھانا کھائیں اسلام آباد جب جاتے تو توقع کرتے تھے کہ ڈاکٹر نوری ساتھ کھائیں اگر ڈاکٹر نوری کو دیر ہو جاتی تو ان کا کھانا رکھنے کا حکم فرماتے۔

(ماہنامہ خالد..... ناصر نمبر ص 95)

جناب مسعود احمد دہلوی سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل حضرت امام جماعت الثالث کی شفقت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لندن پہنچے ہوئے ہمیں ابھی چند روز ہی ہوئے تھے۔ ایک روز حضرت صاحب نے ازراہ شفقت خاکسار سے پوچھا کوئی تکلیف ہو تو بتائیں۔ میں نے عرض کیا کوئی تکلیف نہیں پھر پوچھا کھانا تو ٹھیک مل رہا ہے۔ میں کہہ بیٹھا کہ سالن کے ساتھ ڈبل روٹی کھانے کی ابھی تک عادت نہیں پڑی۔ کھانے کا سارا مزہ کرکرا ہو جاتا ہے۔ نوالہ حلق سے ذرا مشکل سے اترتا ہے۔ میرا جواب سن کر حضرت صاحب مسکرائے اور بات آئی گئی ہو گئی۔ ظہر کے بعد میں اپنے کمرہ میں آکر بیٹھا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت صاحب مشن کی تیسری منزل جہاں میرا قیام تھا' تشریف لا رہے ہیں اور ہاتھ میں چھوٹے سے کپڑے میں کوئی چیز اٹھائی ہوئی ہے اور کسی قدر بلند آواز میں فرما رہے ہیں کہ دہلوی صاحب کہاں ہیں میں دوڑ کر حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے دیکھتے ہی کپڑا میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا اس میں دو چپاتیاں ہیں۔ جو خاص آپ کے لئے میں نے پکوائی ہیں۔

میں نے امریکہ سے ہاتھ سے چلنے والی ایک چھوٹی سی چکی منگوائی ہے اس میں بمشکل اتنا آٹا پستا ہے کہ جس سے چار چپاتیاں بن سکیں۔ دو چپاتیاں میں کھاتا ہوں وہ چپاتیاں آپ کو روزانہ دونوں وقت مل جایا کریں گی۔

(ماہنامہ خالد..... ناصر نمبر ص 114)

محترم بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام بیت الفضل لندن جو حضرت امام جماعت الثالث کے بطور پرائیویٹ سیکرٹری بھی کام کرتے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں:-

آپ کھانے میں بہت اعتدال فرماتے تھے۔ پرخوری کے بارہ میں فرمایا کرتے تھے کہ اکثر بیماریوں کی جڑ پرخوری ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ حقیقی صاحب ایمان کی ایک تعریف یہ بھی ہے کہ وہ کم کھاتا ہے فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں ایک زمیندار کے ہاں مہمان ہوا۔ اس نے میرے سامنے بہت ساری چپاتیاں اور سالن رکھ دیئے۔ میں نے حسب عادت تھوڑا کھایا۔ زمیندار کی بیوی پردے کی اوٹ سے دیکھ رہی تھیں۔ وہ کہنے لگیں میاں صاحب آج آپ نے اپنے گھر کی طرح نہیں کھانا بلکہ جتنا میں کہوں اتنا کھانا ہے۔ میں نے ان کو بار بار سمجھایا کہ میں تو کھاتا ہی کم ہوں لیکن ان کو یقین نہ آیا۔ اور وہ اصرار کرتے چلے گئے کہ اور کھائیں اور کھائیں۔

(ماہنامہ خالد..... ناصر نمبر ص 171-172)

محترم چوہدری احمد جان صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی تحریر فرماتے ہیں۔

حضرت امام جماعت الثالث فرمایا کرتے تھے (میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) اور واقعی حضرت صاحب کی زندگی تکلف سے پاک تھی۔ اور اس ارشاد کا عملی نمونہ اکثر دیکھنے میں آیا۔ گرمیوں کے موسم میں حضرت صاحب مری یا ایبٹ آباد تشریف لایا کرتے تھے بوربن ریسٹ ہاؤس آپ کو بہت پسند تھا اس میں وسیع لان بھی تھا۔

ایک روز خاکسار وہاں ایسے وقت حاضر ہوا کہ کھانے کا وقت جلد ہو گیا میں اپنا پرہیزی کھانا ہمراہ لے گیا تھا۔ حضرت صاحب کو اس کا علم ہوا فرمایا آؤ ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ۔ میں حاضر ہوا حضرت صاحب نے نہایت شفقت سے مجھے اپنے پاس بٹھایا۔ صاحبزادگان میز کے اردگرد کھڑے تھے۔ اپنا کھانا نہایت محبت سے مجھے کھلایا اور فرمایا لاؤ تمہارا کھانا کدھر ہے اسے بھی چکھا اور شفقت سے محو گفتگو بھی رہے۔

پھر ایک دفعہ کسی دورے سے واپسی ربوہ تھی مجھے بھی کسی میٹنگ میں شمولیت کے لئے آنا تھا۔ فرمایا ہمارے ساتھ کار میں چلے چلو۔ لیکن ساتھ دوپٹہ اور اچار لیتے چلنا تعمیل ارشاد کی گئی۔ راستہ میں ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر سب کے ساتھ اچار کے ساتھ ناشتہ کیا حضرت صاحب کو اچار پسند تھا آہ بے تکلفی کا عجیب منظر تھا۔

(..... ناصر نمبر ماہنامہ خالد ص 299)

صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب ایڈووکیٹ تحریر فرماتے ہیں۔

کھانا کھا رہے ہوتے تو ضرور شریک کرتے۔ حضرت صاحب کا کھانا بہت سادہ اور بے مرچ ہوتا تھا۔ ابلی ہوئی سبزیاں بدمزہ لیکن حضرت صاحب شوق سے کھا رہے ہوتے یاد آیا ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھاتے اور اگر کھانے کے دوران دائیں ہاتھ پر سالن لگ جاتا اور پانی پینا ہوتا تو گلاس بائیں ہاتھ سے پکڑتے اور دائیں ہاتھ کو کلائی سے ضرور سہارا دیتے تاکہ دایاں ہاتھ ضرور استعمال ہو۔

(ماہنامہ خالد..... ناصر نمبر 241)

محترم ثاقب زیروی صاحب کا واقعہ ہے کہ 1974ء کے فسادات کے دوران ہفت روزہ لاہور کے ایڈیٹر اور پبلشر پر سرگودھا میں مقدمہ تھا چنانچہ ثاقب صاحب اور م ش (میاں محمد شفیع) عدالت میں پیش ہوئے۔ جانے سے قبل حضرت امام جماعت الثالث سے مل کر سرگودھا گئے تھے۔ جب فیصلہ ہوا اور کیس ختم ہو گیا تو وہاں کی بار کونسل کے صدر صاحب نے ثاقب صاحب اور میاں صاحب کو کھانے کے لئے اصرار کیا چنانچہ وہاں اس دعوت میں ثاقب صاحب اور میاں صاحب کے علاوہ تمام احمدی وکلا شامل بھی ہوئے۔ اور کھانا کھانے میں دیر ہو گئی جب ثاقب صاحب واپسی پر حضرت صاحب کی خدمت میں اطلاع دینے کے لئے آئے تو حضرت صاحب بے قراری سے ٹہل رہے تھے۔ جب آپ کو بتایا گیا کہ ہم کھانا کھا آئے ہیں تو آپ فرمانے لگے میں نے یہاں کھانے کا انتظام کیا تھا اور آپ کا انتظار کر رہا ہوں۔ چنانچہ ہم حضرت صاحب کے ساتھ کھانے میں شامل ہوئے آپ خود کھانے کی ڈشیں آگے کرتے کہ خوب سیر ہو کر کھائیں۔

محترم ثاقب زیروی صاحب حضرت امام جماعت الثالث کی محبت و شفقت کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں۔

ایک دفعہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کھانے کی میز پر ایک ڈش پڑی تھی حضرت صاحب نے از راہ مذاق استفسار فرمایا اس کا کیا نام ہے خاکسار نے عرض کیا نام تو بھول گیا ہے حضرت پھوپھی جان (حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ) کے ہاں بھی کھائی ہے مگر اتنا یاد ہے کہ اس کو اتنا بڑا منہ کھول کر کھایا جاتا ہے تب جا کر کہیں تھوڑی سی منہ میں پڑتی ہے۔

حضرت امام جماعت الرابع حضرت امام جماعت الرابع کی مہمان نوازی کے واقعات بلکہ مشاہدات آپ احمدیہ ٹیلی ویژن پر مشاہدہ کرتے رہتے ہیں اردو کلاس آپ کی مستقل مہمان ہے آپ ان بچوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور ان کی پسند اور ناپسند کا مکمل خیال کرتے ہیں کہ کس کو کیا پسند ہے اور کس کو کیا ناپسند ہے۔

جلسہ سالانہ پر جو وفود لندن جاتے ہیں اس کے افراد حضرت صاحب کی مسلسل نوازشات اور محبت و شفقت کے واقعات سناتے ہیں وہ ایک لمبا ذکر ہے۔ یہاں خاکسار کارکنان وقف جدید کے ساتھ حضرت صاحب کی محبت اور شفقت کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

حضرت صاحب جب وقف جدید میں ناظم ارشاد تھے تو کارکنان وقف جدید کو کئی بار آپ کے گھر کھانے کی دعوت میں شامل ہونے کا موقعہ ملا۔ افطاری کے مواقع آئے۔ اپنے مہمانوں کی دلداری کے لئے خود ڈش اور پلیٹوں میں پڑے ہوئے پھل اور مٹھائی مہمانوں کے سامنے لے جاتے اور کھانے پر اصرار کرتے۔ اور کھانے کے ساتھ ساتھ لطائف اور دلچسپ باتوں کا سلسلہ بھی جاری رہتا اس موقعہ پر مکرم صوفی خدا بخش صاحب زیروی اور مکرم عبدالحق بوبک صاحب کی باتیں ان مجالس کو کشت زعفران میں تبدیل کر دیتیں۔ بعض اوقات کم کھانے کی مثالیں بیان فرماتے مثلاً ایک مجھے یاد ہے فرمایا کہ حضرت بانی سلسلہ کے زمانے میں احمدی دور دور ہوتے تھے اور سفر میں آتے جاتے ایک دوسرے سے ملنے کی کوشش کرتے اسی طرح کے ایک حافظ صاحب تھے وہ ڈاکٹر محمد اسماعیل گورگانی کے مہمان ٹھہرے تھے۔ جو چاولوں کے کئی تھال کھا گئے کھانے کے بعد ڈاکٹر صاحب نے پوچھا کہ حافظ کہاں کے ارادے ہیں حافظ فرمانے لگے میں جموں حکیم نور الدین کے پاس علاج کروانے جا رہا ہوں مجھے بھوک نہیں لگتی اس پر ڈاکٹر صاحب فرمانے لگے حافظ علاج کروانے کے بعد سیدھے اپنے وطن ہی جانا۔

اللہ اللہ کیا زمانہ تھا کہ حضرت صاحب کے پاس بیٹھ کر ان کی محبت و شفقت کے مورد ہوا کرتے تھے۔

محمد محمود طاہر ایم-اے ابلاغیات

جلسہ سالانہ - مہمان نوازی لنگر خانہ اور ارشادات حضرت بانی سلسلہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا تعارف جب لوگوں میں بڑھا اور آپ کی معرکتہ الآراء تصنیفات کا شہرہ برصغیر میں ہونے لگا تو ہندوستان کے مختلف علاقوں سے لوگوں کی قادیان میں آمد شروع ہو گئی اور یوں مہمان نوازی کا ایک بھرپور سلسلہ شروع ہوا۔ قیام جماعت 23 مارچ 1889ء کے بعد تو بیعت کرنے والوں کا ایک باقاعدہ سلسلہ قادیان آ کر آپ کی صحبت میں وقت گزارنے کے لئے شروع ہوا اور ان مخلصین کو حضرت بانی سلسلہ کی میزبانی اور مہمان نوازی سے شرف حاصل ہونے لگا۔ آپ آنے والوں کے قیام و طعام کا بندوبست کیا کرتے تھے اور کوشش ہوتی کہ اعلیٰ درجہ کی مہمان نوازی کی جاوے۔

جلسہ سالانہ کے آغاز کے ساتھ لوگوں کی آمد ایک باقاعدہ نظام اختیار کر گئی اور لنگر خانہ میں وسعت پیدا ہوئی۔ جلسہ سالانہ کا آغاز 1891ء سے قادیان میں ہوا اور پہلے جلسہ میں 175 احباب شامل ہوئے۔ اس جلسہ کے بعد آپ نے احباب جماعت کی اطلاع کے لئے جلسہ سالانہ کے باقاعدہ نظام کا اعلان فرمایا اور ہر سال جلسہ سالانہ کے انعقاد کا اشتہار دیا۔

اطلاع جلسہ سالانہ حضرت بانی سلسلہ نے جلسہ سالانہ کے آغاز کے بارہ میں جو اشتہار بغرض اطلاع احباب جماعت کے سامنے رکھا اس کا مضمون یہ تھا۔

"تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو۔ اور اپنے مولیٰ کریم (-) کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو۔ اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہئے اور دعا کرنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہئے۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی اور چونکہ ہر یک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بعد مسافت یہ میسر نہیں آ سکتا کہ وہ صحبت میں آ کر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے پر روا رکھ سکیں لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں۔ سو میرے خیال میں بہتر ہے کہ وہ تاریخ 27 دسمبر سے 29 دسمبر تک قرار پائے۔ یعنی آج کے دن کے بعد تیس دسمبر 1891ء ہے آئندہ اگر ہماری زندگی میں 27 دسمبر کی تاریخ آ جاوے تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آ جانا چاہئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں.....

اور اب جو 27 دسمبر 1891ء کو دینی مشورہ کے لئے جلسہ کیا گیا۔ اس جلسہ پر جس قدر احباب محض للہ تکلیف سفر اٹھا کر حاضر ہوئے خدا ان کو جزائے خیر بخشے اور ان کے ہر یک قدم کا ثواب ان کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔"

(روحانی خزائن جلد نمبر 4 ص 353)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب کا بیان

حضرت بانی سلسلہ کا مہمانوں کی تواضع اور مہمان نوازی کے ابتدائی دور کے بارہ میں حضرت بانی سلسلہ کے ایک ممتاز رفیق حضرت مفتی محمد صادق صاحب یوں بیان فرماتے ہیں۔

"حضرت صاحب مہمانوں کی خاطرداری کا بہت اہتمام رکھا کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے۔ آپ خود ان کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کیا کرتے تھے جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب، میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید فرماتے رہتے تھے۔ کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کی تمام ضروریات خوردونوش و رہائش کا خیال رکھو۔ بعض مہمانوں کو تم شناخت کرتے ہو بعض کو نہیں کرتے۔ اس لئے مناسب ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر ان کی تواضع کرو۔ سردی کے ایام میں فرمایا کرتے مہمانوں کو چائے پلاؤ۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی کو علیحدہ کمرے یا مکان کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام کر دو۔ اگر کسی کو سردی کا خوف ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کر دو۔"

(ذکر(-) از مفتی محمد صادق صاحب ص 195)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی روایت

جلسہ سالانہ کے ابتدائی دور کے موقع پر مہمان نوازی کا تذکرہ کرتے ہوئے اور اس زمانے کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ کے ایک معتمد رفیق حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی روایت کرتے ہیں کہ:-

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقع پر خرچ نہ رہا۔ ان دنوں سالانہ جلسہ کے لئے چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا حضرت صاحب اپنے پاس سے ہی صرف فرمایا کرتے تھے۔ میر ناصر نواب صاحب نے آ کر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لئے کوئی سالن نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان کر لیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ لے آئے اور مہمانوں کے لئے سامان بہم پہنچا دیا۔ دو دن کے بعد پھر میر صاحب نے رات کے وقت میری موجودگی میں کہا کہ کل کے لئے پھر کچھ نہیں۔ فرمایا کہ ہم نے برعایت ظاہری اسباب کے انتظام کر دیا تھا۔ اب ہمیں ضرورت نہیں جس کے مہمان ہیں وہ خود کرلے گا۔ اگلے دن آٹھ یا نو بجے جب چٹھی رساں آیا تو حضرت صاحب نے میر صاحب کو اور مجھے بلایا۔ چٹھی رساں کے ہاتھ میں دس یا پندرہ کے قریب منی آرڈر ہوں گے جو مختلف جگہوں سے آئے تھے۔ سو سو پچاس پچاس روپے کے اور ان پر لکھا تھا کہ ہم حاضری سے معذور ہیں۔ مہمانوں کے صرف کے لئے یہ روپے بھیجے جاتے ہیں۔ آپ نے وصول فرما کر توکل پر تقریر فرمائی۔ کہ جیسا کہ دنیا دار کو اپنے صندوق میں رکھے ہوئے روپوں پر بھروسہ ہوتا ہے کہ جب چاہوں گا نکال لوں گا۔ اس سے زیادہ ان لوگوں کو جو اللہ تعالیٰ پر پورا توکل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر یقین ہوتا ہے۔ اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ جب ضرورت ہوتی ہے تو فوراً خدا تعالیٰ بھیج دیتا ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز اردو جنوری 1942ء ص 44، 45)

التوائے جلسہ سالانہ 1893ء کی دوسری وجہ

جلسہ سالانہ 1893ء کے التوا کا اشتہار دیتے ہوئے آپ نے اس کے التوا کی دوسری وجہ مہمان نوازی کے وسائل میں کمی کو بیان فرمایا ان حالات کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنے اشتہار میں بیان فرماتے ہیں۔

"دوسرے یہ کہ ابھی ہمارے سامان نہایت ناتمام ہیں اور صادق جانفشاں بہت کم اور بہت سے کام ہمارے اشاعت کتب کے متعلق قلت مخلصوں کے سبب سے باقی پڑے ہیں۔ پھر ایسی صورت میں جلسہ کا اتنا بڑا اہتمام جو صدہا آدمی خاص و عام کئی دن آ کر قیام پذیر رہیں اور جلسہ سابقہ کی طرح بعض دور دراز کے غریب مسافروں کو اپنی طرف سے زادِ راہ دیا جاوے اور کماحقہ کئی روز صدہا آدمیوں کی مہمانداری کی جاوے۔ اور دوسرے لوازم چارپائی وغیرہ صدہا لوگوں کے لئے بندوبست کیا جائے اور ان کے فروکش ہونے کے لئے کافی مکانات بنائے جائیں۔ اتنی توفیق ابھی ہم میں نہیں اور نہ ہمارے مخلص دوستوں میں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ ان تمام سامانوں کو درست کرنا ہزارہا روپیہ کا خرچ چاہتا ہے اور اگر قرضہ وغیرہ پر اس کا انتظام بھی کیا جائے تو بڑے سخت گناہ کی بات ہے۔ کہ جو ضروریات دین پیش آ رہی ہیں وہ تو نظر انداز رہیں اور ایسے اخراجات جو کسی کو یاد بھی نہیں رہتے اپنے ذمہ ڈال کر ایک رقم کثیر قرضہ خواہ نخواہ اپنے نفس پر ڈال لی جائے۔ ابھی باوجود نہ ہونے کسی جلسہ کے مہمان داری کا سلسلہ ایسا ترقی پر ہے کہ ایک برس سے یہ حالت ہو رہی ہے کہ کبھی تیس تیس چالیس چالیس اور کبھی سو تک مہمانوں کی موجودہ میزان کی ہر روزہ نوبت پہنچ جاتی ہے جن میں اکثر ایسے غرباء فقراء دور دراز ملکوں کے ہوتے ہیں جو جاتے وقت ان کو زادِ راہ دے کر رخصت کرنا پڑتا ہے۔ برابر یہ سلسلہ ہر روز لگا ہوا ہے اور اس کے اہتمام میں مکرمی مولوی حکیم نور الدین صاحب بدل و جان کوشش کر رہے ہیں۔ اکثر دور کے مسافروں کو اپنے پاس سے زادِ راہ دیتے ہیں چنانچہ بعض کو قریب تیس تیس چالیس چالیس روپیہ کے دینے کا اتفاق ہوا ہے۔ اور دو دو چار چار تو معمول ہے اور نہ صرف یہی اخراجات بلکہ مہمان داری کے اخراجات کے متعلق قریب تین چار سو روپیہ کے انہوں نے اپنی ذاتی جوانمردی اور کریم النفسی سے علاوہ امدادات سابقہ کے ان ایام میں دیئے ہیں۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت بانی سلسلہ جلد اول ص 446، 47)

لنگر خانہ کے انتظام کیلئے اشتہار

حضرت بانی سلسلہ نے لنگر خانہ کے انتظام کو مستقل طور پر چلانے کے لئے اور [illegible] کی ضرورت کے لئے 5 مارچ 1902ء کو ایک اشتہار احباب جماعت کے لئے تحریر فرمایا اور جو ضمیمہ الحکم 10 مارچ 1902ء کو شائع ہوا اس میں احباب کو لنگر خانہ کے لئے چندہ ارسال کرنے کی تحریک فرمائی۔ آپ نے فرمایا:-

"چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگر خانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے۔ اور کل میں نے جب لنگر خانہ کی تمام شاخوں پر غور کر کے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں سقہ اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے

ہیں ان سب کو جمع کر کے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے۔ اس خرچ کے لئے خاص خدا تعالیٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے کہ اب تک ہمیں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہیں آیا۔ مگر چونکہ ہر ایک امر جس کے ساتھ کوئی انتظام نہیں موجب ابتلاء ہوتا ہے۔ اور سلسلہ غموں کا اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے پُرتشویش وقت میں کہ جب آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہیں، کوئی انتظام توکلاً علی اللہ ضروری ہے۔......

سو ہر ایک شخص کو چاہئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے..... اب چاہئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔.... ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت بانی سلسلہ جلد سوم ص466 تا ص469)

لنگر خانہ کی اہمیت

حضرت بانی سلسلہ نے لنگر خانہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے اظہار فرمایا کہ:۔

"آجکل لوگ لنگر کی طرف بہت کم توجہ کرتے ہیں اور دوسری مدات کی طرف بہت متوجہ ہیں۔ حالانکہ سب سے ضروری مد یہی ہے کیونکہ اس کی وجہ سے بہت سے لوگ علم حاصل کرتے ہیں۔ بعض دفعہ کئی کئی دن تک ایک ایک دو دو روپیہ ہی آتے ہیں اور خرچ دوسرے دن کا سو روپیہ ہوتا ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسری مدات کی تحریکات ہمیشہ ہوتی رہتی ہیں اور لنگر کی کوئی تحریک نہیں ہوتی۔"

(ملفوظات حضرت بانی سلسلہ جلد پنجم ص233)

ایڈیٹر الحکم کی طرف سے چندۂ لنگر کے لئے اشتہار

ایڈیٹر الحکم حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کی طرف سے حضرت بانی سلسلہ کی زندگی میں 6 مارچ 1908ء کے شمارہ میں بعنوان "لنگر خانہ کی طرف توجہ چاہئے" یہ اشتہار شائع کیا گیا جو ص3 پر طبع ہوا۔

"لنگر خانہ کی ضروریات پر ایک سے زیادہ مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے۔ لنگر خانہ کے اخراجات دن بدن بڑھ رہے ہیں اور قحط سالی کے سبب اور بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب یکمشت چندے لنگر خانے کے لئے دیں اور ماہواری چندے اپنے وقت پر ادا ہوتے رہیں تاکہ حضرت بانی سلسلہ کے اوقات گرامی میں تشویش کی وجہ سے ہرج واقعہ نہ ہو۔ اس تحریک کو معمولی اور عام نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ ڈیپوٹیشن جو مدرسہ تعلیم الاسلام کی عمارت کے لئے نکلا ہے اس کے مقاصد میں لنگر خانہ کے لئے یکمشت چندہ جمع کرنا بھی داخل کیا گیا ہے۔ جہاں احباب عمارت مدرسہ کے لئے چندہ دیں لنگر خانہ کے لئے یکمشت چندہ بھی دیں۔ بار بار اس قسم کی تحریکیں کرنے کی ضرورت نہیں۔ لنگر خانہ سب سے اول نصب العین رہنا چاہئے۔ یاد رہے لنگر خانہ کے لئے جس قدر روپیہ بھیجا جاوے وہ براہ راست حضرت بانی سلسلہ عالیہ کے نام بھیجا جاوے۔"

(اخبار الحکم 6 مارچ 1908ء ص3)

مہتمم صاحب لنگر کو اکرامِ ضیف کی تاکید

25 دسمبر 1903ء کو جبکہ بہت سے مہمان بیرونجات سے قادیان میں آئے ہوئے تھے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مہتمم صاحب لنگر میاں نجم الدین صاحب کو بلوا کر تاکیداً فرمایا کہ۔

"دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو۔ تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو۔ ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی کو گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کردو۔"

(ملفوظات حضرت بانی سلسلہ جلد سوم ص492)

لنگر خانہ کے منتظمین کو ہدایات

مہمان کی تواضع کے متعلق آپ نے فرمایا کہ۔

"لنگر خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدنظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت ہے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو، اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کی تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہی ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ ان کی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں، اس لئے معذور ہوں۔ مگر جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ ان کا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلاء کا موجب ہوتا ہے۔ اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔"

(بیان کیا گیا کہ حضرت بعض لوگ جو مسافر خانہ میں نو واردوں سے مذہبی مناظرے شروع کر دیتے ہیں اور اس میں وہ اپنے خیال اور رائے کے موافق کلام کرتے ہیں جو کہ بعض اوقات بے محل اور حضرت کے منشا کے خلاف بھی ہوتی ہے اور نو وارد متلاشی بھی اس سے اندازہ لگاتا ہے کہ یہاں کے لوگوں کا یہی مشرب ہوگا۔ حالانکہ یہ بالکل غلطی ہوتی ہے۔ اور اس کا نتیجہ نو واردوں کے لئے ابتلاء ہوتا ہے۔)

حضرت صاحب نے تجویز فرمایا کہ:۔

"اس قسم کی کلام ہرگز نہ ہونی چاہئے۔"

آخر کار تجویز ہوا کہ ایک صاحب ذی وجاہت ذی اثر کے ہاتھ میں مہمانوں کی تواضع کا اہتمام دیا جاوے۔

(ملفوظات حضرت بانی سلسلہ جلد چہارم ص171-170)

اکرامِ ضیف

مہمانوں کے انتظام مہمان نوازی کی نسبت ذکر ہوا۔ اس پر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے فرمایا:۔

"میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جاوے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اس سے پیشتر میں نے یہ انتظام کیا ہوا تھا کہ خود بھی مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتا تھا مگر جب سے بیماری نے ترقی کی اور پرہیزی کھانا پڑا تو پھر وہ التزام نہ رہا۔ ساتھ ہی مہمانوں کی کثرت اس قدر ہو گئی کہ جگہ کافی نہ ہوتی تھی اس لئے بمجبوری علیحدگی ہوئی۔ ہماری طرف سے ہر ایک کو اجازت ہے کہ اپنی تکلیف کو پیش کر دیا کرے۔ بعض لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ ان کے واسطے الگ کھانے کا انتظام ہو سکتا ہے۔"

(ملفوظات حضرت بانی سلسلہ جلد سوم ص292)

مہمان تکلف نہ کیا کریں

جہاں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے منتظمین مہمان نوازی کو ہدایات سے نوازا کہ وہ مہمانوں کی خدمت میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑیں اور مہمان کے دل کو مثل آئینہ نازک قرار دیا ہے وہاں آپ نے آنے والے مہمانوں کو بھی ارشاد فرمایا ہے کہ وہ تکلف سے کام نہ لیں بلکہ جس چیز کی انہیں ضرورت ہو وہ مانگ لیا کریں۔

ایک دفعہ حضرت صاحب بعد مغرب حسب معمول جلوس فرما ہوئے تو حضرت میر ناصر نواب صاحب نے عبدالصمد صاحب آمدہ از کشمیر کو آگے بلا کر حضرت صاحب کے قدموں کے نزدیک جگہ دی اور حضرت صاحب سے عرض کی کہ ان کو یہاں ایک تکلیف ہے کہ یہ چاولوں کے عادی ہیں اور یہاں روٹی ملتی ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔) ہمارے مہمانوں میں سے جو تکلف کرتا ہے اسے تکلیف ہوتی ہے اس لئے جو ضرورت ہو کہہ دیا کرو۔"

پھر آپ نے حکم دیا کہ ان کے لئے چاول پکوا دیا کرو۔

(ملفوظات جلد دوم ص482)

حضرت صاحب نے ایک دفعہ جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

"چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم (اہل عملہ کو) نہ ہو۔ اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شے کی اسے ضرورت ہو وہ بلا تکلف کہہ دے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم ص79)

شرکائے جلسہ کے حق میں حضرت بانی سلسلہ کی دعا

میں اپنے اس مضمون کو حضرت بانی سلسلہ عالیہ کی اس دعا پر ختم کرتا ہوں جو آپ نے جلسہ سالانہ کی خاطر سفر اختیار کرنے والوں کے حق میں فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے۔ اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطا اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

(مجموعہ اشتہارات حضرت بانی سلسلہ جلد اول ص342)

OOO

جدید مشینری MF-14 سے تیار کردہ اعلیٰ قسم کے باسمتی ۔ سپر کرنل چاول ہر وقت دستیاب ہیں

فائیو سٹار رائس ملز

مریدکے روڈ تلونڈی بھنڈراں (نارووال)

پروپرائیٹرز: حاجی محمد یوسف، حاجی محمد عارف

فون: ملز 0436-820039
رہائش 0436-810039
حاجی محمد عارف 0436-810053

امسال حاصل ہونیوالی کامیابیوں پر احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو

مبارکباد پیش کرتے ہیں

امیر جماعتہائے احمدیہ وصدر صاحبان وممبران عاملہ

و

احباب جماعت احمدیہ ضلع نارووال

IMPORT - EXPORT

TOGO SPORTS

Manufacturers Quality Sports Goods.
Specialist Cricket Balls
Daska Road, Near Mughal Mahal Cinema
☎ 0432 - 550921 - Sialkot - Pakistan.
FAX: 092 - 432 - 267583

TOGO ®

J. Babar Sial
Chief Executive

دعوت الی اللہ میں حصہ لے کر حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کی دعائیں حاصل کریں

ڈائمنڈ کی جدید ورائٹی اور فینسی زیورات کا مرکز

الفضل جیولرز

صرافہ بازار سیالکوٹ

فون: دوکان: 592316 گھر: 586297-551179

بانی چوہدری عمرالدین گوجر

گوجر کمشن شاپ

منڈی احمد آباد (منڈی ہیرا سنگھ)

ضلع اوکاڑہ

پروپرائیٹر: چوہدری نصیر الدین گوجر صدر انجمن آڑھتیاں

فون: دوکان 04449-840022 رہائش 04449-840177

ہم جماعت احمدیہ عالمگیر کو عالمی طور پر حاصل ہونیوالی کامیابیوں پر مبارکباد پیش کرتے ہیں

مبارک احمد ڈوگر قائد و ممبران عاملہ و اراکین و

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ ضلع نارووال

راجپوت مکینیکل ورکس

کمو کھا بازار ساہیوال

فون: دوکان 0441-75107 رہائش 0441-52155

زرعی ادویات و ہر قسم کے بیج

مرزا محمد یونس کھاد ڈیلر

پل میانوالی بنگلہ تحصیل ڈسکہ (سیالکوٹ)

پروپرائیٹر: خالد محمود فون دوکان: 20076 رہائش: 20158

خالص سونے کے زیورات آرڈر پر تیار کئے جاتے ہیں

سلطان جیولرز

مین بازار بدوملہی (نارووال)

پروپرائیٹرز: سلطان احمد، فضل احمد

☎ دوکان: 0436-810199 رہائش: 0436-810002

اعلیٰ کوالٹی کے عمدہ چاول ہر قسم کے ہر وقت مل سکتے ہیں

انصار رائس ملز چونڈہ

پروپرائیٹرز: ملک محمد یوسف، ملک ناصر احمد، ملک جاوید احمد

فون: 04364-21287

بیادگار ماسٹر محمد دین احمد پال (رانجھی والے) و محمد رمضان (ڈیرہ اسماعیل خان)

پال سائنس سیکنڈری سکول

A-17/9 سرکلر روڈ چوک رنگ پورہ سیالکوٹ

بورڈ کے مڈل اور سیکنڈری امتحانات میں ہمیشہ صف اول پر آنے والا واحد سکول

پرنسپل: مبشر احمد پال، سابقہ پرنسپل احمدیہ ایگریکلچرل سیکنڈری سکول کمبالا (سیرالیون)

پروپرائیٹر: مسز امۃ المتین پال

☎ آفس: 581458 رہائش: 581558

محمود فوٹو سٹوڈیو
بڈ والی روڈ چوک قلعہ کالروالہ (سیالکوٹ)
فون دکان : 175

اتحاد ڈیزل لیبارٹری
یہاں ہر قسم کا پمپ آٹو مائزر کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے
میانوالی بنگلہ (سیالکوٹ)
پروپرائیٹرز: محمد امین، محمد اقبال
04367 - 20373

رحمان کون مہندی
رحمان جنرل سٹور
بابر مارکیٹ مین بازار سیالکوٹ پاکستان
فون: 0432-89007

عمان آٹوز
ڈسکہ روڈ - سیالکوٹ
فون دوکان : 0432-65738

غیر ملکی کرنسی کی تبدیلی و معیاری زیورات کا مرکز
بشیر ماڈرن جیولرز
مین بازار ڈسکہ
پروپرائیٹرز: ذوالقرنین، رانا عبدالباسط، عبدالرب
فون دوکان: 611159
رہائش: 611486

اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور فضلوں کے نزول کے مبارک موقعہ پر جماعت احمدیہ عالمگیر کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں

محمد رفیق (ریٹائرڈ صوبیدار) صدر جماعت احمدیہ و چوہدری امتیاز احمد زعیم انصار اللہ و صدر لجنہ اماء اللہ و محمد مقسوم قائد مجلس خدام الاحمدیہ و احباب جماعت احمدیہ
کلاس والا ضلع سیالکوٹ

بتی، مکانی، استری، پنکھے، واشنگ مشین خریدنے کیلئے تشریف لائیں
الفضل الیکٹرک سٹور
چوک قلعہ کالروالہ (سیالکوٹ)
پروپرائیٹرز: محمد فیاض، محمد انور، محمد حنیف ڈوگر

ہر گھر کی ضرورت پیٹ کی تمام بیماریوں کی اکسیر صفت دوا
پیر شفیق اکسیر معدہ (اکسیر صفت دوا)
اکسیر معدہ گیس کھٹی ڈکاریں، بدہضمی، دائمی قبض، بہترین خون پیدا کرکے چہرے پر نکھار لاتا ہے۔ جگر کا بڑھنا، اپھارہ، پیٹ کا درد، جی متلانا اور گیس کے خاتمہ کی بہترین دوا مانی گئی ہے۔ لاکھوں کا اعتماد حاصل کئے ہوئے۔
پیر سنز بازار پنساریاں سیالکوٹ فون: 0432-587009

بھٹہ کان کا ہسپتال
علاج بذریعہ کمپیوٹر
بازار ٹھٹھیاراں - ڈسکہ
فون: 415

خالص جدید ڈیزائنوں میں معیاری زیورات بنوانے اور خریدنے کیلئے آپکے قدیمی احمدی جیولرز
ذیشان جیولرز
مین بازار قلعہ کالروالہ (سیالکوٹ)
پروپرائیٹرز: ہارون احمد، شعیب احمد، محمد ذکریا
فون دوکان: 75
رہائش: 148

کراکری اور ڈیکوریشن کی ارزاں خریداری کا مرکز
مشتاق کراکری سٹور
تحصیل بازار سیالکوٹ
فون: 0432-87169 P.P.

بشارت کراکری سٹور
چوک تحصیل بازار سیالکوٹ
فون رہائش 0432-594904

امسال نازل ہونیوالے اللہ تعالیٰ کے افضال کے مبارک موقعہ پر جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارکباد
سامان بجلی ہر قسم تھوک و پرچون دستیاب ہے
المنصور (اینڈ) برادرز
گلی آبشار چونڈہ (سیالکوٹ)
پروپرائیٹر: محبوب احمد نون
فون 04364 {21409, 21423}

رانا وسیم ہینٹ ہاؤس قلعہ کالروالہ
رانا سٹیل ہاؤس (سیالکوٹ)

مینوفیکچررز:
• ٹائر ولکنائزنگ میٹریل • اصلی کشن • کیمل بیگ
• شاہین کوشن کمپاؤنڈ • ڈیلکس کوشن کمپاؤنڈ • بیڈ فیبرک کمپاؤنڈ
مجید ربڑ ورکس
حاجی پورہ سیالکوٹ
فیکٹری: 0432-550479
رہائش: 0432-552657

اللہ کی رحمتوں کے نزول پر احباب جماعت احمدیہ عالمگیر کو مبارکباد پیش کرتے ہیں

مظفر حسین قائد ضلع و ممبران عاملہ و اراکین و قائدین مجالس ضلع و اطفال الاحمدیہ ضلع سیالکوٹ

ہر قسم کے چاولوں کی اعلیٰ کوالٹی کا مرکز • مرکز خریداری سورج مکھی، گندم، مونجی
BRM
بٹ رائس ملز (اینڈ) رائس ڈیلرز
بائی پاس روڈ چونڈہ (ضلع سیالکوٹ)
دفتر: 04364 - 21542
رہائش: 21205 - 21222
پروپرائیٹرز: مولا بخش بٹ، خالد احمد بٹ، غفار احمد بٹ

مرکز خریداری: سورج مکھی۔ گندم اور مونجی
ساہی رائس ملز
پروپرائیٹر: چوہدری ریاست علی ساہی
گوجرانوالہ روڈ ڈسکہ (سیالکوٹ)
فون
دفتر 04341- 3429
رہائش 04341- 2748

ڈاکٹر صلاح الدین۔ نیویارک (امریکہ)

امریکہ میں لنگر خانہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خود قادیان میں لنگر خانہ قائم فرمایا اور اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ اسی طرز کے لنگر امریکہ میں بھی چلیں۔ یورپ میں بھی چلیں اور افریقہ میں بھی چلیں۔ امریکہ میں جون کے آخری ویک اینڈ پر جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوتا ہے۔ عموماً جلسہ کے لئے کسی یونیورسٹی کے ہال کرایہ پر لئے جاتے تھے۔ ہوسٹلز کے کمروں میں مہمانوں کی رہائش ہوتی ہے۔ اور ضیافت کا انتظام یونیورسٹی کے MESS یا کیفے ٹیریا کے ذریعہ ہوتا۔ اب تک امریکہ میں اڑتالیس جلسہ سالانہ منعقد ہو چکے ہیں۔

آئندہ امریکہ میں لنگر چلنے چاہئیں

چھ برس قبل جماعت احمدیہ امریکہ کا جلسہ سالانہ ڈیٹرائیٹ میں ایک یونیورسٹی میں منعقد ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ از راہ شفقت لندن سے تشریف لا کر رونق افروز ہوئے۔ جلسہ گاہ یونیورسٹی کے میدان میں شامیانے لگا کر بنایا گیا تھا۔ مہمانوں کے کھانے کا بندوبست یونیورسٹی کیفے ٹیریا میں تھا۔ ہر سال ایک کثیر رقم کھانے کے خرچ پر جماعت کو ادا کرنی پڑتی تھی۔ اور اکثر کھانا بھی معیاری نہیں ہوتا تھا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد حضرت صاحب کینیڈا تشریف لے جانے کے لئے آئے۔ تو جلسہ کے منتظمین سے مصافحہ کے بعد حضرت صاحب کے ساتھ گروپ فوٹو ہوا۔ حضرت صاحب کار کی طرف روانہ ہوا ہی چاہتے تھے کہ آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر فرمایا آئندہ امریکہ میں لنگر چلنا چاہئے۔ اگر تمبو میں جلسہ کی اجازت مل سکتی ہے تو کوشش کریں کہ یونیورسٹی والے تمبو میں لنگر چلانے کی اجازت بھی دے دیں۔ غالباً یہ ارشاد فرماتے وقت حضرت صاحب کی نظروں کے سامنے یہ منظر گھوم رہا تھا کہ کیفے ٹیریا سے مہمانوں کو اچھا کھانا نہیں ملا۔ اور حضرت صاحب کو اس وجہ سے بہت دکھ تھا۔ کہ جس جذبہ سے مہمان آتے ہیں اسی ذوق و شوق سے معیاری مہمان نوازی ہونی چاہئے۔

لنگر کی کوشش

آئندہ سال کے لئے جلسہ کمیٹی بنی۔ اور مختلف شہروں میں جلسہ منعقد کرنے کی سہولت کا سروے شروع ہوا۔ نیویارک میں ایک لمبا عرصہ سے جلسہ منعقد نہیں ہوا تھا کیونکہ دنیا کے مہنگے ترین شہروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یونیورسٹیاں اپنے ہال اور ہوسٹلز اول تو کرایہ پر دیتی ہی نہیں اور اگر دیں بھی تو کرایہ بہت مہنگا وصول کرتی ہیں۔ اور سب سے بڑی مشکل یہ بھی کہ کوئی یونیورسٹی تمبو میں لنگر چلانے کا سوچ ہی نہ سکتی تھی۔ جلسہ کمیٹی کے ممبران بھی پریشان تھے کہ یہ ایک طویل المدت پلان ہے۔ اتنے کم عرصے میں لنگر چلنا ناممکن دکھائی دے رہا تھا۔ نہ کڑچھے اور نہ دیگیں۔ نہ پکانے والے۔

لنگر چلانے کی اجازت ملتی دکھائی نہ دی۔ اور آخر کار نظریں نیویارک کی طرف تھیں کہ یہاں کوشش کریں۔ صدر جماعت نیویارک مکرم ڈاکٹر احمد ایاز صاحب کو امیر صاحب امریکہ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب نے افسر جلسہ مقرر فرمایا۔ ایسی یونیورسٹی کی تلاش دن رات شروع ہوئی جو لنگر چلانے کی اجازت دے۔ دو کے علاوہ سب یونیورسٹیوں نے انکار کر دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ تمام یونیورسٹیوں نے کیفے ٹیریا بڑی بڑی کمپنیوں کو ٹھیکہ پر دیئے ہوتے ہیں۔ کوئی بھی کنٹریکٹر کے علاوہ کھانا پیش نہیں کر سکتا۔ کسی صورت لنگر کی اجازت ملتی نظر نہ آتی۔

آخر کار دو ایسی یونیورسٹیوں پر نظر پڑی جو ساتھ ساتھ تھیں۔ ایک کے پاس رہائش تھی (لانگ آئی لینڈ یونیورسٹی) اور دوسری نیویارک انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی جس کے پاس جلسہ کے لئے ہال اور گراؤنڈ تھے۔ جب ہم نے گفت و شنید کے بعد کمرہ کا کرایہ پوچھا تو وہ ڈیٹرائیٹ سے بہت کم تھا اتنا کم کہ جس کا ہم تصور بھی نہ کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلی کامیابی ہوئی۔

اب دوسرا مسئلہ لنگر چلانے کا تھا۔ یونیورسٹی والے کھانے پکانے اور ڈائننگ ہال میں ہمیں کھلانے کی اجازت دے بھی نہ سکتے تھے۔ یونیورسٹی کی کیٹرنگ آفیسر کے ساتھ کئی میٹنگز ہوئیں۔ اور جب اس خاتون کو بتایا گیا کہ جو کھانا تیار ہوگا وہ مہمانوں کو بغیر کسی معاوضہ کے دیا جائے گا۔ وہ امریکن عیسائی خاتون بہت حیران ہوئی کہ ہزاروں افراد کو کھانا۔ مفت۔ او وہ کہنے لگیں کہ یونیورسٹی نے جو معاہدہ کیٹرنگ کمپنی سے کیا ہوا ہے اس کا وہ دوبارہ بغور مطالعہ کریں گی۔ اور قانونی پہلوؤں کا جائزہ لے گی۔ چند روز بعد اس خاتون کا فون آیا کہ اگر کھانا مفت دینا ہے تو گراؤنڈ میں تمبو لگا کر کھانا کھلانے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ معاہدہ میں ہے کہ کیٹرنگ کمپنی کے علاوہ اور کوئی کھانا یا مشروبات فروخت نہیں کر سکتا۔ مثل مشہور ہے کہ کھڑے ہونے کی جگہ مل جائے تو بیٹھنے کی بن جاتی ہے۔ کیٹرنگ آفیسر سے تین چار ملاقاتوں کے بعد وہ یہ مان گئی کہ کھانا کسی اور جگہ پکا کر یہاں لا کر گرم کر لیں۔ اور آخر یہ اجازت مل گئی کہ یونیورسٹی والے چھوٹا سا تمبو لگا دیں گے وہاں کھانا Fix کر لیں بس پھر کیا تھا جونہی کیٹرنگ آفیسر کے منہ سے یہ الفاظ نکلے تو سب کے دل اللہ کی حمد کے ترانے گانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا فضل فرمایا ہے اور حضرت صاحب کے یہ الفاظ پورے ہوئے کہ کوشش کریں تو آئندہ یونیورسٹیاں تمبو میں لنگر چلانے کی اجازت دے سکتی ہیں۔

لنگر کون چلائے

اکثر مرد گھر پر تھوڑا بہت کھانا تو پکا ہی لیتے ہیں۔ مگر اتنے بڑے پیمانے پر تو ربوہ میں ہم نے پروفیشنل لوگوں کو یہ کام کرتے دیکھا تھا۔ البتہ معاونین ان کی مدد کرتے تھے۔ اب یہ ذمہ داری ناظم اور نائب ناظم ضیافت پر آ پڑی۔ اور سوچا کہ ہمارے بزرگ بھی تو جماعت کی خاطر کوئی دھوبی کی اور کوئی نائی کی ملازمت بحری جہازوں میں کر کے دوسرے ممالک میں اللہ کا پیغام پہنچانے گئے تھے۔ ان کا پروفیشن کونسا دھوبی کا تھا۔ اور اللہ نے ان سب کو کامیاب کیا۔ تو ضیافت ٹیم کے ممبران نے سوچا کہ اگر ہمارے والد دھوبی بن کر بہت خوش تھے۔ تو آج موقع ہے۔ دھوبی کی اولاد نائی کیوں نہ بن جائے۔ دھوبی اور نائی میں ایک خاص مماثلت بھی ہے۔ اور کامیابی اللہ پر چھوڑتے ہیں۔ تو جناب جتنے لوگوں نے کھانا پکانے کا عزم کیا سب ہی واقفین زندگی کی اولاد تھے۔ کوئی از راہ مزاح ہم سے پروفیشن پوچھتا تو جواب ہوتا کہ جی ہم امریکہ میں نائی ہیں۔

فوڈ سروس لائسنس

یونیورسٹی کی پہلی شرط یہ تھی کہ جماعت کے پاس فوڈ سروس لائسنس ہونا چاہئے۔ اس کے بغیر یہ کھانا پکا سکتے ہیں اور نہ ہی Serve کر سکتے ہیں۔ یہ لائسنس حاصل کرنے کے لئے نیویارک فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کلاسیں ہوتی ہیں۔ امتحان پاس کرنے کے بعد یہ لائسنس ملتا ہے۔ چنانچہ ضیافت ٹیم کے ایک ممبر نے داخلہ لے کر کلاسیں پڑھیں اور 92% نمبر لے کر لائسنس حاصل کیا۔

کھانا پکانے کا سامان

امریکہ میں پاکستان کی طرح کھانا پکانے والے ماہرین دستیاب ہیں۔ اور ہمارے پاس رضاکاروں کی بھی کمی تھی۔ یہ ترکیب سوچی گئی کہ کم از کم دو دیگوں جتنا سالن ایک پتیلے میں پکایا جا سکے۔ امریکہ کی کوئی بھی کمپنی اتنے بڑے سائز کا پین تیار نہیں کرتی۔ ہر روز لنگر سے دلچسپی رکھنے والے لوگ دریافت کرتے کہ کیا بنا تو جواب ہوتا کہ ابھی کچھ نہیں۔ ایک دن ایک احمدی دوست جن کا نیویارک میں قالینوں کا سٹور ہے کہنے لگے کہ ان کے ایک غیر از جماعت دوست میاں مسعود صاحب لاہور میں ہیں جن کا درآمد برآمد کا کاروبار ہے۔ اور ساتھ ہی بتایا کہ بہت ہی شریف النفس انسان ہیں۔ ان سے پوچھتے ہیں کہ ہماری مدد کریں اور گوجرانوالہ سے یہ پین بنوا دیں۔

ان صاحب کو لاہور فون کیا تو جواب ملا کہ فکر نہ کریں۔ آپ کا کام ہو جائے گا۔ انہوں نے گوجرانوالہ اپنا ٹرک بھجوایا۔ ملازم بھیجے اور راتوں رات پین بن کر لاہور آ گئے۔

دوسرا مرحلہ ان دیگچوں کو لاہور سے نیویارک پہنچانا تھا۔ وقت صرف چند ہفتے تھا۔ پی۔ آئی۔ اے اکتالیس ہزار روپے کرایہ طلب کر رہی تھی۔ جو ادا کرنا کافی مشکل تھا۔ ایک دوست نے دوسری ایئرلائن پر بھجوانے کی کوشش کی۔ ایئرلائن نے فراخ دلی سے مدد کی اور کہا کہ اگر مہمانوں کی خدمت کے لئے جا رہے ہیں تو کرایہ تین گنا کم۔ تو جی یہ دیگچے بڑی عید سے دو روز قبل لاہور سے نیویارک پہنچ گئے۔

گیس کی فراہمی

نیویارک سٹیٹ میں کمرشل سکیل پر عارضی گیس کے مہیا کرنے کے قوانین بہت ہی سخت ہیں۔ طرح طرح کی انشورنس طلب کرتے ہیں۔ اور پہلی مرتبہ ہمیں یہ سروس دینے پر کوئی کمپنی آمادہ نہ ہوتی۔ بے شمار کمپنیوں کو فون پکے خود گھنٹوں سفر کر کے جاتے۔ تو جواب انکاری ہوتا۔

ایک دن نیشنل پروپین کمپنی جو کہ بہت ہی بڑی کمپنی ہے کے پاس جانے کا سوچا۔ جب وہاں پہنچے تو کمپنی اتنی بڑی تھی کہ گمان ہوا کہ اتنے چھوٹے گاہک کو تو لفٹ ہی نہ کرائیں گے۔ مینیجر رخصت پر تھا۔ جونیئر عملہ نے کہا کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے اگلے جمعہ کو آنا اور ملاقات کا وقت دے دیا۔

اگلے جمعہ ہم جا پہنچے۔ مینیجر سے ملاقات ہوئی۔ اس کو ساری سٹوری بتائی اور وہ رضامند ہو گیا کہ گیس مہیا کرے گا۔ جب باتوں باتوں میں مینیجر کو معلوم ہوا کہ سب معاونین بلا معاوضہ کام کر رہے ہیں۔ اور کھانا بھی مفت ملے گا تو میرا پروفیشن پوچھا... " جواب سن کر بہت ہی حیران ہوا کہ ڈاکٹرز، انجینئرز بڑے بڑے امریکن بینکوں کے مینیجر کھانا پکائیں گے تو اس نے ہر طرح سے تعاون کیا اور کہا کہ صرف سروس چارج وصول کرے گا گیس کمپنی کو چولہوں کی تفصیل بتانی تھی تاکہ وہ گیس پائپ اور دوسرا سامان اس کے مطابق مہیا کریں۔ ان کے انجینئر کی فیس 300 ڈالر تھی۔ یہ ہم نے خود کالج میں پڑھی ہوئی فزکس سے لیا اور ایک لائبریری میں جا کر یادداشت تازہ کی۔ ہم خود چولہوں کی نوزل میں تھوڑا تھوڑا سا سوراخ کرتے اور شعلہ دیکھتے۔ پھر چولہا کھولتے اور جب تسلی ہو گئی کہ گیس کے دباؤ کے لحاظ سے یہ شعلہ زیادہ سے زیادہ ہے تو انجینئر کو جا کر بتایا کہ برنر کے باہر والا رنگ 70 ہزار اندر والا 45 ہزار اور درمیان والا 25 ہزار برٹش تھرمل یونٹ کا ہے۔ تو وہ حیران رہ گیا کہ ہم اناڑیوں کا حساب بالکل درست نکلا۔

گوشت کی فراہمی

اچھے گوشت کی فراہمی کافی مشکل تھی۔ حلال گوشت کے ذبح خانے کافی دور ہیں۔ وہاں خود جا کر بات چیت کرتے۔ جو بھی ہماری شرائط سنتا کہ ہمیں ایک ہی عمر اور ایک ہی وزن کے بکروں یا چھتروں کا ہزاروں پونڈ کا گوشت چاہئے تو اکثر انکار کر دیتے۔ قصاب چاہے امریکہ کا ہو یا پاکستان کا وہ قصاب ہی ہوتا ہے۔ گاہک جو چاہتا ہے وہ اس کی گھٹی میں ہوتا ہے کہ نہیں دینا اور تھوڑی بہت تو ہیرا پھیری ضرور کرنی ہے۔ ایک سپلائر کے ساتھ معاہدہ ہوا اور تمام شرائط اس کو اچھی طرح واضح کر دیں۔ کنٹرول کے لئے وہاں ناظم گوشت موجود رہے۔ دو دن تو وہ معاہدہ کی پابندی کرتا رہا۔ تیسرے دن قصاب بوڑھی بھیڑیں ذبح کر کے لے آیا اور اس نے سوچا یہ مجبور ہیں ہر حالت میں گوشت لیں گے۔ کیا ہزاروں لوگ بھوکے رہیں گے۔ ناظم گوشت نے لنگر خانہ فون کر کے جب یہ اطلاع دی کہ تو ایک گھنٹہ کے اندر ویگن میں ضیافت ٹیم وہاں پہنچ گئی۔ ذبیحہ جانور دیکھے تو ہم نے ویگن میں بیٹھ کر چند منٹ میٹنگ کی اور فیصلہ کیا کہ یہ گوشت ہرگز نہیں لیا جائے گا اور ہم متبادل راستہ اختیار کریں گے قصاب ایک نظر اپنی بھیڑوں پر ڈالتا اور دوسری ہماری طرف اور کہتا ہی رہ گیا کہ جی پھر آپ کیا کریں گے۔

ابھی شام کے آٹھ ہی بجے تھے۔ ایک دو کھلے دو کانیں کھلی رہتی تھیں۔ ضیافت ٹیم کے ممبر اپنی

کاروں پر پورے نیویارک کی دوکانوں پر نقد رقم لے کر روانہ ہو گئے کہ جہاں سے بھی اچھا گوشت یا مرغے ملے لے آئیں۔ صبح کی عبادت سے قبل بہت ہی اعلیٰ گوشت لنگر خانہ پہنچ گیا۔ جلسہ کے بعد قصاب نے معذرت کی کہ جی بس غلطی ہو گئی اور بتایا کہ پورا ہفتہ وہ یہ گوشت بیچنے کی کوشش کرتا رہا۔ اور آخر کار کافی گوشت اس کو پھینکنا پڑا۔

نان ضیافت ٹیم کی یہ کوشش تھی کہ مہمانوں کو اعلیٰ قسم کی روٹی اور نان خود پکوا کر دیئے جائیں۔ نیویارک میں ایک کمپنی کے پاس روٹی پکانے کا بہت بڑا آٹومیٹک پلانٹ ہے۔ ان کو اس بات پر آمادہ کر لیا گیا کہ آٹا اور سب سامان ہمارا ہو گا اور ہماری نگرانی میں روٹی اور نان تیار ہوں گے۔ جلسہ سے ایک ماہ قبل ہر ویک اینڈ پر ضیافت ٹیم کے کچھ ممبر روٹی پلانٹ پر جاتے اور تجربہ کرتے۔ کہ کس تناسب سے کیا کیا ڈالیں تو اچھی روٹی اور نان تیار ہوں۔ یعنی آٹا، گھی، چینی، نمک، دودھ، بیکنگ پاؤڈر وغیرہ کمرشل لوگ ڈبل روٹی اور نان وغیرہ میں Preservative ڈالتے ہیں۔ ہم نے نہیں ڈالا کیونکہ اس سے روٹی کا ذائقہ کچھ کڑوا سا ہو جاتا ہے۔ کافی تجربات کے بعد ایک فارمولا فائنل کر لیا۔ امیر صاحب کو نمونہ ٹیسٹ کروایا گیا اور منظوری لی گئی روٹی پلانٹ والے بہت ہی اچھی روٹی اور نان پکوا کر خود پہنچانے کا انتظام بھی کرتے رہے۔ اور پھر گزشتہ دو سال سے جلسہ واشنگٹن میں ہو رہا ہے۔ یہ لوگ ہمیں ہر طرح کی سروس نیویارک سے واشنگٹن دیتے رہے اور کبھی روٹی تاخیر سے نہیں پہنچی۔

کریانہ کی اشیاء آئل، مرچ مصالحہ جات کی خریداری کے لئے ہم نے کافی سروے کیا کہ کسی جگہ سے سستی اور اعلیٰ کوالٹی کی اشیاء ملیں۔ ایک ہندو سے ملاقات ہوئی جو بہت بڑا ہول سیلر تھا۔ اس نے سب چیزیں سپلائی کیں۔ جب بل بنانے لگا تو کہنے لگا کہ وہ ریٹ ہو گا جس ریٹ پر بندرگاہ پہنچا ہے۔ منافع لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

منافع کے بغیر من پسند مشروبات کی فراہمی مختلف ممالک میں جب جلسہ ہوتا ہے تو لوگ سٹال وغیرہ لگاتے ہیں۔ ہمارے دل میں خیال آیا کہ ایک مثال تو ایسی ہو جہاں مہمان آکر یہ محسوس کریں کہ وہ اپنے ہی گھر آتے ہیں۔ اور ان کی تواضع اس معیار پر ہو جو کہ حضرت بانی سلسلہ کی روایت ہے۔ ایک سٹال ایسا ہونا چاہئے جہاں منافع کے بغیر مہمانوں کے من پسند ٹھنڈے مشروبات دستیاب ہوں۔ یہ تجویز امیر صاحب امریکہ محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کو پیش کی گئی تو آپ نے بہت ہی مسرت کا اظہار فرمایا۔ نیویارک سے ٹیزان مینگو جوس کی پیٹیاں خریدی گئیں اور ساتھ پیپسی وغیرہ۔ یہ مشروب اتنے سستے تھے کہ ایک مہمان ایک ڈالر کے خریدتا تو وہ دوست تلاش کرتا کہ ان کو بھی پلائے۔ مہمانوں نے اس کو بہت ہی پسند کیا۔ حضرت صاحب کی ہمشیرہ محترمہ بی بی جمیل صاحبہ کہنے لگیں کہ بچوں نے تو سستے جوس پر خوب عیش کی اور پرس خالی کر دیا۔

حضرت صاحب کو کھانے کا نمونہ پیش کیا گیا جب لنگر خانہ شروع ہوا تو ذہن میں یہ بات تھی کہ بس گزارہ بھی ہو گیا تو اللہ کا شکر ادا کریں گے۔ امیر صاحب امریکہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب سے لے کر عام ممبر تک سب نے دعائیں کیں۔ حضرت صاحب کو کامیابی کے لئے خط لکھے۔ اللہ نے ایسی سنی کہ پہلے ہی دن مہمان کامیابی کے گیت گانے لگے۔ ہمارے ایک بہت ہی پیارے دوست ہیں۔ جن کو شاہ جی کہتے ہیں۔ بہت زبردست تنقید کرنے والی ہستی ہیں۔ وہ اپنے مخصوص انداز میں لنگر کی طرف آئے۔ ہمارا جی دہل گیا کہ اب خدا ہی خیر کرے۔ کہیں ان کے دانت میں کوئی چھیچھڑا نہیں پھنس گیا؟ اب تو ہماری شامت آنے لگی ہے۔

بات ہی اور تھی کہنے لگے کہ کھانا بہت مزیدار ہے۔ "اتے ضرور بھیجو" ہم سمجھ گئے۔ اور چنانچہ کھانے کو منفی 40 ڈگری سینٹی گریڈ پر سائنٹیفک طریق پر پیک کر کے حضرت صاحب کی خدمت میں لندن بھجوایا گیا۔ کچھ دنوں کے بعد لندن سے ڈاکٹر ولی شاہ صاحب کی فیکس آئی اور لنگر خانہ کی کامیابی کی مبارکباد دی۔ اور لکھا کہ حضرت صاحب نے لنگر امریکہ کا کھانا تناول فرمایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اب تک میں نے جتنے بھی کھانے چکھے ہیں یہ ان سب سے بازی لے گیا ہے۔ سب سے زیادہ مبارکباد کے مستحق تو صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب تھے۔ جنہوں نے لنگر کی کامیابی کے لئے بہت ہی دعائیں کیں۔ ہماری ہر طرح سے مدد اور راہنمائی فرمائی۔ دن ہو یا رات بیماری کے باوجود خود فون اٹھایا اور بات سنی۔

ایک زمانے میں (طوطے) مختلف بولیاں بولیں گے یہ ایک خدائی خبر ہے کہ ایک زمانہ میں (طوطے) مختلف بولیاں بولیں گے۔ اور یہ بات اس وقت پوری ہوئی جب حضرت صاحب نے عالمی بیعت کے وقت فرمایا کہ آج ایک ہاتھ پر بیعت ہو رہی ہے۔ بیعت کے الفاظ تو ایک ہی ہیں۔ مگر لوگ اپنی زبان میں بیعت کر رہے ہیں۔ کوئی عربی میں۔ کوئی فارسی میں کوئی انڈونیشی میں۔

مجھے اسی وقت خیال آیا کہ لنگر میں اکثر یہ دشواری پیش آتی ہے کہ جو دوست لنگر خانہ کا روائتی کھانا نہیں کھا سکتے ان کے لئے پرہیزی کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ عام کھانے والے بھی پرہیزی چکھنے لگ جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات گڑبڑ ہو جاتی ہے۔ اب ان کے لئے ترکیب سمجھ آگئی ہے بیعت تو ایک ہی ہے۔ مگر بولیاں مختلف ہیں۔ اسی طرح لنگر کا مینو تو ایک ہو اور لوگوں کے مزاج کے مطابق ان کو مختلف سٹائل سے پکایا جائے۔ اور نان کافی ہوں۔ کیونکہ یہ خدائی بشارت ہے کہ

"یہ نان تیرے اور تیرے ساتھی درویشوں کے لئے ہیں"

مینو ایک ہی ہو۔ مختلف سٹائل سے سالن پکایا جائے اور سب نان کے ساتھ کھائیں۔ اور اس طریق پر اس زمانہ میں یہ بشارت پوری ہو۔

چنانچہ جب روائتی سٹائل کا آلو گوشت پکے تو امریکن مہمانوں کے لئے بیف انگریزی طرز پر پکایا جائے۔ جب عام چکن قورمہ ہو تو دوسرے مہمانوں کے لئے چکن ہیوی کریم کے ساتھ پکے۔ اور جب مٹر پکے تو امریکن مہمانوں کے لئے قیمہ مٹر ٹماٹر کی چٹنی کے ساتھ تیار ہو۔ اور جب ہماری لنگر والی دال پکے تو ان کے لئے Pasta with Beans ہوں۔

چنانچہ گزشتہ سال اسی ترکیب پر عمل ہوا۔ امریکی اور یورپین بہن بھائیوں نے اس نظریہ کو بہت ہی پسند کیا۔ جماعت امریکہ کے نائب امیر ڈاکٹر مظفر احمد ظفر (وفات یافتہ) لنگر خانہ میں آئے اور فرمانے لگے کہ بہت لطف آرہا ہے۔ کوئی امتیاز نہیں No Discrimination بانی سلسلہ احمدیہ کے سب مہمان ایک ہی شامیانے کے نیچے اپنی اپنی پسند کا کھانا کھا رہے ہیں۔ اگر کوئی مرچ مصالحہ دار قورمہ کے ساتھ نان سے لطف اندوز ہو رہا ہے تو دوسرا مہمان اسی نان کے ساتھ چکن ہیوی کریم سے لطف اندوز ہو رہا ہے۔ اور جب برادر مظفر کو بتایا کہ یہ آئیڈیا حضرت صاحب سے سیکھا ہے کہ لوگ مختلف بولیاں بولیں گے اور بیعت ایک ہی ہے۔ تو اسی قافیہ اور ردیف کو ملاتے ہوئے نان اور مینو ایک ہی اور مہمان مختلف سٹائل سے پکایا ہوا ایک ہی کھانا کھا رہے ہیں تو بس انہوں نے اس زور سے اپنی طرف کھینچ کر پیار سے جس کو پنجابی میں کہتے ہیں "جپھی ڈالی" کہ چند لمحات کے لئے ہمارا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

زندگی کا آخری کام دیکھئے نیویارک پہنچ گئے۔ لنگر خانہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھا کام کیا۔ جلسہ کے بعد احمدی دوست نے ان غیر از جماعت دوست کو ماڈل ٹاؤن لاہور فون کر کے شکریہ تو ادا کریں۔ انہوں نے فون کیا۔

"تو ان کی بیوی بولیں کہ میاں مسعود صاحب کا تو انتقال ہو گیا ہے۔ بس آپ کے پتیلے چھوڑ کر آئے تو اسی دن دل کا حملہ ہوا اور وفات ہو گئی۔ زندگی کا آخری کام انہوں نے یہی کیا۔

دیگیں اور برتن دھونا لنگر کے سارے کام ہی کافی مشکل ہوتے ہیں۔ یہ کوئی وائٹ کالر جاب تو ہے نہیں۔ مگر سب سے مشکل کام دیگیں اور برتن دھونے کا ہے۔ اور یہ کام کئی دوست بہت ہی شوق سے کرتے ہیں۔ اور لگتا ہے کہ ان کا جدی پشتی کام ہی یہی ہے۔ مگر جب دنیا میں دیکھتے ہیں تو کوئی بینک میں مینیجر ہے اور کوئی بہت ہی بڑے عہدے پر فائز ہے۔ اور لاکھوں ڈالر ان کی آمد ہے۔ لنگر کے جب برتن دھو رہے ہوں تو ان کو پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔

سبزی کی خریداری امریکہ کے بڑے شہروں سے باہر سبزی منڈیاں صبح دو بجے کھلتی ہیں ضیافت ٹیم کے دو ممبر بھی ٹرک لے کر وہاں پہنچ جاتے تاکہ پیاز، ادرک، آلو، سلاد، کھیرے، ٹماٹر وغیرہ سستے داموں مل سکیں۔ پہلے پوری مارکیٹ کا سروے کرتے کہ عام ریٹ کیا چل رہا ہے۔ دو تین سال ذرا اچھے کپڑے پہن کر جاتے رہے۔ اور وہ پہچان جاتے کہ یہ سبزی فروش نہیں ہیں اور بھاؤ تھوڑا سا زیادہ بتاتے۔ ہم نے وہاں بغور مطالعہ کیا اور ایسے کپڑے پہنے جیسے وہاں کے سبزی فروشوں کے تھے۔ اور پھر انگریزی بولنے کا سٹائل بھی تھوڑا سا ویسا کر لیا۔ اور پھر جب دوبارہ سبزی فروشوں کا روپ دھار کر منڈی گئے تو ہمیں بہت ہی سستا ریٹ بتائیں۔ اور ہم حیران ہوں۔ کئی آڑھتی کہیں کہ لگتا ہے تمہاری بہت بڑی دوکان ہے۔ ہر روز آیا کرو۔

مینو اور دعوت عام آپ بھی سوچتے ہوں گے کہ امریکہ کے لنگر میں کیسا کھانا ملتا ہے۔ تو چلیں بتا ہی دیتے ہیں۔ اگر آپ کو امریکہ کا ویزا مل جائے تو امریکہ کے جلسہ پر ضرور تشریف لائیں۔ مہمان نوازی ہمارے ذمہ۔

جمعہ دوپہر قیمہ مٹر
جمعہ شام چکن قورمہ
ہفتہ دوپہر مونگ والی دال
ہفتہ شام آلو گوشت
اتوار دوپہر دال گوشت

ہر کھانے کی میز پر اچار، سلاد بھی ہوتا ہے۔

پیسے دی گھٹ تے رنگ دی چوکھا چڑھے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے کئی مرتبہ یہ لطیفہ سنایا کہ ایک غریب عورت تھی۔ وہ رنگ ساز کے پاس کپڑا رنگوانے گئی۔ اور کہنے لگی کہ "پیسے دی گھٹ لگن تے رنگ دی چوکھا چڑھے" اور فرمایا کہ جماعت پر اللہ نے ایسا فضل فرمانا کہ بہت ہی کم پیسوں میں جماعت کے کام ہو جاتے ہیں۔

حساب کیا تو فی کھانا فی کس 68 سینٹ آیا۔ ہر ایک حیران ہوتا تھا کہ یہ کیا۔ اتنے میں تو پاکستانی لوگ ایک وقت کھانا نہیں کھا سکتے۔ بس حضرت صاحب کی بات پوری ہوئی۔

ooo

شیزان

احباب جماعت احمدیہ کو نیا سال

مبارک ہو

پاکستان میں
تازہ پھلوں کی مصنوعات
بنانے والا
سب سے بڑا ادارہ

Start your day
with a glass of
Pure
*Orange**
Juice
for good health and
a glowing complexion

Shezan

PURE ORANGE
JUICE

PREMIER QUALITY

Shezan

fruitfully yours

* Premier Quality Orange Juice
obtained from Kinnu & Malta

adcom 319/96

The Largest Food Processors in Pakistan, **Shezan International Limited**, Lahore, Karachi, Hattar.

شیزان انٹرنیشنل لمیٹڈ

لاہور ـــــــ کراچی

روزنامہ الفضل ربوہ
CPL 61

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع سے جلسہ سالانہ لندن پر ملاقاتیں

عالمی بیعت 1997ء کا ایک منظر